﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآء﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

# الفضل

ہفت روزہ انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 18 | جمعۃ المبارک 22/جولائی و 29/جولائی 2011ء | 20/شعبان و 27/شعبان 1432 ہجری قمری ❁ 22/وفا و 29/وفا 1390 ہجری شمسی | شمارہ 30-29

(17)

## رمضان کا مہینہ

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول خداﷺ نے فرمایا:

''جب رمضان کا مہینہ داخل ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیطان جکڑ دیئے جاتے ہیں''۔

(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

# رمضان المبارک تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم (روزہ) تجلّیٔ قلب کرتا ہے۔

......''رمضان سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اَکل وشُرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے، دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینے میں آیا اس لئے رمضان کہلایا۔ میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ عرب کے لئے خصوصیت نہیں ہوسکتی۔ روحانی رمض سے مراد روحانی ذوق شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رَمَض اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہوجاتے ہیں''۔ (الحکم جلد 5 نمبر 27 مورخہ 24/جولائی 1901ء صفحہ 2)

......''شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ (البقرۃ:186) یہی ایک فقرہ ہے جس سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم (روزہ) تجلّیٔ قلب کرتا ہے۔ تزکیۂ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امّارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جاوے۔ اور تجلّیٔ قلب سے یہ مراد ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لیوے۔ پس اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ میں یہی اشارہ ہے۔ اس میں شک وشبہ کوئی نہیں ہے روزہ کا اجر عظیم ہے لیکن امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم رکھتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ جوانی کے ایام میں مَیں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ روزہ رکھنا سنّت اہل بیت ہے۔ میرے حق میں پیغمبر خدا نے فرمایا سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ، سلمان یعنی اَلصُّلْحُ کہ اس شخص کے ہاتھ سے دو صلح ہوں گی ایک اندرونی دوسری بیرونی۔ اور یہ اپنا کام رِفق سے کرے گا نہ کہ شمشیر سے۔ اور میں مشرب حسین پر نہیں ہوں کہ جس نے جنگ کی بلکہ مشرب حسن پر ہوں کہ جس نے جنگ نہ کی۔ مَیں نے سمجھا کہ روزہ کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ میں نے چھ ماہ تک روزے رکھے۔ اس اثناء میں مَیں نے دیکھا کہ انوار کے ستونوں کے ستون آسمان پر جا رہے ہیں۔ یہ امر مشتبہ ہے کہ انوار کے ستون زمین سے آسمان پر جاتے تھے یا میرے قلب سے۔ لیکن یہ سب کچھ جوانی میں ہو سکتا تھا اور اگر اس وقت میں چاہتا تو چار سال تک روزہ رکھ سکتا تھا...... خدا تعالیٰ کے احکام دو قسموں میں تقسیم ہیں ایک عبادات مالی دوسرے عبادات بدنی۔ عبادات مالی تو اسی کے لئے ہیں جس کے پاس مال ہو اور جس کے پاس نہیں وہ معذور ہیں۔ اور عبادات بدنی کو بھی انسان عالمِ جوانی میں ہی ادا کر سکتا ہے ورنہ 60 سال جب گزرے تو طرح طرح کے عوارضات لاحق ہوتے ہیں۔ نزول الماء وغیرہ شروع ہو کر بینائی میں فرق آجاتا ہے۔ یہ ٹھیک کہا کہ 'پیری وصد عیب'۔ اور جو کچھ انسان جوانی میں کر لیتا ہے اسی کی برکت بڑھاپے میں بھی ہوتی ہے۔ اور جس نے جوانی میں کچھ نہیں کیا اُسے بڑھاپے میں بھی صد ہا رنج برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ موئے سفید از اجل آرد پیام۔ انسان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ حسب استطاعت خدا کے فرائض بجالاوے۔ روزہ کے بارے میں خدا فرماتا ہے۔ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ یعنی اگر تم روزہ رکھ بھی لیا کرو تو تمہارے واسطے بڑی خیر ہے''۔ (البدر جلد 1 نمبر 7 مورخہ 12 دسمبر 1902ء صفحہ 52۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ جلد اوّل صفحہ 646-647)

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

......''تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں مگر جو تم میں سے بیمار یا سفر پر ہو وہ اتنے روزے پھر رکھے۔ (شہادۃ القرآن بار دوم صفحہ 38)

......''میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت کے نزول کے دن ہیں''۔

(الحکم جلد 15، نمبر 3 مورخہ 24/جنوری 1901ء)

......اس سوال کے جواب میں کہ جہاں چھ ماہ تک سورج نہیں چڑھتا روزہ کیونکر رکھیں۔ فرمایا:

''اگر ہم نے لوگوں کی طاقتوں پر قیاس کرنا ہے تو انسانی قویٰ کی جڑ جو حمل کا زمانہ ہے مطابق کر کے دکھلانا چاہئے۔ پس ہمارے حساب کی اگر پابندی لازم ہے تو ان بلاد میں صرف ڈیڑھ دن میں حمل ہونا چاہئے۔ اور اگر اُن کے حساب کی تو دوسو چھیاسٹھ برس تک بچہ پیٹ میں رہنا چاہئے اور یہ ثبوت آپ کے ذمہ ہے حمل صرف ڈیڑھ دن تک رہتا ہے۔ لیکن دوسو چھیاسٹھ برس کی حالت میں یہ تو ماننا کچھ بعید از قیاس نہیں کہ وہ چھ ماہ تک روزہ بھی رکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کے دن کا یہی مقدار ہے اور اسی کے مطابق ان کے قویٰ بھی ہیں''۔ (جنگ مقدس، بحث 5/جون 1893ء۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 277)

......''تیسری بات جو اسلام کا رکن ہے وہ روزہ ہے۔ روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اُسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلّی اور سیری کا باعث ہے۔ اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے''۔

(الحکم جلد 11 نمبر 2 مورخہ 17/جنوری 1907ء صفحہ 9)

اداریہ

# يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِيْ اَهْلِ الْاَرْضِ
## (اہلِ زمین میں اُس کے لئے قبولیت پھیلائی جائے گی)

صحیح بخاری کتاب التوحید میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت مذکور ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ، محبوب خدا، خاتم الانبیاء، حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ سے محبت کرتا ہے (اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا) تو وہ جبریل علیہ السلام کو پکارتا ہے کہ اللہ فلاں شخص سے محبت رکھتا ہے، تُو بھی اس سے محبت رکھ۔ پھر جبریل بھی اس بندہ سے محبت کرنے لگتا ہے۔ پھر جبریل آسمان میں یہ ندا دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے پس تم بھی اُس سے محبت رکھو۔ چنانچہ سارے آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ اور پھر اہل زمین میں بھی اُس شخص کو مقبولیت عطا کی جاتی ہے۔ (يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِيْ اَهْلِ الْاَرْضِ)۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام ارشادات مبارکہ کی طرح یہ ارشاد بھی علم و حکمت اور معرفت کا ایک عظیم خزانہ ہے۔ اگرچہ بظاہر تو یہی لگتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ایک عمومی بیان ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس حدیث نبوی میں جس غیر معمولی عظمت رکھنے والے بندے (عَبْدًا) کا ذکر ہے اس سے مراد خود حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود گرامی ہے اور آپؐ ہی اس حدیث کے سب سے بڑھ کر اور سب سے افضل و اعلیٰ و اَولیٰ مصداق ہیں۔ دراصل آپ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں جو ارفع و اعلیٰ مقام حاصل تھا اس کے کھلّم کھلا اظہار کی بجائے آپؐ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ بوجہ اپنے انتہائی درجہ تذلّل اور انکسار کے اکثر اس کا عموم کے رنگ میں یا غائب کے صیغہ میں ذکر فرمایا کرتے تھے۔ یہ بھی ایسا ہی ایک موقع ہے۔

اگرچہ لاکھوں، کروڑوں محبوبانِ الٰہی اس دنیا میں گزرے ہیں، آج بھی ہیں اور آئندہ بھی ہوں گے، لیکن اس کائنات ہست و بُود میں آغاز سے اب تک کوئی شخص ایسا نہیں ہوا اور نہ آئندہ کبھی ہوگا جو عبودیت کے اس درجہ کمال کو حاصل کرنے والا ہو جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متمکن ہوئے۔ اہل سماء اور اہل ارض میں جو عظمت اور شرف اور قبولیت آپؐ کو عطا ہوئی وہ عدیم المثال اور عدیم النّظیر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک کتاب قرآن مجید میں بارہا آپ کا ذکر اپنا بندہ (عَبْدہ) کہہ کر فرمایا ہے یہاں تک کہ آپ کو ''عبداللہ'' کے جلیل القدر خطاب سے نوازا گیا۔ آپؐ ہی وہ عبد کامل ہیں جن سے مخاطب ہو کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (سورۃ الانعام: 163-164)
''یعنی ان کو کہہ دے کہ میری نماز اور میری پرستش میں جدوجہد اور میری قربانیاں اور میرا زندہ رہنا اور میرا مرنا سب خدا کے لئے اور اس کی راہ میں ہے۔ وہی خدا جو تمام عالموں کا ربّ ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ اور مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے اور مَیں اوّل المسلمین ہوں۔ یعنی دنیا کی ابتدا سے اس کے اخیر تک میرے جیسا اَور کوئی کامل انسان نہیں جو ایسا اعلیٰ درجہ کا فنا فی اللہ ہو، جو خدا تعالیٰ کی ساری امانتیں اس کو واپس دینے والا ہو''۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 162-163)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ عظیم المرتبت محبوب خدا ہیں جن کی کامل اتباع کرنے والا بھی خدا کا محبوب بن جاتا ہے۔ خود اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں آپؐ سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (سورۃ آل عمران: 32) یعنی ''ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو آؤ میرے پیچھے پیچھے چلنا اختیار کرو۔ یعنی میرے طریق پر جو اسلام کی اعلیٰ حقیقت ہے قدم مارو۔ تب خدا تعالیٰ تم سے بھی پیار کرے گا''۔ (آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 164-165)۔ یاد رہے کہ اس جگہ ''اتّباع سے مراد بھی مرتبۂ فنا ہے''۔ یعنی اب آپؐ کی بعثت کے بعد محبوبِ خدا ہونے کا اعزاز اسی کو ملے گا جو آپؐ کی اتّباع میں مرتبہ فنا کو حاصل کرنے والا ہو۔ دوسری جگہ اس مضمون کو قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا ہے کہ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (سورۃ النساء: 70) (اور جو (لوگ بھی) اللہ اور اِس رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے۔ یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین (میں)۔ اور یہ لوگ (بہت ہی) اچھے رفیق ہیں)۔ گویا اب خدا کی محبت کو وہی حاصل کرے گا اور اس کے یہ عظیم الشان انعامات اسی کو حاصل ہوں گے جو آپؐ کا کامل مطیع اور فرمانبردار ہوگا اور آپؐ کے کامل متبع کے حق میں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عظیم الشان بشارت اپنی تمام تر شان و شوکت کے ساتھ پوری ہوگی کہ جبریل اور آسمان کے سب فرشتے بھی اس سے محبت کرنے لگیں گے اور اہل زمین میں بھی اس کو قبولیت عطا کی جائے گی۔

اس پہلو سے جب ہم نظر کرتے ہیں تو فی زمانہ اس آیت کریمہ اور حدیث نبوی کی صداقت کے ثبوت میں آپؐ کے عاشق صادق اور مطیع کامل، اسم بامسمّٰی حضرت مرزا غلامِ احمد علیہ السلام کا وجود ایک روشن مثال کے طور پر ابھر کر سامنے آتا ہے۔ آپ کے متعلق فرشتوں نے گواہی دی کہ هٰذَا رَجُلٌ يُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (یہ وہ شخص ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے) اور آپ کو خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امّتی ہونے اور آپؐ کی کامل اطاعت کے فیض سے بکثرت مکالمہ و مخاطبہ کے شرف سے نوازا اور نَبِيُّ اللّٰه ہونے کا شرف بخشا۔ چنانچہ آپؑ خود فرماتے ہیں: ''مَیں نے محض خدا کے فضل سے، نہ اپنے کسی ہنر سے، اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔ اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر مَیں اپنے سید و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو مَیں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا''۔ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 64)۔ پھر فرمایا: ''جب انسان سچے طور پر خدا تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو خدا بھی اُس سے محبت کرتا ہے۔ تب زمین پر اس کے لئے ایک قبولیّت پھیلائی جاتی ہے اور ہزاروں انسانوں کے دلوں میں ایک سچّی محبت اس کی ڈال دی جاتی ہے اور ایک قوّت جذب اس کو عنایت ہوتی ہے اور ایک نُور اس کو دیا جاتا ہے جو ہمیشہ اس کے ساتھ ہوتا ہے''۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 65)

الغرض اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کامل کے فیض سے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا بھر میں آپ کی عزت و شہرت اور قبولیت کی عظیم الشان خوشخبریوں سے نوازا اور اپنے الہامات میں بتایا کہ ''مَیں تجھے عزت دوں گا اور بڑھاؤں گا''۔ ''مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا''۔ ''مَیں تیرے دلی محبّوں کا گروہ بڑھاؤں گا''۔ ''يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُوْحِيْ اِلَيْهِمْ مِنَ السَّمَآءِ''۔ ''تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم اپنی طرف سے الہام کریں گے''۔ ''مَیں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا اور تیرا ذکر بلند کروں گا اور تیری محبت دلوں میں ڈالوں گا''۔ ''خدا تجھے ایک غیر معمولی عزت دے گا''۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو غار حرا کی تنہائی سے نکال کر ایسی عدیم النظیر قبولیت اور عزت عطا فرمائی کہ آج پندرہ سو سال بعد بھی کروڑہا بندگان خدا کے دل آپؐ کی محبت سے معمور ہیں۔ وہ آپؐ پر درود و سلام بھیجتے اور آپؐ کی غلامی پر فخر کرتے ہیں۔ ان میں مشرق کے لوگ بھی ہیں اور مغرب کے بھی۔ شمال کے لوگ بھی ہیں اور جنوب کے بھی اور جزائر کے رہنے والے بھی اور دنیا کا کوئی خطّہ ایسا نہیں اور کوئی قوم ایسی نہیں جس میں آپؐ کی عظمت کے ترانے گانے والے موجود نہ ہوں۔ اسی طرح آپؐ کی کامل اتّباع اور غلامی سے خدا تعالیٰ کا محبوب ہونے کا اعزاز پانے والے آپؐ کے عاشق صادق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے قادیان کے گوشۂ گمنامی سے نکال کر اپنے وعدوں کے مطابق ایسی عزّت و شہرت اور قبولیت عطا فرمائی ہے کہ چاردانگ عالم میں اس کی صدا گونج رہی ہے۔ خود حضور علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

اک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا
قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیرِ غار
کوئی بھی واقف نہ تھا مجھ سے نہ میرا معتقد
لیکن اب دیکھو کہ چرچا کس قدر ہے ہر کنار

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ یہ سلسلہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک وجود تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ آپ کے بعد آپؑ کے مقدّس خلفاء کے حق میں بھی خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمودہ بشارتیں نئی عظمتوں اور رفعتوں کے روشن نشانوں کے ساتھ پوری ہوتی چلی جاتی ہیں اور خدا کے ان محبوب بندوں کی عزت اور قبولیت کے ساتھ ساتھ ان کی مساعی جمیلہ کے نتیجہ میں محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور ملائکہ کی تائید سے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلامِ صادق کی اہل ارض میں قبولیت کا دائرہ بھی وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جاتا ہے۔

حال ہی میں سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بلجیم، جرمنی اور ہالینڈ کا جو دورہ فرمایا ہے اس میں بھی ایک بار پھر ہم نے دیکھا اور ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے توسّط سے ساری دنیا نے دیکھا کہ خدا تعالیٰ جن سے محبت رکھتا ہے کس طرح ان کی قبولیت کو سعید فطرتوں کے دلوں میں قائم فرماتا ہے۔ یہ محبتیں، یہ عزّتیں، یہ قبولیتیں انسانی منصوبوں اور تدبیروں سے نہیں ملا کرتیں بلکہ جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا یہ آسمان سے اترتی ہیں اور خدا کے فرشتے لوگوں کے دلوں کو اللہ کے پیاروں کی محبت سے بھرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ''خدا کے خاص بندوں میں محبت الٰہی اور صدق اور وفا کا ایک ایسا خاص نور ہوتا ہے'' جو دلوں کو موہ لیتا ہے۔

ادارہ الفضل انٹرنیشنل کی یہ سعادت اور خوش بختی ہے کہ ہمیں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس نہایت کامیاب اور بابرکت دورہ کی رپورٹس شائع کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ یہ رپورٹس خدا تعالیٰ کے فضلوں کے بے شمار نشانات کی مظہر ہیں اور جیسا کہ حضور انور ایدہ اللہ نے اپنے خطبات جمعہ فرمودہ یکم جولائی اور 8/جولائی 2011ء میں فرمایا ہے 'افراد جماعت میں عمومی طور پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت زیادہ اخلاص و وفا کے جذبات ابھرے ہوئے ہیں'۔ دلی محبّوں کا گروہ مسلسل بڑھ رہا ہے۔ جماعت کے تعارف کے نئے راستے کھل رہے ہیں۔ غیر از جماعت اور غیر مسلموں کی نظروں میں بھی پہچان اور محبت بڑھ رہی ہے۔ باوجود کئی قسم کے حجابوں کے وہ ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ کی مقدس ذات میں محبت الٰہی کے نُور کو محسوس کرتے اور بسا اوقات اس کا برملا اظہار بھی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر طرف اپنے فضلوں کی ایک ہوا چلائی ہوئی ہے۔ احرار یورپ کا مزاج بدل رہا ہے۔ اسلام احمدیت کی سچائی ان پر واضح ہو رہی ہے اور ''وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا''۔ (فتح اسلام)

آیئے ہم خدا کے پیاروں سے سچی محبت اور اطاعت اور اخلاص و وفا کے تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر کریں تا اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریوں کو دُور فرمائے اور اپنے ان پیاروں کے صدقے ہم پر رحم فرماتے ہوئے ہمیں بھی اپنے پیاروں میں شامل فرمالے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ حُبَّكَ وَ حُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِيْ يُبَلِّغُنِيْ حُبَّكَ۔ (اے اللہ! مَیں تجھ سے تیری محبت کا طالب ہوں اور اُن کی محبت کا بھی جو تجھ سے محبت رکھتے ہیں اور ایسے عمل کی توفیق کا طلبگار ہوں جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔ آمین)

(نصیر احمد قمر)

# مَصَالِحُ الْعَرَب

## (عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
## حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
## گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔ عربک ڈیسک یوکے)

**قسط نمبر154**

عربوں میں احمدیت کی تبلیغی کاوشوں کے ثمرات اور ایمان افروز واقعات کا تاریخی لحاظ سے ہم خلافت جوبلی 2008ء تک کے عرصہ کا ذکر کر چکے ہیں جس کے بعد بعض دیگر امور کے علاوہ عرب نو احمدیوں کے قبول احمدیت کے واقعات کا تذکرہ ہوتا رہا۔ اس قسط میں 2009ء کے بعض اہم تاریخی واقعات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

### جماعت احمدیہ کبابیر کا جلسہ سالانہ

جون 2009ء میں جماعت احمدیہ کبابیر کا جلسہ سالانہ منعقد ہونا تھا جس پر امیر صاحب کبابیر نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیغام اور دعا کے لئے تحریر کیا۔ 12 جون 2009ء کے خطبہ جمعہ میں حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام وَسِّعْ مَکَانَکَ پر روشنی ڈالی اور اسی سیاق میں جماعت احمدیہ کبابیر کے جلسہ کا ذکر فرمایا اور قیمتی نصائح فرمائیں۔ ذیل میں ان بابرکت نصائح کا ذکر کیا جاتا ہے (ذیلی عنوانات خاکسار نے لگائے ہیں):

### جماعت کبابیر کا عمومی ذکر

حضور انور نے فرمایا: ''آج کبابیر کی جماعت کا جلسہ سالانہ بھی ہو رہا ہے اور فلسطین اور دوسرے ممالک کے احباب بھی اس میں شامل ہو رہے ہیں۔ کبابیر کے امیر صاحب کی خواہش تھی کہ اس جلسہ کی مناسبت سے ان کا بھی خطبہ میں ذکر کروں یا کچھ مختصر پیغام دوں۔ تو بہرحال مختصر ذکر کروں گا اور ان کے لئے پیغام دوں گا۔ وَسِّعْ مَکَانَکَ کا ذکر چل رہا ہے تو کبابیر کی جماعت کا بھی اس ضمن میں ذکر کر دوں کہ یہاں ابتدا میں ہی اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت خوبصورت مسجد بنانے کی توفیق عطا فرمائی تھی اور یہ بہت پرانی مسجد ہے اور بہت خوبصورت جگہ پر واقع ہے اور ہر سیاح کو، آنے والے کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اس کی تصویریں جو میں نے دیکھی ہیں بڑی خوبصورت مسجد نظر آتی ہے اور یہی دیکھنے والے لوگ بتاتے بھی ہیں اور اس ذریعہ سے تبلیغ کے راستے بھی کھل رہے ہیں۔''

### خلافت جوبلی کے موقع پر
### ''مسرور سنٹر'' کی تعمیر کا منصوبہ

خلافت جوبلی کے موقع پر جماعت احمدیہ کبابیر نے ''مسرور سنٹر'' کے نام سے ایک وسیع تعمیراتی منصوبہ بنایا جس میں ایک بڑا ہال اور ایم ٹی اے کا سٹوڈیو اور دیگر جماعتی ضروریات کے دفاتر وغیرہ شامل ہیں۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:

'' خلافت جوبلی کے سال میں وہاں کی جماعت نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ اس مسجد کی جو جگہ خالی ہے اس میں ایک وسیع ہال اور دوسری تعمیرات کی جائیں جن کی ضرورت ہے۔ میں نے ان کو اس کی اجازت تو دے دی تھی لیکن جو منصوبہ انہوں نے بنایا وہ بہت بڑا بنا لیا۔ جو بظاہر لگتا تھا کہ ان کے وسائل سے بہت زیادہ ہے۔ لیکن یہاں پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کو پورا فرمایا اور امیر صاحب نے مجھے بتایا کہ معجزانہ طور پر منصوبہ اپنی تکمیل کے مراحل پہنچ رہا ہے۔''

### ترقی کا راز

حضور انور نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے العربیہ کے ذریعہ دنیائے عرب میں تبلیغ کو بھی بہت زیادہ وسعت دی ہے اور اس میں بھی کبابیر کی جماعت کے افراد کا بہت ہاتھ ہے۔ مختلف طریقوں سے ان کے نوجوان مدد کرتے رہتے ہیں۔ اسی طرح بعض دوسرے عرب ممالک کے احمدی بھی اس میں بڑا اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے۔ لیکن ہمیشہ ہر احمدی کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ آپ کی یہ کوشش اور کامیابیاں آپ کی کسی ذاتی صلاحیت کا نتیجہ نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وجہ سے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کی وجہ سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری زمانے کے امام کے حق میں دعاؤں اور پیشگوئیوں کے پورے ہونے کی وجہ سے ہیں۔''

### اہل جلسہ اور تمام عربوں کو نصائح

حضور انور نے تمام عربوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''تمام وہ احمدی جن کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے، تمام وہ عرب احمدی جنہوں نے اپنے عرب ہونے کو بڑائی کا ذریعہ نہیں بنایا بلکہ امام الزمان کی آواز کو سن کر سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا کا نمونہ دکھایا ہے یاد رکھیں کہ ایک احمدی اور حقیقی مسلمان کا ہر نیا دن اس کے ایمان اور تقویٰ میں ترقی کا دن ہونا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ہر دن اگر تمہارے اندر ترقی نہیں ہو رہی تو توجہ کرو اور غور کرو اور جائزے لو اور اس ترقی کے حصول کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان الفاظ کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا اور تقویٰ سے رات بسر کی۔ اور یہ تقویٰ میں ترقی ہی ہے جو ان جلسوں کا مقصد ہے۔ پس اس عہد کے ساتھ یہاں سے واپس جائیں کہ ہم نے پاک تبدیلیاں اپنے اندر پیدا کرنی ہیں ان کو زندگیوں کا حصہ بنانا ہے اور تقویٰ میں ترقی کرنی ہے۔ اور اس کے حصول کے لئے جلسے کے یہ جو دن ہیں یہاں گزاریں۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہماری ترقی تبلیغ کے ساتھ دعاؤں سے اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہی وابستہ ہے۔ پس دعاؤں کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنا لیں۔ دعاؤں پر زور دیں اور خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں۔ تو آپ کی دعائیں آسمانوں میں ارتعاش پیدا کر کے وہ انقلاب لائیں گی جو اسلام اور مسلمانوں کے ہر مخالف کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لا ڈالے گی۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ مسیح و مہدی کا زمانہ تیر و تفنگ کا زمانہ نہیں ہے۔ بلکہ دعاؤں سے انقلاب لانے کا زمانہ ہے اور یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ یَضَعُ الْحَرْبَ سے ہم پر ثابت ہے۔

(صحیح بخاری جلد اول صفحہ 490 کتاب احادیث الانبیاء باب نزول عیسی بن مریم۔ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اللہ تعالیٰ نے عربوں کو تبلیغ اور تقریر کا خاص ملکہ عطا فرمایا ہوا ہے اگر اپنے پاک نمونوں اور دعاؤں سے اسے سجاتے ہوئے استعمال میں لائیں گے تو اللہ تعالیٰ کے وسیع تر فضلوں کی بارش اپنے پر برستی دیکھیں گے اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو عرب دنیا میں پھلتا پھولتا دیکھیں گے۔

پس آج یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم عیسائیوں کی بھی حقیقی نجات کا باعث بنیں اور یہودیوں کو بھی ان کی تاریخ اور تعلیم کے حوالے سے صحیح راستے دکھانے کی کوشش کریں۔ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لانے کی کوشش کرتے ہوئے ان کی بھلائی کے سامان کریں اور دوسرے مذاہب والوں کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے راستے دکھائیں اور خدا تعالیٰ کو نہ ماننے والوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچانے کی کوشش کریں۔ یہ بہت بڑا کام ہے جو دنیا کی اصلاح کے لئے مسیح محمدی کے ماننے والوں کے سپرد کیا گیا ہے۔''

### اہل کبابیر کو خصوصی خطاب

حضور انور نے اپنے اس خطبہ جمعہ کے آخر میں اہل کبابیر کو ایک اہم فریضہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

''پس اے کبابیر! اور فلسطین کے رہنے والے احمدیو! اس وقت عرب دنیا میں تم سب سے منظم جماعت ہو۔ اٹھو اور اس زمانے کے امام کے مددگار بنتے ہوئے نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کا نعرہ لگاتے ہوئے اس کے پیغام کو ہر طرف تک پہنچانے کے لئے کمربستہ ہو جاؤ۔ آج مسلمانوں کی بھی نجات اسی میں ہے کہ امام الزمان کو مان لیں۔ اگر آج عرب دنیا کے احمدیوں نے اپنی ذمہ داری کو سمجھ لیا تو سمجھ لو کہ جس طرح قرون اولیٰ کے عربوں نے اسلام کے پیغام کو پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا تھا اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق اور غلام صادق کا پیغام پہنچانے میں اپنا کردار ادا کر کے تم بھی آخرین میں شامل ہو جاؤ گے جو اولین سے ملائے گئے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو بھی اور مجھے بھی اس ذمہ داری کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ سب شاملین جلسہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام دعاؤں کا وارث بنائے اور یہ جلسہ بے انتہا برکات سمیٹنے والا ثابت ہو اور ہم جلد تمام دنیا پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو لہراتا ہوا دیکھیں۔ آمین''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12 جون 2009ء بمقام مسجد بیت الفتوح لندن)

### نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کا نعرہ بلند کریں

جلسہ سالانہ برطانیہ 2009ء کے اختتامی خطاب میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام دنیا کے احمدیوں کو نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کا نعرہ بلند کرتے ہوئے مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کی تکمیل کے لئے مستعد ہو جانے کی طرف بلایا، جس کے ذریعہ مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہہ کر ان کے لئے سچے حواریوں کا درجہ پانا ممکن ہو سکے گا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''پس آج یہی کام ہر احمدی کا ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے ہیں۔ آپ کو اس زمانہ کا امام اور مسیح و مہدی مانا ہے تو نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کا نعرہ لگاتے ہوئے اس مشن کی تکمیل کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار ہو جائیں اور اس کام کو پورا کرنے کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لائیں جس کے لئے مسیح محمدی کو خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا تھا......

آج سچے حواریوں کا حق ادا کرتے ہوئے یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ جس مقصد کو لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے یعنی خدائے واحد و یگانہ کی حکومت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کا قیام، اس کے لئے ہر قربانی کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ آج دنیا کی بقا اسی میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آ جائیں اور اس غلامی کا حق تبھی ادا ہو سکتا ہے جب آپ غلامِ صادق کی بیعت اور اطاعت کا جُوا اپنی گردن پر ڈالیں ...... پس اس مقصد کے حصول کے لئے خاص کوشش کے ساتھ دعوت الی اللہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ہر ملک اور ہر شہر اور ہر قصبہ اور ہر گاؤں کے رہنے والے احمدیوں کو خاص پلاننگ کر کے اس کام کو سرانجام دینے کی ضرورت ہے۔ صرف دو چار فیصد تک یہ پیغام پہنچا کر ہم اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش نہیں ہو جاتے۔ دنیا ایک پاک انقلاب چاہتی ہے......

پس اٹھیں ان پاک تبدیلیوں کے ساتھ اپنی سجدہ گاہوں کو تر کرتے ہوئے اس عظیم مقصد کے حصول کیلئے عرش پر ایک ارتعاش پیدا کر دیں۔ خدائی تقدیر نے تو مسیح محمدی کی جماعت کے غلبہ کا فیصلہ کیا ہوا ہے۔ ہمارا کام ہے کہ اس تقدیر کو اپنی زندگیوں میں پورا ہوتا دیکھنے کے لئے اور اس کا حصہ بننے کے لئے دعاؤں پر، دعاؤں پر اور دعاؤں پر زور دیتے چلے جائیں تا کہ عرش سے ہم یہ آواز سننے والے ہوں کہ اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ۔ سنو یقیناً اللہ تعالیٰ کی مدد قریب ہے۔ فتح و ظفر کی کلید تم کو ملنے والی ہے۔''

### عربوں کو خصوصی طور پر خطاب

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جہاں ہر خطہ کے احمدیوں کا نام لے کر اس اہم اور بنیادی فرض کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی وہاں عربوں کو بھی خصوصی طور نہایت پُر تاثیر کلمات سے اس طرح مخاطب فرمایا:

''پس آج اس مقصد کے حصول کے لئے ایشیا کے احمدیوں کا بھی فرض ہے، یورپ کے احمدیوں کا بھی فرض ہے، امریکہ کے احمدیوں کا بھی فرض ہے، آسٹریلیا کے رہنے والے احمدیوں کا بھی فرض ہے،

جزائر کے رہنے والے احمدیوں کا بھی فرض ہے، اور افریقہ کے احمدیوں کا بھی فرض ہے کہ مسیح محمدی اور مہدی معہود کے پیغام کو اپنے ہر شہر، ہر قصبے اور ہر گلی میں پہنچا دیں کہ یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنا اور آپ کے سچے حواریوں کا حق ادا کرنا ہے۔ ہندوستان اور پاکستان کے احمدیو! تمہارا بھی اوّلین فرض ہے کہ مسیح موعود کے پیغام کو پہنچانے کے لئے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے اپنی تمام تر استعدادیں بروئے کار لاؤ کہ مسیح موعود وہاں پیدا ہوئے اور وہیں سے اللہ تعالیٰ نے آپ کے مسیح موعود ہونے کا پُرشوکت اعلان کروایا۔ اور اے عرب کے رہنے والے احمدیو! تمہارا ان سب سے زیادہ فرض بنتا ہے کہ تم زبان کے لحاظ سے بھی اور مکان کے لحاظ سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ترین ہو، اپنے ہم وطنوں کو بتاؤ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مسیح و مہدی کو سلام پہنچانے کا جو ارشاد فرمایا تھا اس کے سب سے اوّل مخاطب تم ہو۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ وقت آئے گا جب اکثریت عربوں کی مسیح موعود کی بیعت میں آ کر آپ کے لئے دعائیں کرنے والی ہوگی کیونکہ یہ بھی اس خدا کا الہام ہے جس نے آپ کو مبعوث فرمایا تھا۔ فرمایا **يَدْعُوْنَ لَکَ اَبْدَالُ الشَّامِ وَعِبَادُاللّٰهِ مِنَ الْعَرَب**۔ یعنی تیرے لئے ابدال شام کے بھی دعا کرتے ہیں اور بندے عرب میں سے بھی دعا کرتے ہیں۔ جنہوں نے مسیح موعود کو مان لیا ہے آج ان پر یہ بھی فرض ہے کہ مسیح محمدی کے مشن کیلئے دعائیں کریں۔ دعائیں کریں اور بہت دعائیں کریں۔ جس کو بھی موقعہ ملے خانہ کعبہ میں جا کر اور مسجد نبوی میں جا کر مسیح موعود کے مقصد کے پورا ہونے کے لئے روئیں اور چلّائیں۔ مجھے خوشی ہے کہ عربوں میں سے ایک طبقہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے مصروف ہے اور اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس کام میں کبھی روک نہ پڑنے دیں۔ کبھی سست نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی تائیدات بھی آپ کے ساتھ ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے نشان کے طور پر عرب ممالک میں رہنے والے احمدی جانتے ہیں کہ ایم ٹی اے العربیہ کے مختلف چینل کا چلنا اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ کا دعویٰ سچا ہے جو اللہ تعالیٰ نے نامساعد حالات کے باوجود اس چینل کو جاری رکھا ہوا ہے۔ **نَحْنُ اَنْصَارُاللّٰه** کا جو نعرہ آپ نے لگایا ہے اُسے کبھی مرنے نہ دیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کی ایجادات کو بھی ہمارے لئے زیر کر دیا ہے۔ ان سے بھرپور فائدہ اٹھاتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے ساتھ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذمہ داریاں احسن رنگ میں نبھانے کی توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین۔“

(26/جولائی 2009ء جلسہ سالانہ برطانیہ)

## لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ کی صدائیں اور نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰه کا نعرہ

یہاں یہ ذکر کرنا مناسب ہوگا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ان پُرتاثیر کلمات نے جلسہ میں بیٹھے ہوئے عربوں کے دلوں کو چھو لیا اور ان میں سے بعض بے اختیار ہو کر دوران خطاب ہی اٹھ کھڑے ہو کر نہایت والہانہ انداز میں **لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ** اور **نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰه** اور نعرہ ہائے تکبیر بلند کرنے لگے۔ شروع میں مکرم ایاد عودہ صاحب آف جرمنی کھڑے ہوئے بعد میں ان کے کزن فؤاد عودہ صاحب اور پھر ایاد صاحب کے بھائی مراد عودہ صاحب نے کھڑے ہو کر عربوں کی طرف سے یہ نعرے بلند کئے۔ اس کے ساتھ ہی جلسہ گاہ میں ہر طرف دیوانہ وار فدائیت کے ساتھ نعرہ ہائے تکبیر بلند ہونے لگے اور خلیفہ وقت کی آواز پر لبیک کہنے کا یہ ایک عجیب روح پرور منظر ایم ٹی اے نے دنیا کو دکھا جو دراصل دنیا کے کناروں تک پھیلے ہوئے احمدیوں کے جذبات کی ترجمانی کر رہا تھا۔

## بلجیم کی ایک عرب ممبر پارلیمنٹ کے تاثرات

بلجیم کی ایک ممبر پارلیمنٹ محترمہ سعاد رزوق صاحبہ (Mrs. Souad Razzouk) بھی اس جلسہ میں شامل تھیں۔ انہوں نے اس جلسہ میں چھوٹی سی تقریر بھی کی جس میں کہا کہ جلسہ میں شرکت کر کے مادی مائدہ سے زیادہ روحانی مائدہ سے استفادہ کیا ہے۔ ہم سب کو چاہئے کہ ہم دنیا کو اسلام کا صحیح چہرہ دکھائیں کہ اسلام امن کا مذہب ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ جلسہ سالانہ اس سلسلہ میں ایک بہترین کردار ادا کر رہا ہے۔ نیز انہوں نے کہا کہ مَیں بلجیم کی ممبر پارلیمنٹ ہوں اور اس لحاظ سے آپ بلجیم کی پارلیمنٹ میں مجھے اپنا نمائندہ ہی سمجھیں۔

ان کا ذکر کرتے ہوئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

”محترمہ **سعاد رَزُوْق** صاحبہ، بلجیم کی مسلمان ممبر پارلیمنٹ ہیں۔ بنیادی طور پر یہ مراکو سے تعلق رکھتی ہیں۔ لیکن عرصے سے یہاں آباد ہیں، ممبر پارلیمنٹ بھی ہیں۔ انہوں نے وہاں تقریر بھی کی تھی جلسے پہ پیغام دیا تھا۔ انہوں نے لکھا کہ جلسے میں شامل ہونا میرے لئے یہ پہلا عظیم تجربہ تھا جو مَیں پہلے سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ پھر جب دعوت تھی اس میں گئی ہیں تو وہاں میری اہلیہ کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں تو انہوں نے ان کو تبلیغ کی۔ تبلیغ اس طرح کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام حضرت عیسیٰؑ کا مقام اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد، بعثت، احمدی کیا سمجھتے ہیں، ان باتوں پہ آدھا گھنٹہ ان سے گفتگو ہوتی رہی۔ اس کے بعد انہوں نے ہمارے جو مشنری ہیں ان کو ان کا حوالہ دے کر کہا کہ مَیں اُن کے پاس بیٹھی ہوئی تھی اور انہوں نے مجھے اس طرح سمجھایا ہے کہ میرا ذہن اب بالکل تبدیل ہو چکا ہے اور وہاں اس کے بعد کہتی ہیں کہ مَیں مزید جو معلومات ہیں امام مہدی کے بارے میں وہ حاصل کرنا چاہتی ہوں اور رات ڈھائی بجے تک وہ بیٹھی معلومات لیتی رہی ہیں۔ اور انہوں نے میری اہلیہ کا حوالہ دے کر کہا کہ انہوں نے مجھے کچھ ایسا سمجھا دیا کہ اب چین نہیں آ سکتا جب تک مَیں پوری معلومات نہ لے لوں۔

اور پھر کہتی ہیں کہ جماعت احمدیہ کے عقائد و نظریات سے مجھے دوبارہ روحانی زندگی عطا ہوئی ہے اور اب امام مہدی کی آمد کے بعد جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے مسلمانوں کا مستقبل روشن نظر آ رہا ہے۔ میں جماعت احمدیہ کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہتی ہوں اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ مَیں احمدیت قبول کروں تو صرف مَیں اکیلی احمدیت قبول نہیں کروں گی بلکہ میرے ساتھ میرے عزیز و اقارب اور دوست اور کئی تعلق رکھنے والے لوگ بھی شامل ہوں گے۔

اور میرے آخری خطاب کا ذکر کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ آخری حصے میں عرب سے تعلق رکھنے والے احمدیوں سے خطاب کرتے ہوئے جو آپ نے کہا کہ لوگ جاگیں، یہ آپ لوگوں کا فرض ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام لوگوں تک پہنچائیں اور مکّہ میں جا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کی جماعت کے لئے بھی دعائیں کریں۔ اس دوران کہتی ہیں مَیں بہت روئی اور میری آنکھوں سے آنسو اُمڈ آئے کیونکہ مَیں عرب قوم سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون ہوں اور ایک دن قبل ہی بیگم صاحبہ نے مجھے ضرورت امام مہدی علیہ السلام اور صداقت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں بتایا۔ مجھے اس لمحے محسوس ہوا (پھر میرا حوالہ دیا) کہ جیسے وہ مجھے خود مخاطب ہیں۔ تو کہتی ہیں کہ میرے دل میں اس وقت یہ احساس بھی پیدا ہوا کہ آپ لوگوں پر دنیا کے کئی ممالک میں بے حد ظلم جاری ہے جو سراسر ناانصافی ہے۔ کہتی ہیں کہ مَیں نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ سال میں انشاء اللہ جلسہ سالانہ UK میں اکیلی نہیں ہوں گی بلکہ میرے ساتھ پارلیمنٹ کے مزید ممبر بھی شامل ہوں گے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 31/جولائی 2009ء بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن)

## جلسہ کے بارہ میں بعض نو احمدی عربوں کے تاثرات

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسی خطبہ جمعہ میں بعض عرب احمدیوں کے تاثرات بھی بیان فرمائے جنہیں پہلی دفعہ جلسہ سالانہ میں شرکت کا موقعہ ملا تھا حضور انور نے فرمایا:

”ایک احمدی خاتون ہیں مکرمہ **رِیْم شَرِیْقِی اَخْلَفْ** صاحبہ، یہ کہتی ہیں پہلی دفعہ مَیں نے شرکت کی اور جو جذبات تھے انہیں دنیا کی کوئی زبان بیان نہیں کر سکتی۔ اس جلسے کی عظمت اور حسن اور تنظیم اور رضاکارانہ ڈیوٹی دینے والوں کا جذبہ دیکھ کر فوراً یہ سوال دل میں اٹھتا تھا کہ دنیا میں کون اتنی منظّم شکل میں یہ کام کر سکتا ہے۔ اتنی بڑی تعداد کی ضیافت کون کر سکتا ہے۔ ایک دل پر اتنے ہزاروں ہزار لوگوں کو کون جمع کر سکتا ہے۔ تو اس کا ایک ہی جواب ملتا کہ خدا کا ہاتھ آپ کے اوپر ہے اور وہی دلوں میں محبت اور الفت پیدا کرتا ہے اور وہی کام آسان کرتا ہے۔ کہتی ہیں پہلے مَیں عالمی بیعت ٹی وی پر دیکھتی تھی۔ خود حاضر ہو کر بیعت کرنا تو ایک خواب تھا جو امسال خدا تعالیٰ نے پورا کیا۔ (انہوں نے بھی کچھ عرصہ پہلے ہی بیعت کی ہے۔) جلسہ گاہ میں بیٹھ کر بیعت کرتے وقت لگا کہ گویا مَیں ایک نئی دنیا میں ہوں۔ شدت جذبات سے دل کی اور ہی حالت ہو رہی تھی۔ بدن پر لرزہ طاری تھا۔ آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ خدا کی رحمت و عفو پر نظر تھی اور دل میں خوشی کی لہر۔ سجدہ شکر میں تو گویا مَیں نے خدا تعالیٰ کو اپنے سے چند قدم کے فاصلے پر محسوس کیا۔ خدا تعالیٰ سے اپنے گناہوں اور تقصیروں کی معافی مانگی۔ ایسے لگا کہ یوم قیامت ہے اور دنیا بہت چھوٹی ہو گئی ہے۔

پھر ایک اور خاتون ہیں مکرمہ **عَبِیْر رَضَا حِلْمِی** صاحبہ، کہتی ہیں کہ جلسہ کے آخری لمحات میں شدید جذبات غالب رہے اور مَیں کہہ رہی تھی کہ جب مَیں واپس مصر پہنچوں گی تو اہل وطن کو چیخ چیخ کر کہوں گی کہ اے رسول اللہ ﷺ کی اُمّت! اپنی نیند سے اٹھو۔ تمہارا مہدی آ گیا ہے اور نشان ظاہر ہو گیا ہے۔ پس اس کی تصدیق کے لئے دل سے کوشش کرو......“

”مکرم عبدالرؤوف ابراہیم قزق صاحب کہتے ہیں کہ مَیں نے یہ محسوس کیا کہ یہ جلسہ عربوں کے لئے مخصوص تھا۔ انشاء اللہ دشمنوں کی ڈالی ہوئی تمام روکیں زائل ہو جائیں گی۔ اور انشاء اللہ عرب فوج در فوج جماعت میں داخل ہوں گے۔ گویا کہ ایک بند ٹوٹ گیا ہے۔ مخالفین کا تکبر ٹوٹ جائے گا اور عنقریب حضرت امام مہدی علیہ السلام کا جھنڈا پورے بلاد عربیہ پر لہرانے لگے گا اور عنقریب **يُصَلُّوْنَ عَلَيْکَ صُلَحَآءُ الْعَرَبِ وَاَبْدَالُ الشَّامِ** کا الہام بڑی شان سے پورا ہوگا۔

دنیا کے بہت سے ممالک اور خاص طور پر عرب ممالک سے ایسے پیغامات جلسہ کے بعد ملے جن سے لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضلوں کی بارش برسائی ہے۔ جہاں دنیا ہوا و ہوس میں مبتلا ہے مسیح محمدی کے غلام اپنی روحانیت میں ترقی کے لئے کوشش میں مصروف ہیں اور ایک نئے جذبے سے آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ دنیا کے ہر ملک سے یہ پیغامات آ رہے ہیں اور کثرت سے آ رہے ہیں اور جذبات کا اظہار اس شدت سے ہے کہ جسے بیان کرنا ممکن نہیں کم از کم مشکل ضرور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایسی محبت دلوں میں ڈالی ہے جس کی مثال آج دنیا میں کہیں نہیں ملتی اور آپ کے ناطے پھر یہ خلافت سے محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ اخلاص اور وفا اور محبت میں ہر احمدی کو بڑھاتا چلا جائے اور اللہ تعالیٰ کے انعامات پر ہمارے جذبات تشکر پہلے سے بڑھ کر ظاہر ہوں اور ہماری تمام محبتوں کا مرکز خدا تعالیٰ کی ذات بن جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 31/جولائی 2009ء بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن)

**(باقی آئندہ)**

آسماں سے ہے چلی توحیدِ خالق کی ہوا
دل ہمارے ساتھ ہیں گو مُنہ کریں بک بک ہزار
اِسْمَعُوْا صَوْتَ السَّمَآءِ جَآءَ الْمَسِيْح جَآءَ الْمَسِيْح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار
(درثمین)

# خطبہ جمعہ

**بحیثیت جماعت آج جماعت احمدیہ ہی ہے جس پر چوبیس گھنٹے دن چڑھا رہتا ہے۔ اور صرف جماعتِ احمدیہ ہے جس میں بحیثیت جماعت اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کوئی نہ کوئی پروگرام ہر وقت بن رہے ہیں یا پیش کئے جارہے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں کو گننا اور اُن کا شکر کرنا، اُن کا احاطہ کرنا ہمارے لئے ممکن ہی نہیں ہے۔**

جلسہ سالانہ جرمنی کے نہایت کامیاب و بابرکت انعقاد پر اللہ تعالیٰ کے ذکر اور شکرگزاری کی طرف خصوصی توجہ دینے کی نصیحت۔ اصل شکر تقویٰ اور طہارت ہی ہے۔ اس شکرگزاری کے طریق کو ہم نے اپنانا ہے اور اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا ہے۔

**جماعت احمدیہ کینیڈا اور امریکہ کے جلسہ ہائے سالانہ کے آغاز کی مناسبت سے ان کا تذکرہ اور احباب کو نصائح**

یہ جلسے بھی ہماری تبلیغ کا ذریعہ بنتے ہیں اس لئے ہر احمدی کو ان دنوں میں خاص طور پر اس سوچ کے ساتھ رہنا چاہئے کہ ہم احمدیت کے سفیر ہیں۔ ہمارے نمونے ہیں جو دنیا نے دیکھنے ہیں۔

جرمنی میں افرادِ جماعت میں عمومی طور پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت زیادہ اخلاص و وفا کے جذبات ابھرے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس اخلاص و وفا کو ہمیشہ بڑھاتا چلا جائے۔

غیر از جماعت مہمانوں نے بھی جلسہ سے بڑا اچھا اثر لیا ہے۔ بعض مہمانوں کے تاثرات کا تذکرہ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں بڑی اچھی تعداد طلباء و طالبات کی تعلیمی میدان میں آگے نکل رہی ہے۔ اس تعلیمی ترقی کو قرآن کریم کی تعلیم کے تابع رکھیں، اسلام کی تعلیم کے تابع رکھیں اور جماعت سے مضبوط تعلق پیدا کر کے اس کے لئے مفید وجود بنیں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ یکم جولائی 2011ء بمطابق یکم وفا 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد خدیجہ۔ برلن (جرمنی)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْلِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ (البقرة:153)

پس میرا ذکر کیا کرو میں بھی تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔

الحمد للہ کہ گزشتہ اتوار کو جماعت احمدیہ جرمنی کا جلسہ سالانہ اپنے اختتام کو پہنچا۔ اس مرتبہ نئی جگہ پر جلسہ منعقد کرنے کی وجہ سے یہاں جماعت جرمنی کی انتظامیہ اور امیر صاحب کو ایک شوق اور ایک excitement بھی تھی۔ ایک نئے جوش کا اظہار تھا اور یہ یقیناً باقی افرادِ جماعت کو بھی ہوگا کیونکہ جلسہ کی پہلی جگہ منہائم جو تھی، وہاں صرف ایک ہال تھا اور وہ بھی تنگ پڑ رہا تھا۔ پھر عورتوں کے لئے مارکی لگانی پڑتی تھی جس میں گرمی کے دنوں میں بیٹھنا مشکل ہو جاتا تھا، خاص طور پر بچوں والی عورتوں کے لئے۔ جبکہ یہاں جو نئی جلسہ گاہ ہے کارلسر روئے (Karlsruhe)، یہاں بڑے ائیر کنڈیشنز ہالوں کی سہولت موجود تھی۔ بعض اور سہولتیں بھی تھیں، اس لئے قدرتی بات ہے کہ ان سہولتوں کی وجہ سے خوشی یا excitement تھی لیکن وہاں نئی جگہ ہونے کی وجہ سے ان سہولتوں اور ایک ہی چھت کے نیچے تقریباً تمام انتظامات ہونے کے باوجود ایک فکر بھی سب کو تھی اور یہ فکر قدرتی بات ہے، ہونی چاہئے اور ایک مؤمن کی یہ خاصیت ہے کہ اُسے فکر رہتی ہے کہ کہیں اُس کی ذاتی خواہش اور پسند یا بشری غلطیوں کی وجہ سے کوئی ایسی بات نہ ہو جائے جو انتظامات میں کسی خرابی کا باعث ہو یا کسی مخفی معصیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہو کر بعض مسائل پیدا نہ ہو جائیں جن تک انسان کی نظر رسائی نہیں کر سکتی۔ لیکن بہرحال اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص فضل فرمایا اور ایک شوق اور نئے جوش اور فکر کو ساتھ ساتھ رکھتے ہوئے انتظامیہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکی بھی رہی اور افسر صاحب جلسہ سالانہ جو تھے وہ تو بار بار بڑی فکر کے ساتھ اس دوران میں بھی مجھے دعا کے لئے کہتے بھی رہے۔ اور یہی ایک مومن کی شان ہے کہ وہ اپنے ہر کام کو اپنی طرف منسوب کرنے کی بجائے خدا تعالیٰ کے فضلوں کی طرف منسوب کرتا ہے اور اس کی مدد چاہتا ہے اور جب ایسی صورت ہو تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں کی مدد فرماتا ہے۔ اور جلسوں کے بارے میں تو اللہ تعالیٰ نے ویسے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم فرمایا تھا کہ ان کا انعقاد کرو تا کہ جماعت کے مخلصین ایک جگہ جمع ہو کر اپنی دینی اور روحانی ترقی کے بھی اہتمام کریں اور سامان کریں اور ایک دوسرے کو مل کر آپس کی محبت کو بھی پروان چڑھائیں۔ پس جب یہ نیک ارادے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ایک کام کیا جا رہا ہو اور اُس کی خاطر جمع ہونے والے لوگوں کے لئے بہتر سہولتوں اور انتظامات کی کوششیں کی جا رہی ہوں تو پھر اللہ تعالیٰ تو ایسے کاموں میں برکت ڈالتا ہی ہے۔ پس اگر یہاں اس نئی جگہ پر اگر کوئی کمیاں یا خامیاں رہ بھی گئی تھیں جو نئی جگہ پہلی مرتبہ جلسہ منعقد ہونے کی وجہ سے رہ بھی جائیں تو کوئی ایسی اچھنبے کی بات نہیں ہے لیکن چونکہ انتظامیہ کی نیت نیک ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ پردہ پوشی فرماتا ہے اور فرمائی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی اس پردہ پوشی کی وجہ سے انتظامیہ کو اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ شکر گزار ہونا چاہئے۔

آج دنیائے احمدیت میں ہر ملک میں جلسے منعقد ہو رہے ہیں اور تقریباً سارا سال ہی یہ تسلسل رہتا ہے۔ گزشتہ ہفتے میں جیسا کہ مَیں نے کہا اور ہم سب جانتے ہیں کہ جرمنی کا جلسہ تھا تو آج سے امریکہ اور کینیڈا کے جلسے شروع ہو رہے ہیں۔ جو فکریں گزشتہ ہفتے یہاں کی انتظامیہ کو تھیں، وہی فکریں اور دعاؤں کی کیفیت آج کینیڈا اور امریکہ کی جلسہ کی انتظامیہ کو ہوگی، اور ہونی چاہئے۔ لیکن جب شاملینِ جلسہ بھی انتظامیہ کی اس فکر کو سمجھ لیں اور اپنے آپ کو مہمان سمجھنے کی بجائے اُس نظام کا حصہ سمجھتے ہوئے مددگار بن جائیں تو انتظامیہ کی پریشانیاں بھی کم ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ عموماً شامل ہونے والے اپنے رویّوں، عمل اور دعاؤں سے مددگار بنتے ہیں اور جرمنی کی جماعت نے اس سال عمومی طور پر بھی جماعتی انتظامیہ سے یعنی افرادِ جماعت نے جماعتی انتظامیہ سے بہت تعاون کیا ہے۔ اللہ کرے کہ اس وقت امریکہ اور کینیڈا کے جو جلسے آج شروع ہو رہے ہیں وہاں بھی ہر شامل ہونے والا روحانی مائدہ سے اپنی جھولیاں بھرنے کی فکر کرتے ہوئے جلسے میں شامل ہو اور بھرپور فائدہ اُٹھانے اور اپنے مقصدِ پیدائش کو پہچاننے کی کوشش کرے تا کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو آگے بڑھانے والے ہوں۔ صرف میلہ سمجھ کر شامل نہ ہوں اور صرف ملاقاتوں اور خوش گپیوں میں وقت گزارنے والے نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب عموماً ہر جگہ دنیا میں جہاں بھی جلسے ہوتے ہیں، تقریروں کے معیار بھی بہت اچھے ہوتے ہیں۔ اللہ کرے کہ شاملینِ جلسہ ان سے بھرپور فائدہ اُٹھائیں اور جو باتیں سنیں انہیں اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے

والے بھی ہوں۔ آج جیسا کہ مَیں نے کہا کینیڈا اور امریکہ کے جلسے ہو رہے ہیں، اللہ تعالیٰ اُن کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

عموماً مَیں جن جلسوں میں شامل ہوتا ہوں اُس کے بعد شکرگزاری کے مضمون کے حوالے سے جلسوں اور دَوروں کا مختصر ذکر بھی کر دیتا ہوں۔ آج بھی یہی مضمون رکھوں گا لیکن جلسے کے حوالے سے کینیڈا اور امریکہ کے جلسوں کا ذکر بھی بیچ میں اس لئے بیان کر دیا تھا کہ یہ دو بڑی جماعتیں ہیں جہاں جلسے منعقد ہو رہے ہیں اور یہ دنیا میں منعقد ہونے والے جلسے بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور احسانوں کے ایک لامتناہی سلسلے کو لئے ہوئے ہیں۔ اور جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی اپنے بعض خطبات میں بیان کیا ہے کہ بحیثیت جماعت آج جماعت احمدیہ ہی ہے جس پر چوبیس گھنٹے دن چڑھا رہتا ہے۔ یہاں اگر اس وقت دوپہر کا وقت ہے اور سورج ڈھل رہا ہے تو امریکہ اور کینیڈا میں یہ سورج ضحیٰ کا نظارہ پیش کر رہا ہے۔ اور صرف جماعتِ احمدیہ ہے جس میں بحیثیت جماعت اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کوئی نہ کوئی پروگرام ہر وقت بن رہے ہیں یا پیش کئے جا رہے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں کو گننا اور اُن کا شکر کرنا، اُن کا احاطہ کرنا ہمارے لئے ممکن ہی نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں کہ

کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکرو سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

پس اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ یہ سلوک آج بھی بڑی شان کے ساتھ پورا ہو رہا ہے۔ ہر روز نہیں بلکہ ہر لمحہ شکرگزاری کے نئے مضامین دکھاتے ہوئے گزرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان کو لے کر آتا ہے اور جب تک ہم اپنے اس مقصد کے ساتھ چمٹے رہیں گے جس کو لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام تشریف لائے تھے ہم یہ نظارے انشاء اللہ تعالیٰ دیکھتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں پر ہم کس طرح شکرگزار ہو سکتے ہیں، اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''تمہارا اصل شکر تقویٰ اور طہارت ہی ہے''۔ پھر فرمایا: ''اگر تم نے حقیقی سپاس گزاری یعنی طہارت اور تقویٰ کی راہیں اختیار کر لیں تو مَیں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ تم سرحد پر کھڑے ہو، کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 49 ایڈیشن 2003ء)

پس اس شکرگزاری کے طریق کو ہم نے اپنانا ہے اور اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا ہے۔ انہوں نے بھی جو جلسوں میں شامل ہونے کے لئے جمع ہو رہے ہیں اور انہوں نے بھی جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرمایا اور اُن کے جلسے خیریت سے اختتام کو پہنچے۔ پس ہر احمدی جو جلسے میں شامل ہوا ہے اب اپنے تقویٰ کے معیار کو بڑھانے کی ہمیشہ کوشش کرتا رہے اور پھر جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے دنیا کی کوئی طاقت نہیں ہے جو ہمارے غلبے میں روک ڈال سکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے وعدے کے مطابق غلبہ تو انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو عطا فرمانا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ اگر ہم تقویٰ سے چمٹے رہے تو ہم بھی اُس غلبے کا حصہ بن جائیں گے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی جماعت کو عطا فرمانا ہے۔

پس ہمیشہ ہر احمدی کو جو کینیڈا، امریکہ یا یورپ کے امیر ممالک میں رہتا ہے یا دنیا کے کسی بھی ملک میں رہتا ہے یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارے غلبے کے ہتھیار نہ مغربی ملکوں میں آنا ہے، نہ یہاں کی آسانیاں ہیں اور آسائشوں کے ساتھ یہاں رہنے میں ہے، نہ یہ غلبہ کسی دولت سے ہونا ہے، نہ یہ غلبہ کسی دنیاوی کوشش سے ہونا ہے بلکہ غلبے کے ہتھیار جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ تقویٰ میں بڑھنا ہے۔ اور اس تقویٰ میں بڑھنے سے یہ غلبہ ہونا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو سال کے چند دن لوگوں کو ایک جگہ جمع کر کے، اپنی جماعت کے افراد کو تقویٰ کی ٹریننگ دینے کا ارشاد فرمایا ہے، یہ اس لئے ہے کہ جو زنگ لگے ہیں وہ دھل جائیں۔ آپس میں مل کے بیٹھیں، ایک دوسرے کی باتیں سنیں، محبت اور پیار کی فضا پیدا ہو اور ایک نئے سرے سے ایک احمدی چارج ہو کر پھر اپنے مقصدِ پیدائش کے حصول کی کوشش کرے۔ اپنی علمی پیاس بجھائے، اپنی تربیت کے سامان کرے۔ روحانیت میں آگے بڑھنے کی طرف قدم بڑھائے۔ پس ایک ہفتہ بعد جرمنی والے بھی صرف جرمنی کے کامیاب اور بارونق جلسے کا صرف ذکر ہی باقی نہ رکھیں۔ صرف یہی یاد نہ رہے کہ فلاں مقرر کی تقریر اچھی تھی، فلاں نے نظم اچھی پڑھی، بلکہ جو کچھ سنا ہے اسے اب اپنی زندگی کا حصہ بنائیں اور یہی جذبہ ہے جسے لے کر کینیڈا اور امریکہ کے احمدی اپنے جلسوں کی کارروائی سنیں۔ جب یہ حالتیں ہوں گی تو ہم حقیقی رنگ میں اُس شکرگزاری میں شامل ہونے والوں میں سے ہو جائیں گے جس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ طور پر یہ عرض کیا ہے کہ ''کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکرو سپاس''۔ ہر لمحہ ہمیں خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اپنے دل و دماغ کو اسی آس سے تازہ رکھنا چاہئے۔ ہر لمحہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی یاد سے اپنی زبانوں کو تر رکھ کر اپنی شکرگزاری کا اظہار کرنا چاہئے۔ ہر لمحہ ہمیں اپنے عملوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھال کر اپنے جسم کے ذرّہ ذرّہ کو خدا تعالیٰ کا شکرگزار بنانا چاہئے اور پھر جب ہماری یہ حالت ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ بھی ہمیں اپنی رحمتوں اور فضلوں کی چادر میں مزید لپیٹ لے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ۔ پس تم میرا ذکر کیا کرو میں بھی تمہیں یاد رکھوں گا۔ وَاشْكُرُوْا لِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ۔ اور میرا شکر کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔ پس جب بندہ خدا تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کا کوئی عمل بغیر جزا کے نہیں جانے دیتا بلکہ کئی سو گنا تک جزا دیتا ہے۔ اُس سے بڑھ کر پھر اللہ تعالیٰ ذکر کا وعدہ فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا کیا ہے؟ جب اللہ کہے کہ مَیں بندے کا ذکر کرتا ہوں تو وہ ذکر کیا ہے؟ جب اللہ تعالیٰ ذکر کرتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو اپنے انعامات سے نوازتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ بندے کے مسلسل ذکر کی وجہ سے اُسے اپنے انعامات سے نوازتا ہے اُسے یاد رکھتا ہے تو پھر نیکیاں بجا لانے اور تقویٰ پر چلنے کا ایک نیا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ نئے معیار قائم ہونے لگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے قریب کرنے کے نئے نئے راستے دکھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو ہر وقت یاد رکھتا ہے، مشکلات سے اُسے نکالتا ہے، آفات سے اُسے بچاتا ہے۔ پس بندہ جب خدا تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو اُسے سب طاقتوں کا مالک سمجھ کر اُس کی پناہ میں آنے کے لئے، اُس کی مدد حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور جب خدا تعالیٰ فرماتا ہے ''اَذْكُرْكُمْ'' کہ مَیں تمہارا ذکر کروں گا، تمہیں یاد رکھوں گا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ایسے بندے کو انعامات سے نوازے گا، اُسے اپنی پناہ میں لے لے گا، اُس کے دشمن سے خود ہی نپٹے گا اور بدلے لے گا۔ اُس کے لئے ہر قسم کے رزق کے ایسے دروازے کھولے گا جس کا بندے کو وہم و گمان بھی نہیں ہو گا۔ اور ایسے قرب پانے والے لوگ ہی ہیں جن کے خلاف دنیا والے ہزار کوشش کر لیں اُن کو اُن کے مقاصد کے حصول سے نہیں روک سکتے۔ پس جماعت احمدیہ کی ترقی ایسے ذکر کرنے والوں سے ہی خدا تعالیٰ نے وابستہ فرمائی ہے۔ اور یہی ذکر ہے جو ہر فردِ جماعت کی دنیا و آخرت سنوارنے والا بنے گا۔ اور اُس بندے کو حقیقی شکرگزار بنائے گا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ذکر کے مضمون کے ساتھ ہی شکر کا مضمون بھی جاری فرما دیا ہے۔ خدا تعالیٰ کو یاد رکھنے کی وجہ سے خدا تعالیٰ بندے کو انعام و اکرام سے نوازتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ اور پھر ان انعامات کو دیکھ کر جب بندہ شکرگزاری کا اظہار کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا ایک اور دَور شروع ہو جاتا ہے، ایک نیا سلسلہ انعامات شروع ہو جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں آخر میں پھر اس طرف توجہ دلائی ہے کہ دیکھنا کبھی ناشکرگزاروں میں سے نہ ہونا، وَلَا تَكْفُرُوْنِ، کبھی ان نعمتوں کو ردّ کرنے والے نہ بن جانا۔ اب کون عقلمند ان تمام فضلوں اور نعمتوں کو دیکھ کر پھر اُنہیں ردّ کرنے والا بن سکتا ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ انسان لاشعوری طور پر اُن کو ردّ کرنے والا اور ناشکرگزار بن جاتا ہے۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل نہیں کرتا تو بے شک وہ زبان سے اللہ تعالیٰ کے ذکر کا اظہار کرے لیکن عملی طور پر وہ اللہ تعالیٰ کی یاد کا اظہار نہیں کر رہا ہوتا۔ دنیا میں جب ایک انسان دوسرے انسان کی بہت زیادہ چاہت اور یاد دل میں بسائے ہوئے ہو تو اُس کے منہ کو دیکھتا ہے۔ یہ دیکھتا ہے کہ کس طرح مَیں اُس کی خواہشات کو پورا کروں؟ کب وہ کوئی بات کرے اور میں اُس پر عمل کروں۔ تو اگر اللہ تعالیٰ کی یاد کا دعویٰ ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھنا بھی ضروری ہے۔ اُس کے احکامات پر نظر رکھنا بھی ضروری ہے۔ اُس کی دی ہوئی نعمتوں کا شکرگزاری کے جذبات کے ساتھ صحیح استعمال بھی ضروری ہے۔ اور پھر جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے وہ کیفیت طاری ہوتی ہے جو صحیح شکرگزاری کی کیفیت ہے جو تقویٰ سے پیدا ہوتی ہے۔ اور اگر یہ حقیقی تقویٰ نہیں تو پھر یہ کفرانِ نعمت ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناشکری ہے۔ اس ایک آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومن کے لئے ایسے راستے متعین کر دیئے ہیں جو شکرگزاری سے نکل کر خدا تعالیٰ کا قرب دلانے والے بن جاتے ہیں، اُس کے ذکر سے نکل کر اُس کی شکرگزاری میں لاتے ہیں۔ پھر اُس کو اللہ تعالیٰ کے قریب ترین کرنے والے بن جاتے ہیں۔ اور یہی ایک مومن کی خواہش ہونی چاہئے اور ہوتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرے۔ پس یہ مضمون ہے جو ہر احمدی کو اپنے میں جاری کرنا چاہئے۔

اب مَیں جیسا کہ مَیں کہہ چکا ہوں جلسہ جرمنی کے حوالے سے چند باتیں کروں گا۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ اس دفعہ نئی جگہ تھی اس لئے جہاں بعض سہولتیں نظر آئیں اور آرام دِہ انتظام ہوا وہاں بعض خامیاں بھی رہ گئی ہوں گی بلکہ رہی ہیں لیکن یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس سے انتظامیہ کو بہت زیادہ موردِ الزام ٹھہرایا جائے اور پریشان کیا جائے۔ سو فیصد perfection تو کسی انسانی کام میں ہو ہی نہیں سکتی۔ یہ کاملیت تو


**THOMPSON & Co. SOLICITORS**
**New Office in Fleet Street**

**Consult us for your legal requirements**
such as Immigration & Nationality, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Criminal Litigation and Civil & Commercial Litigation.

**Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 2-3 Hind Court, Fleet Street, London EC4A 3DL. Tel: 020 7936 2427
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
*Mobile*: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

صرف خدا تعالیٰ کی ذات میں ہے اس لئے انسانی کاموں میں بہتری کی ہر وقت گنجائش رہتی ہے اور اُس کے لئے اللہ تعالیٰ نے دعا کے مضمون کی طرف توجہ دلائی ہے کہ بندے کا کام ہے کہ عمل کرو۔ جو طریقے ہیں وہ اختیار کرو۔ اپنی کوشش پوری کرو پھر معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دو اور دعا کرو کہ باقی جو کمیاں رہ گئی ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو خود پورا فرمائے۔ اور پھر جو نتائج پیدا ہوتے ہیں اُس کے لئے اللہ تعالیٰ نے شکرگزاری کی طرف بھی توجہ دلائی ہے تاکہ اِن خامیوں اور کمیوں میں مزید بہتری پیدا ہو سکے۔ جب انسان ایک چیز بہتر کرتا ہے تو اُس پر شکرگزاری کرے تو اللہ تعالیٰ پھر اگلا قدم بہتری کی طرف لے جاتا ہے۔ اور یہی سبق ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے عمل سے دیا ہے۔

بعض باتیں جو مَیں نے نوٹ کی ہیں یا جو مجھے بتائی گئیں اُن میں آئندہ بہتری کے لئے اُن کا ذکر کر دیتا ہوں۔ لیکن اس سے پہلے میں اُن لوگوں سے جو صرف تنقید کرنا جانتے ہیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ لوگ حقیقت میں بہتری کے خواہشمند ہیں تو ادھر اُدھر باتیں کرنے کی بجائے انتظامیہ کو اپنے مشورے دیں۔ اُن کو نقائص بتائیں جو آپ نے دیکھے اور کام کرنے والوں کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں آئندہ مزید بہتر رنگ میں کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور انتظامیہ کو بھی کھلے دل کے ساتھ توجہ دلانے والوں کی باتوں پر غور کرنا چاہئے اور جلسے کی ایک لال کتاب ہوتی ہے جس میں تمام خامیوں کا ذکر ہوتا ہے ان کمیوں کو جو حقیقت میں کمیاں ہیں اور جن کے بارے میں توجہ دلائی گئی ہے اُس میں ان کو تحریر کیا جانا چاہئے۔

ایک کمی جس کا انتظامیہ کو بھی احساس ہو چکا ہے وہ ماحول میں، مردانہ ہال میں بھی، زنانہ ہال میں بھی آواز کی گونج تھی جس کی وجہ سے پہلے دن میرا خطبہ ہال میں بیٹھے ہوئے تقریباً 1/4 حصہ لوگوں کو صحیح طرح سے سمجھ نہیں آ سکا یا وہ سن نہیں سکے۔ بعد میں انتظامیہ نے اس کی اصلاح کی کوشش بھی کی اور کچھ بہتری بھی پیدا ہوئی لیکن واضح بہتری پھر بھی نہیں تھی۔ اس لئے آئندہ سال یا تو ساؤنڈ سسٹم کو ٹھیک کرنا ہو گا یا سٹیج کی جگہ کو بدل کر ٹھیک کرنا ہو گا جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے، یا کوئی اور نقص جو بھی ہے اُس کو معلوم کرنا ہو گا اور اُسے ٹھیک کرنا ہو گا۔ اس چیز کو دیکھنا بہت ضروری ہے۔ اس کے بغیر تو انتظامی لحاظ سے لوگوں کو خاموشی سے بٹھانا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ اگر آواز نہ آ رہی ہو۔ مرد تو شاید خاموشی سے بیٹھے رہتے ہیں لیکن وہاں بھی جو چھوٹی عمر کے بچے ہیں، دس بارہ سال کے، وہ نہیں بیٹھ سکتے۔ مرد یا بیٹھے رہیں گے یا وہاں سے اُٹھ کر چلے جائیں گے۔ لیکن عورتوں کو اور خاص طور پر بچوں والے ہال میں عورتوں اور بچوں کو خاموش کروانا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن اس دفعہ میں نے عورتوں میں ایک اچھی بات دیکھی ہے کہ کم از کم میری تقریر کے دوران باوجود اس کے کہ میری آواز واضح اُن تک نہیں پہنچ رہی تھی اور اس کے لئے کئی مرتبہ پیچھے بیٹھی ہوئی خواتین نے انتظامیہ کو پیغام بھی بھیجے کہ آواز کو درست کرو لیکن مجبوری تھی آواز ٹھیک نہیں ہو سکتی تھی، لیکن اس کے باوجود بڑی خاموشی اور تحمل سے خواتین بیٹھی رہیں اور اتنی خاموشی اور تحمل میں نے پہلی دفعہ جرمنی کی عورتوں میں دیکھا ہے۔ بعض کے نزدیک شاید اس کی یہ بھی وجہ ہو کہ ہال ایئرکنڈیشن تھے اور باہر گرمی تھی اس لئے بیٹھنا ہی بہتر تھا لیکن ہمیں حسنِ ظن سے بھی کام لینا چاہئے۔ عمومی طور پر جب مَیں نے لجنہ کو تقریباً تین چار سال پہلے یہ وارننگ دی تھی کہ اگر شور کیا تو اُن کا جلسہ نہیں ہو گا، بہتری کی طرف بہت زیادہ رجحان ہے۔ ایک نقص اس وجہ سے بھی پیدا ہوا کہ اس دفعہ بچوں کو بھی ایک ہی ہال میں بٹھا دیا گیا۔ گو پارٹیشن کی گئی تھی لیکن پردے سے آواز نہیں رُک سکتی اور بچوں کی جگہ پر ظاہر ہے کہ شور ہوتا ہے۔ یہ شور بعض دفعہ مین ہال (Mail Hall) میں بھی ڈسٹرب کرتا تھا۔ اس کا بھی آئندہ سال کوئی بہتر انتظام ہونا چاہئے۔ باقی کچھ اور چھوٹی موٹی کمیاں اور خامیاں ہیں جن کو دور کرنے کی انتظامیہ کو آئندہ سال کوشش کرنی چاہئے اور لوگوں سے پوچھنا چاہئے کہ اگر انہوں نے کوئی چیز دیکھی ہے تو بتائیں تا کہ آئندہ سال بہتر انتظامات ہو سکیں۔ جلسے کی لال کتاب میں یہ درج کریں اور ان کی بہتری کے بارے میں جلسہ سالانہ کی جو کمیٹی ہے وہ غور کرے۔ ہمارے قدم ہمیشہ بہتری کی طرف بڑھنے چاہئیں۔ عمومی طور پر تو اللہ تعالیٰ یہ نظارے ہمیں ہر جگہ دکھاتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ بہتری کی طرف قدم بڑھ رہے ہیں اور جو غیر مہمان جرمنی سے بھی اور دنیا کے مختلف ممالک سے خاص طور پر ہمسایہ ممالک سے آئے ہوئے تھے، اُنہوں نے اچھا تاثر لیا ہے، اُن کو تو ہمارے انتظامات بہت اچھے لگے ہیں لیکن اپنے اندر خامیاں تلاش کرتے ہیں تا کہ مزید بہتری پیدا ہو۔

مَیں نے مہمانوں میں سے جس سے بھی پوچھا ہے وہ انتظامات اور لوگوں کے آپس کے محبت اور پیار اور ڈیوٹی دینے والوں کے رویّوں سے بہت اچھا تاثر لے کر گئے ہیں۔ پس یہ جلسہ بھی ہماری تبلیغ کا ذریعہ بنتے ہیں اس لئے ہر احمدی کو جیسا کہ مَیں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ ان دنوں میں خاص طور پر اس سوچ کے ساتھ رہنا چاہئے کہ ہم احمدیت کے سفیر ہیں، ہمارے نمونے ہیں جو دنیا نے دیکھنے ہیں۔ اس دفعہ بلکہ ہر دفعہ ہوتا ہے ہر جلسے پر، بعض بیعتیں بھی یہ سارا ماحول دیکھ کر ہوئی ہیں۔ بعض لوگ جو قریب تھے انہوں نے جب جلسے کا ماحول دیکھا اور لوگوں کے رویے دیکھے تو اُن پر اچھا نیک اثر ہوا اور انہوں نے بیعت کرنے کا اظہار کیا اور جلسہ کے بعد انہوں نے فوراً بیعت کر لی۔ لیکن ایک ایسا واقعہ بھی میرے علم میں آیا ہے کہ کسی کا بٹوہ چوری ہو گیا۔ ہو سکتا ہے کچھ اور واقعات بھی ایسے ہوئے ہوں اور شرم کی بات یہ ہے کہ وہ جس کا بٹوہ چوری ہوا وہ نو مبائع جرمن نوجوان تھا۔ اُس نے اس واقعہ کو اپنی تربیت کے اثر کے طور پر بیان کیا ہے۔ لیکن خدمتِ خلق کی ڈیوٹی دینے والوں کے لئے یہ بڑی فکر کی بات ہے۔ ایسے واقعات ہوتے تو ہیں لیکن اگر پوری نگرانی کی جائے اور اس جگہ تو پوری نگرانی ہو سکتی تھی تو ایسے واقعات کو کم سے کم کیا جا سکتا ہے بلکہ کوشش یہ ہونی چاہئے کہ سو فیصد ختم کئے جائیں۔ اُس نوجوان نے تو جس کا میں ذکر کر رہا ہوں مجھے اس طرح بیان کیا تھا کہ مَیں بہت سخت غصے والا تھا، ہر چھوٹی چھوٹی بات پر مجھے غصہ آ جایا کرتا تھا اور بڑا لڑنے اور مرنے مارنے پر آمادہ ہو جاتا تھا لیکن یہ سب باتیں احمدی ہونے سے پہلے کی تھیں۔ کہنے لگا کہ اگر مَیں سوچوں کہ میرے احمدی ہونے سے پہلے اگر میرے ساتھ یہ واقعہ ہوا ہوتا اور میرا بٹوہ چوری ہو جاتا تو مَیں نے وہاں کھڑے ہوئے ہر شخص سے لڑنا تھا اور شور مچا کر انتظامیہ کی بھی بری حالت کر دینی تھی لیکن احمدیت نے مجھے صبر سکھایا ہے اور مَیں نے اس بات کو محسوس نہیں کیا۔ کہنے لگا یہ بہت بڑی تبدیلی ہے جو مَیں نے احمدی ہونے کے بعد اپنے اندر محسوس کی ہے کہ احمدیت کی وجہ سے انتہائی غصیلہ ہونے والا شخص اتنا نرم ہو جائے۔ یہ خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا۔ تو یہ سبق ہے اُن احمدیوں کے لئے بھی جو لمبا عرصہ تربیت میں رہنے کے باوجود غصے پر کنٹرول نہیں رکھتے اور ذرا ذرا سی بات پر لڑائیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ پس احمدی ہونے کی ایک پہچان اپنے جذبات کو کنٹرول کرنے کی بھی بنائیں کہ ہم احمدی ہیں، ہم نے اپنے جذبات کو کنٹرول رکھنا ہے، صبر کا مظاہرہ کرنا ہے۔

بہر حال جو بعض نقائص سامنے آتے ہیں اُس سے بعض تربیتی پہلو بھی نکل آتے ہیں، بعض سبق بھی مل جاتے ہیں۔ عمومی طور پر احباب جماعت نے جو تعاون کیا ہے اُس پر انتظامیہ کو بھی اُن کا شکرگزار ہونا چاہئے اور کارکنان نے جس محنت اور ذمہ داری سے عمومی طور پر اپنی ڈیوٹی دی ہے اُس پر شاملینِ جلسہ کو بھی اُن کا شکرگزار رہنا چاہئے۔

جرمنی میں افرادِ جماعت میں عمومی طور پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت زیادہ اخلاص و وفا کے جذبات ابھرے ہوئے ہیں۔ اس کے نظارے مَیں نے جلسہ پر بھی دیکھے ہیں اور مختلف جگہوں پر مسجدوں کے افتتاح کے لئے گیا ہوں تو وہاں بھی دیکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس اخلاص و وفا کو ہمیشہ بڑھاتا چلا جائے۔ خاص طور پر نوجوانوں کو میں نے اخلاص میں بڑھا ہوا پایا ہے۔ جماعت میں کمزور لوگ بھی بیشک ہوتے ہیں لیکن ایک کمزور ہوتا ہے، ایک ٹیڑھا پن دکھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ سینکڑوں ہزاروں مخلص وفا شعار کھڑے کر دیتا ہے۔ ایسے لوگ کھڑے کر دیتا ہے جو اپنے نمونے دکھانے والے ہوتے ہیں۔ پس یہ خوبصورتی ہے جماعت احمدیہ کی جو آج ہمیں کسی اور جگہ نظر نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ اس میں مزید نکھار پیدا کرتا چلا جائے۔

جلسہ کے حوالے سے ایک اہم کام وائنڈ اَپ (Wind Up) کا ہوتا ہے اور خاص طور پر اُس وقت جب جگہ محدود دنوں کے لئے کرائے پر لی گئی ہو اور اس دفعہ نئی جگہ کے حوالے سے یہ فکر بھی تھی کہ تمام جلسہ گاہ کو وقت پر سمیٹنا ہے تا کہ ایک تو رقم زیادہ خرچ نہ ہو اور اس کے لئے صرف دو دن تھے، نہیں تو زائد کرایہ دینا پڑنا تھا۔ دوسرے اس لئے بھی کہ اُن لوگوں پر جن سے اب تعلق بن رہے ہیں جماعت کا منفی اثر نہ پڑے۔ الحمد للہ کہ اندرونی ہال تو کارکنان اور احباب جماعت نے وقارِ عمل کر کے میری رپورٹ کے مطابق دو دن کے اندر خالی کر دیا ہے اور باہر کی جگہ میں گو ایک زائد دن لگ گیا لیکن جتنا وسیع انتظام تھا اُس لحاظ سے یہ بھی اچھے وقت میں ہو گیا۔ اس دفعہ جلسے کے پہلے کے وقارِ عمل میں بھی اور بعد کے وائنڈ اَپ میں بھی پاکستان سے نئے آئے ہوئے اسائلم لینے والوں کا بھی بہت بڑا طبقہ شامل ہوا ہے، انہوں نے بڑی محنت کی ہے۔ وہ ہمیشہ یہ یاد رکھیں، اُن اسائلم والوں سے مَیں کہتا ہوں کہ باہر آ کر اس بات کو کبھی نہ بھولیں کہ جماعت کے بغیر اُن کی کوئی زندگی ہے۔ جماعت کے بغیر اُن کی کوئی زندگی نہیں ہے۔ شاید اس کے بغیر تھوڑی سی دنیا تو اُن کو مل جائے لیکن نسلیں برباد ہو جائیں گی۔ اس لئے ہمیشہ جماعت اور نظامِ جماعت سے جڑے رہیں۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ عمومی طور پر باہر سے آئے ہوئے غیر از جماعت مہمانوں نے بڑا اچھا اثر لیا ہے۔ وفود بھی مجھے ملے ہیں، افراد بھی ملے ہیں۔ جو بار بار آنے والے ہیں اُن کی نظروں میں پہچان اور محبت بڑھ رہی ہے، احمدیت کے قریب آ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ جلد اُن کے سینے کھلیں اور وہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو ماننے والے ہوں۔ الفضل میں رپورٹس شائع ہوں گی تو وہاں سے بھی کچھ تفصیلات لوگوں کو مل جائیں گی، اُن لوگوں کے تاثرات مل جائیں گے۔ بہر حال مختصر مَیں بھی بتا دیتا ہوں۔

ایک عیسائی دوست ہیں مالٹا سے اپنی اہلیہ کے ساتھ شامل ہوئے ہیں، دوسری دفعہ شامل ہوئے ہیں، پڑھے لکھے ہیں، اخبارات میں آرٹیکل لکھتے ہیں وہاں کی بعض حکومتی کمیٹیوں کے ممبر بھی ہیں۔ کہنے لگے


**Earlsfield Properties**

***We will manage your property at 0% commission***

***Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years***

***Free management Service***

***Guaranteed vacant possession***

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

مَیں نے تمہاری تقریروں سے بعض پوائنٹس نوٹ کئے ہیں اور انہوں نے ڈائری دکھائی کہ اُس پر وہ پوائنٹس نوٹ کرتے رہے ہیں۔ اور وہ کہنے لگے کہ اب ان پر جا کر مَیں لکھوں گا اور خاص طور پر مجھے کہا کہ تمہاری آخری تقریر مجھے بہت پسند آئی ہے، اُس کے بھی مَیں نے پوائنٹس لکھ لئے ہیں۔ اب آخری تقریر جو خالصتاً جماعتی تربیت کے لئے تھی اس میں بھی اُن کو اپنے لحاظ سے بعض باتیں مل گئیں۔

اسی طرح ایک عیسائی وکیل ہیں بلغاریہ سے آئے ہوئے، اکثر آتے ہیں۔ انہوں نے مستورات کی تقریر میں عورتوں کی تربیت اور طلاق خلع کے معاملات جو تھے اُن کو بڑے غور سے سنا اور اِن معاملات نے اُن کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ وہ وکیل ہیں۔ اور انہوں نے کہا کہ مجھے تمہاری جماعت کی یہ بات بہت اچھی لگی ہے کہ صلح صفائی کے لئے تمہارے اندر بھی ایک نظام موجود ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ تم نے بالکل صحیح بات کی ہے کہ برداشت بہت زیادہ کم ہوتی جارہی ہے اور عمومی طور پر ساری دنیا میں ہی کم ہوتی جارہی ہے، اور ظاہر ہے اُس کا اثر جماعت پر بھی پڑ رہا ہے۔ اس لئے ہمیں فکر بھی کرنی چاہئے کہ ہم ہمیشہ دنیا کے بداثرات سے بچے رہیں اور مجھے انہوں نے بتایا کہ عام طور پر ہمارے پاس بھی اب عدالتوں میں طلاق کے واقعات کے کیس بہت زیادہ بڑھ رہے ہیں لیکن جو پسند اُن کو چیز آئی وہ یہی تھی کہ تمہارا تو ایک اندرونی تربیتی نظام بھی ہے۔ ہمارے ہاں وہ بھی نہیں ہے۔ پس غیر بھی باتوں کا اثر لیتے ہیں اور نوٹ کرتے ہیں اور یہ چیزیں اُن کی توجہ کھینچنے کا باعث بن رہی ہیں۔ مَیں تو اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کا بہت شکر گزار ہوتا ہوں اور جماعت کو بھی شکر گزار ہونا چاہئے کہ اسلام کی تعلیم کو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ذریعہ سے لوگوں تک پہنچانے کا کام اللہ تعالیٰ نے سپرد فرمایا ہے وہ لوگوں کی توجہ کھینچنے کا ذریعہ بنا ہوا ہے۔ لیکن یہ بات ہمارے اُن لوگوں کو بھی توجہ دلانے والی ہونی چاہئے جو تقریروں پر بھی پوری توجہ نہیں دیتے، باتوں کو بھی غور سے نہیں سنتے اور اپنے کوئی معاملات ہوں، جھگڑے ہوں تو نظامِ جماعت کو چھوڑ کر دنیاوی عدالتوں کی طرف جانے کی کوشش کرتے ہیں، جبکہ دنیا والے ہمارے طریق کو پسند کر رہے ہیں کہ یہ بڑا اچھا تربیتی طریق ہے۔

جرمن مہمانوں کے ساتھ ایک علیحدہ پروگرام بھی ہوتا ہے اس میں بھی مجھے اُنہیں مختصر طور پر اسلام کی تعلیم بتانے کی توفیق ملی۔ کیونکہ وہ پروگرام انگلش اور جرمن میں تھا اس لئے اُس مجلس میں سے جلسہ میں شامل ہونے والے بھی بہت کم شامل تھے اور شائد ٹی وی پر بھی بہت کم لوگوں نے یہ پروگرام دیکھا ہو لیکن اسلام کا جو پیغام اُن کو پہنچایا گیا، گو میری تقریر وہاں کچھ لمبی ہوگئی تھی لیکن بڑے تحمل سے اُن سب نے سنی اور دو چار وہاں سے اُٹھ کر گئے ہیں وہ بھی اجازت لے کر اور بڑی معذرت کے ساتھ کہ ہماری کچھ اور مصروفیات ہیں جہاں ہمارا پہنچنا ضروری ہے، تب گئے ہیں۔

ایک تاثر ایک مہمان کا بتا دیتا ہوں۔ جب میری تقریر ختم ہوئی ہے تو اُس نے ہمارے ایک احمدی کو کہا کہ مَیں نے اُس وقت گھڑی دیکھی تو پتہ چلا کہ کافی وقت گزر چکا ہے لیکن تقریر اتنی دلچسپ تھی کہ مجھے وقت کا احساس ہی نہیں ہوا۔ پھر مجھے کسی نے امریکہ سے لکھا کہ اُن کے ایک امریکن دوست ہیں اُن کے ساتھ یہ بیٹھے سُن رہے تھے۔ وہ امریکن عیسائی دوست کہنے لگے کہ بڑی ربط والی اور بڑی دلچسپ باتیں تھیں بلکہ اُس نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ پوپ اس طرح نہیں کہہ سکتا یا نہیں کہتا، اُس کی تقریر ایسی نہیں ہوتی۔ تو یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل ہیں اور اسلام کی برتری ہے اور قرآنِ کریم کی برتری ہے جو دنیا پر ظاہر ہو رہی ہے۔ اس میں میری کوئی کوشش نہیں ہے یا کسی مقرر کی کوئی کوشش نہیں ہوتی۔ یہ وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں بھر دیا ہے اور یہ وہ بیان ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ذریعے سے ہم نے حاصل کیا اور آگے پہنچا رہے ہیں۔ جو نیک فطرت ہیں وہ اس کو تسلیم کرتے ہیں اور ان فضلوں کو دیکھ کر دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے بھر جاتا ہے۔

احمدی طلباء لڑکوں اور لڑکیوں کی ایسوسی ایشن سے بھی میری میٹنگ ہوئی تو اُنہیں بھی میں نے یہی کہا تھا کہ کسی قسم کے احساسِ کمتری کا شکار ہونے کی بجائے قرآنِ کریم کو رہنما بنا لو اور اپنی تعلیم کے میدان میں اور ریسرچ میں اس کو سامنے رکھتے ہوئے کام کرو تو کوئی تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں بڑی اچھی تعداد طلباء اور طالبات کی تعلیمی میدان میں آگے نکل رہی ہے۔ پس ان کو بھی اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بننا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے اُنہیں اس ملک میں آ کر تعلیمی میدان میں آگے بڑھنے کا موقع عطا فرمایا ہے۔ اب اُن کا فرض ہے کہ اس تعلیمی ترقی کو قرآنِ کریم کی تعلیم کے تابع رکھیں، اسلام کی تعلیم کے تابع رکھیں اور جماعت سے مضبوط تعلق پیدا کر کے اس کے لئے مفید وجود بنیں۔

ایم۔ٹی۔اے کا ذکر بھی پہلے ہونا چاہئے تھا وہ رہ گیا۔ ایم۔ٹی۔اے جرمنی کے کارکنوں نے بھی دن رات محنت کر کے جہاں اپنے لائیو(Live) پروگرام دکھائے وہاں وقفوں میں اپنے مختلف سٹوڈیو کے پروگرام بھی دکھاتے رہے اور وہ بڑے اچھے پروگرام تھے۔ لندن سے بھی کچھ نوجوان مدد کے لئے آئے ہوئے تھے اور سب نے مل کر جلسے کی کارروائی اور دوسرے پروگراموں کو دنیا تک پہنچایا ہے۔ ابھی تو میں سفر میں ہوں میں نے خطوط وصول نہیں کئے لیکن مجھے امید ہے ہمیشہ کی طرح جب میں انشاء اللہ لندن پہنچوں گا تو خطوط کا انبار ہوگا جو ایم۔ٹی۔اے کے لوگوں کو بھی، کارکنوں کے کام کو بھی سراہ رہے ہوں گے۔ اور اس کے لئے شکر گزاری کے جذبات کا اظہار کرتے ہیں اس لئے میں پہلے ہی آپ تک پہنچا دیتا ہوں۔

ایم۔ٹی۔اے جرمنی نے اپنا ایک موبائل ٹرک بھی بنایا ہے جو ٹرانسمیشن کے لئے یا کنٹرول کے لئے ہے بہرحال اس میں کچھ گیجٹس (Gajets) لگائے ہیں جو ان کے کام آ رہا ہے۔ وہ ایڈیٹنگ وغیرہ کے لئے اور دوسرے پروگراموں کے لئے بھی شاید کام آتا ہے وہاں کھڑا کیا گیا تھا۔ بہرحال جو بھی اُس کا مقصد تھا پہلے جو منہائم میں اپنا ایک پورا سسٹم ایک کمرے میں یا کمرہ نما ہال میں شفٹ کرتے تھے، وہ سارا سسٹم اب ان کے ٹرک میں لگ گیا ہے جس کو لے کر ہر جگہ جا سکتے ہیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایم۔ٹی۔اے جرمنی نے بھی بڑی ترقی کی ہے اور بڑی تیزی سے ترقی کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام کام کرنے والے کارکنان کو اور والنٹیرز کو جزا عطا فرمائے۔

اس دورہ میں جرمن جماعت کی ایک بات پہلی دفعہ دیکھنے میں آئی ہے کہ انہوں نے پڑھے لکھے لوگوں اور انتظامیہ اور سیاستدانوں سے رابطے خوب بڑھائے ہیں، میڈیا سے بھی رابطے بڑھے ہیں اور خدام الاحمدیہ نے خاص طور پر اور جماعت نے عموماً جماعت کا پیغام لیف لٹس (Leaflets) کے ذریعہ سے پہنچانے میں بڑا کردار ادا کیا ہے` اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے۔ انہی رابطوں کا اثر ہے کہ مجھ سے بہت سے پڑھے لکھے لوگ اور ڈپلومیٹس( Diplomates) اور سیاستدان ملنے کے لئے آئے اور اِن کے رویّوں میں بڑا احترام بھی تھا۔ اسی رابطے کا نتیجہ ہے کہ ہمبرگ کے کونسل ہال میں وہاں کی ایک سیاسی جماعت ہے، گرین پارٹی، انہوں نے ایک فنکشن بھی ترتیب دیا جس میں اسلام کی تعلیم کی روشنی میں مجھے کچھ کہنے کا موقع ملا۔ مختلف مذاہب کے لوگ، مختلف طبقوں کے لوگ وہاں موجود تھے، اُن کے سامنے اسلام کی تعلیم بیان کی گئی۔ اسی طرح میں نے محسوس کیا ہے کہ لوگوں کی توجہ اسلام کی حقیقت جاننے کی طرف ہو رہی ہے۔ یہ کوششیں جو آپ لوگ لیف لیٹس (Leaflets) کے ذریعہ سے اور مختلف ذرائع اور وسائل کے ذریعے سے کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ اِن میں برکت ڈالے اور لوگوں کے سینے کھولے۔ ایک طرف اگر اسلام کے خلاف شدت پسندی کی لہر اُبھر رہی ہے تو دوسری طرف وسیع طور پر توجہ بھی پیدا ہو رہی ہے۔ پس اب افرادِ جماعت جرمنی کا کام ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی شکر گزاری کے طور پر ان رابطوں اور تعلقات کو آگے بڑھائیں اور تبلیغی کاوشوں کو مزید تیز کریں تا کہ جلد ہم اسلام کی خوبصورت تعلیم کے اثرات لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتے دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

# اعلان

قارئین کرام نوٹ فرمالیں کہ الفضل انٹرنیشنل کا یہ شمارہ دو ہفتوں (22 جولائی اور 29/جولائی) پر مشتمل ہے۔ اگلا شمارہ انشاء اللہ 5/اگست کو شائع ہوگا۔ (ادارہ)

یقیناً اللہ ہی ہے جو بہت رزق دینے والا صاحبِ قوت (اور) مضبوط صفات والا ہے۔
سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

24 گھنٹے موبائل سروس — خدمت کے 5 سال

**احمدی بھائیوں کی اپنی اور قابلِ اعتماد ایجنسی**

دنیا بھر میں کہیں بھی بذریعہ ہوائی سفر کرنے کیلئے ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔
اب آپ گھر بیٹھے چند لمحوں میں بذریعہ ٹیلی فون یا E-Mail ارزاں کنفرم ٹکٹ حاصل کریں۔

ہم IATA کے ACCREDITED AGENT ہیں۔

ہمارے ٹکٹ حیرت انگیز رعائتی قیمت پر دستیاب ہیں۔
اس طرح فیری کے سستے ٹکٹ کیلئے ہم سے رابطہ کریں۔
جلسہ سالانہ UK سپیشل رعائتی ٹکٹ —— حج + عمرہ پیکیج
آپ کی خدمت کے منتظر

**Fahren (P&O) Sea France/Norfolkline) + Euro Tunnel + Bahn**
**Tel:(00- 49) 6031 16 09 537 Fax: (00- 49) 6031 16 09 421**
**Handy: (00- 49)178 48 16 299 & (00- 49)176 10 02 77 33**
**Aziz_Travel2007@hotmail.com**

# ماہِ رمضان - عبادتوں کا مجموعہ

## حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 7 نومبر 1969ء میں فرمایا:-

ماہِ رمضان اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ رہا ہے اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی اس نعمت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس مہینے میں تمام قسم کی عبادتوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق کو قائم کرنے یا ادا کرنے پر بہت کچھ کہا گیا ہے۔ رمضان کا مہینہ پانچ بنیادی عبادتوں کا مجموعہ ہے۔

پہلے تو روزہ ہے دوسرے نماز کی پابندی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ پھر قیام اللیل یعنی رات کے نوافل پڑھے جاتے ہیں۔ تیسرے قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت ہے چوتھے سخاوت اور پانچویں آفاتِ نفس سے بچنا ہے ان پانچ بنیادی عبادات کا مجموعہ عبادات ماہِ رمضان کہلاتی ہیں۔

جہاں تک روزہ کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ حکم دیا اَلصِّیَامُ جُنَّۃٌ (بخاری کتاب الصوم باب ھل یقول انی صائم اذا شتم) یعنی روزہ گناہوں سے بچاتا اور عذابِ الٰہی سے محفوظ رکھتا ہے۔

انسان کی روحانی سیر کی ابتدا گناہوں سے بچنے سے شروع ہوتی ہے اور اس سیر روحانی کی انتہا اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچتے ہوئے اس کی رضا کی جنتوں میں داخل ہونے پر ختم ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چونکہ روزہ کا اور رمضان کے مہینے کے عبادتوں کا قیام اسی غرض سے ہے کہ انسان ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کی کوشش کرے جس کے نتیجہ میں وہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے بھی محفوظ رہے اور اس کی رضا کی جنتوں میں بھی داخل ہو جائے اس لئے ہم تمہیں اس طرف توجہ دلاتے ہیں۔ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ (بخاری کتاب الصوم باب ھل یقول انی صائم اذاشتم) یعنی نہ زبان سے کوئی گناہ کرے اور نہ ہاتھ سے کوئی گناہ کرے۔

حقوق العباد کا تعلق دو ہی چیزوں سے ہے اور دو ہی گناہوں سے حقوق تلف کئے جاتے ہیں۔ کبھی زبان سے حق تلفی کی جاتی ہے کبھی عمل سے حق تلفی کی جاتی ہے اور یہاں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ یہ مہینہ خاص تربیت کا ہے جو بقیہ گیارہ ماہ بھی تمہارے کام آئے گا اس ماہ میں یہ عادت پختہ کرلو کہ نہ اپنی زبان سے تم نے کسی کو دکھ پہنچانا ہے اور نہ اپنے عمل سے کسی کی حق تلفی کرنی ہے۔

پس روزہ جو ہے یا صیام کا نظام جو ہے جسے قرآن کریم نے ماہِ رمضان کہا ہے پانچوں عبادتوں پر مشتمل ہے۔ اس کی غرض یہ ہے کہ انسان گناہوں سے محفوظ رہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں کو حاصل کرے اور اس کا طریق یہ ہے کہ زبان سے بھی کسی کی حق تلفی نہ ہو اور ہاتھ سے بھی کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ جس کا اللہ تعالیٰ نے حق قائم کیا ہے اس حق کو قائم کیا جائے اور ادا کیا جائے۔ اس میں حق نفس بھی آ جاتا ہے اور جو شخص اس حکمت کو سمجھتا اور اپنی زندگی کو اس کے مطابق ڈھالتا اور رمضان کے مہینے میں سختی سے اس پر کاربند ہوتا ہے۔ اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رمضان میں اس پر جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں (بخاری کتاب الصوم باب ھل یقال رمضان او شھر رمضان) اور دوسری جگہ فرمایا کہ اس پر آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ جس کا مفہوم یہی ہے کہ آسمان کے دروازے کھلتے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ آسمان کے دروازے کھلتے اور اعمالِ صالحہ بجالانے کی توفیق ملتی ہے اور انسان حسن قبول کی جزا حاصل کرتا ہے۔ انسانی اعمال کو اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے اور اس سے بہتر بدلہ دیتا ہے۔ جس وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے اور انسان کو اپنے ربّ کی طرف سے اعمالِ صالحہ بجالانے کی توفیق حاصل ہوتی ہے اور پھر وہ اعمالِ صالحہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حسن قبول کا مقام پاتے ہیں تو اُس وقت فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ ہو ہی جاتے ہیں۔ جنت ہی کا دروازہ ہے جو اس بات کا مستحق ہے کہ اس کے اندر وہ لوگ داخل ہوں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اعمالِ صالحہ کی توفیق پائی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان اعمالِ صالحہ کو قبول کیا۔

پس رمضان کے مہینے میں روزہ ہم پر اس لئے فرض نہیں کیا گیا کہ ہم تکلیف اُٹھائیں۔ اِنَّ الدِّیْنَ یُسْرٌ (بخاری کتاب الایمان باب الدین یسر) اللہ کے دین یعنی دین اسلام میں کسی پر کوئی ایسی تنگی نہیں ڈالی گئی جو اس کے جسمانی یا دیگر قویٰ کی نشوونما میں روک بنے بلکہ سارا دین اور دین کے سب احکام کی غرض ہی یہی ہے کہ انسان سہولت سے اور آرام سے ارتقائی منازل طے کرتا ہوا اللہ تعالیٰ کے قرب کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرتا چلا جائے اور اس سے ہمیں یہ بھی پتہ لگا جیسا کہ دوسری جگہ بھی اس کی وضاحت ہے کہ صرف بھوکا اور پیاسا رہنا ہم پر فرض نہیں کیا گیا بلکہ صوم ہم پر فرض کیا گیا ہے اور ان دو میں بڑا فرق کیا ہے شریعت اسلامیہ نے۔ بھوکا تو ایک غریب بھی رہتا ہے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں صائم نہیں ہوتا۔ بھوکا تو ایک بیمار بھی رہتا ہے۔ ڈاکٹر اسے کہتا ہے کہ تیری بیماری ایسی ہے کہ 24 گھنٹے یا بعض دفعہ 48 گھنٹے تیرے معدہ میں غذا نہیں جانی چاہئے لیکن خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ایسا شخص صائم یعنی روزے دار نہیں ہوتا۔ بھوکا تو وہ بھی رہتا ہے جو جنگل میں راہ گم کر دیتا ہے اور کئی دن تک اسے کھانے کو نہیں ملتا لیکن وہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں صائم نہیں ہوتا۔ پس محض بھوکا رہنا انسان کو روزہ دار نہیں بناتا بلکہ وہ بھوکا رہنا اللہ تعالیٰ کو پیارا ہے جس میں انسان دو پہلو اختیار کرتا ہے۔ ایک شہوت نفس سے بچنے کا پہلو جو کہ ایک عام Symbol (سمبل) اور علامت ہے اور جس میں یہ سبق دیا گیا ہے کہ ہر قسم کی آفاتِ نفس سے بچنے کی کوشش کرو اور دوسرے یہ کہ وہ لوگ جو اس لئے اللہ تعالیٰ کی تدبیر نے بھوکے رکھے ہیں کہ وہ بھوکے رہ کر اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کریں ان کے پیٹ بھرنے کے لئے سعی اور کوشش کی جائے۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دوسرے اصول کے متعلق بھی ہمارے لئے اپنی زندگی میں ایک بہترین اُسوہ اور کامل نمونہ قائم کیا چنانچہ حدیثوں میں آتا ہے۔ کَانَ اَجْوَدَ بِالْخَیْرِ مِنَ الرِّیْحِ الْمُرْسَلَۃِ (بخاری کتاب الصوم باب اجود ماکان النبی ﷺ یکون فی رمضان) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ویسے بھی بڑے سخی تھے اور دوسروں کو سکھ پہنچانے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے لیکن رمضان کے مہینے میں تیز ہوائیں بھی تیزی میں آپ کی سخاوت کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھیں۔ اس قدر جود و سخا پائی جاتی تھی پھر صرف پیسے کی نہیں بلکہ دوسروں کو خیر اور بھلائی پہنچانے کیلئے ایک سخاوت ہوتی ہے۔ سخی دل انسان صرف اپنے مال یا اپنی دولت ہی سے دوسرے کو فائدہ نہیں پہنچاتا بلکہ وہ اپنے اثر ورسوخ سے بھی دوسروں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ وہ اپنے وقت سے بھی دوسروں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ وہ اپنی دعاؤں سے بھی فائدہ پہنچا رہا ہوتا ہے۔ انسان اپنی اس فطرتی سخاوت کا مختلف طرق سے اظہار کر رہا ہوتا ہے۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہی سخی تھے لیکن رمضان کے مہینے میں آپ نے ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ تمہیں بھوکا اس لئے نہیں رکھا گیا کہ تم بھوک کی تکلیف اُٹھاؤ بلکہ اصل مقصد یہ ہے کہ دوسروں کی بھلائی کے کام کرو، نیکی کے کام کرو اور دوسروں کو سکھ پہنچانے کی سعی کرو۔ اپنے پیسے سے بھی، اپنے اثر ورسوخ سے بھی اور اپنی دعاؤں سے بھی۔

پس رمضان کے مہینے میں دن کے وقت شہوت نفس سے بچا جاتا ہے اور دوسرے کھانے پینے کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ شہوت نفس سے بچنا اصولی طور پر ایک علامت ہے ایک سبق ہے کہ ہر قسم کی آفاتِ نفس سے بچنا ضروری ہے۔ آپ نے فرمایا۔ مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِہٖ فَلَیْسَ لِلّٰہِ حَاجَۃٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ (بخاری کتاب الصوم باب من لم یدع قول الزور والعمل بہ)

یعنی جو شخص صداقت کو چھوڑ کر جھوٹ اور زُوْر اور باطل کی باتیں کرتا اور باطل اصول ہی پر عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے اور شہوت نفس کو چھوڑ دے کیونکہ خدا تعالیٰ کو وہ مقبول نہیں ہوگا۔ صرف وہ ترک مقبول ہوگا جس کے نتیجہ میں انسان اس حکمت اور اصول کو سمجھنے والا ہو جس حکمت اور اصول کا یہاں سبق دیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ نہ تو زبان ناپاکی اور گندگی کی راہوں کو اختیار کرے اور نہ جوارح باطل کے میدانوں میں کوشاں نظر آئیں بلکہ زبان پر حق وصداقت جاری ہو اور حق وصداقت کے چشمے انسان کے جوارح سے پھوٹنے والے ہوں تب خدا تعالیٰ اس وجہ سے کہ انسان نے روزے کی حکمت کو سمجھا اور اس حکمت کے سمجھنے کے بعد اس نے وہ اعمال بجالائے جو خدا تعالیٰ کو پیارے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس پر رجوع برحمت ہوگا اور نجات اور جنت کے دروازے آسمانوں پر کھولے جائیں گے اور قرب کی راہوں پر چلنا اس کے لئے آسان ہو جائے گا۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے مہینے میں قیام اللیل کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ آپ نے فرمایا:-

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ۔

(بخاری کتاب الصوم باب فضل من قام رمضان)

یعنی جو شخص راتوں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی حمد کے لئے اور اس کے بندوں کے لئے دعائیں کرتے ہوئے جاگتا اور شب بیداری اختیار کرتا ہے اس لئے کہ وہ ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنے والا ہو اور اس لئے کہ جب وہ اس دنیا میں ایمان کے تقاضوں کو پورا کرے تو اللہ تعالیٰ سے یہ امید رکھے کہ وہ ان کوششوں کو قبول کرے گا اور اس کے نتیجہ میں اس کو آخرت کی نعما ملیں گی۔ جو ایسا کرے گا غُفِرَلَہٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ جو کوتاہیاں اور غفلتیں اس سے ہو چکی ہوں گی اللہ تعالیٰ اپنی صفت رحیمیت کے جوش میں ان کوتاہیوں کو ڈھانپ لے گا اور کوئی جزائے بد جس کا وہ دوسری صورت میں مستحق ہوتا وہ اسے نہیں ملے گی۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص رمضان کے مہینے میں کثرت سے تلاوت قرآن کریم کرتا ہے اس کا بھی اُسے ثواب ملتا ہے۔ کثرت تلاوت قرآن کریم کا ثواب بھی اور دوسرے ثواب بھی محض خدا تعالیٰ کے فضل سے ملتے ہیں۔ جب انسان اس فضل کو جذب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آتی ہے اور اس طرح جب اللہ تعالیٰ کے رحیم ہونے کی صفت جوش میں آتی ہے تب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اپنی رضا کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اسے جزا دیتا ہے۔

قرآن کریم کی تلاوت نیکی تو ہے لیکن صرف اسی صورت میں کہ شرائط پوری ہوں۔ قرآن کریم کی تلاوت تو عیسائی بھی کرتے ہیں مگر وہ اس کی تلاوت اس نیت سے کرتے ہیں کہ قرآن کریم پر اعتراض کریں۔ قرآن کریم کی تلاوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی کیا کرتے تھے مگر آپؐ نے اس پاک ترین نیت کے ساتھ تلاوت کی کہ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ فضل آپؐ پر نازل ہوا۔ پس کثرت تلاوت قرآن کریم ضروری ہے لیکن اس کے ساتھ خلوص نیت بھی نہایت ضروری ہے۔ اس کے بغیر تلاوت کی جو نعمتیں ہیں یا قرآن کریم کی جو نعمتیں ہیں وہ انسان کو حاصل نہیں ہو سکتیں۔ اس کے لئے بڑی جدوجہد کی ضرورت ہے اور یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہئے کہ قرآن کریم کے فیض سے انسان تبھی حصہ وافر لے سکتا ہے جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت کو جوش میں لائے۔ اسی لئے رمضان کے مہینے میں کثرت تلاوت پر زور دیا گیا ہے حالانکہ اور بہت سی روحانی مشقتیں (اگر دنیا کا محاورہ استعمال کیا جائے) اس پر ڈالی گئی تھیں۔ دن کو بھوکا پیاسا رہنا اور پابندیاں سہنا اور پھر لوگوں کا خیال رکھنا اور پھر یہ بھی دیکھنا کہ دوسروں کے دکھوں کو دور کرنے کے لئے رمضان کے دنوں میں اسے باہر جانا پڑے گا اور اسے جانا چاہئے اگر اس نے روزے کا حق ادا کرنا ہے۔ پھر رات کے نوافل ہیں لیکن ان ساری چیزوں کے باوجود مثلاً قرآن کریم کی اس تلاوت اگر خود قاری ہو یا اس سماع کے علاوہ اگر وہ خود قاری نہ ہو تو اسے پڑھ رہا ہو اس

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں

# جان ہیوسمتھ پگٹ (1927ء-1852ء)

## (Rev John Hugh Smyth-Pigott)

# (دعویٰ، پیشگوئی، انجام)

(تحقیق وتحریر: آصف محمود باسط-لندن)

ستمبر 1902ء میں انگلستان کے شہر لندن میں جان ہیوسمتھ پگٹ (1927ء-1852ء) نامی ایک پادری نے خدا ہونے کا دعویٰ کردیا۔اس پادری نے ایگاپامنی(Agapemone) نامی ایک مذہبی تنظیمی کی سربراہی سنبھالی تھی۔ اس تنظیم کی بنیاد ہنری پرنس (1899)ء-1811ء) نامی ایک پادری نے رکھی تھی۔ان کے بنیادی عقائد پروٹسنٹ عیسائیت ہی کے تھے۔فرق یہ تھا کہ ہنری پرنس خود کو مسیحؑ کی آمد ثانی قرار دیتا رہا اور خود کو لافانی کہتا رہا۔اس کی وفات کے بعد اس کے جانشین جان ہیوسمتھ پگٹ نے بھی یہی دعوے برقرار رکھا۔اگرچہ یہ قلیل جماعت لافانی مسیح کی وفات پر حیرت زدہ ضرور ہوئی، مگر پگٹ کی چرب زبانی نے انہیں یہ ماننے پر مجبور کردیا کہ ہنری پرنس تو محض بطور ارہاص کے تھا، اصل میں تو ہمیشہ رہنے والا مسیح مَیں ہوں۔خود کو مسیح قرار دینے والے یہ دونوں حضرات اپنی پیروکار خواتین کے ساتھ جنسی تعلقات قائم کرنا جائز سمجھتے تھے۔ہنری پرنس کو اس دعویٰ پر اس قدر خفّت اٹھانا پڑی کہ ایک دوشیزہ کے ساتھ یہ کہہ کر جنسی تعلقات قائم کئے کہ یہ روح اور جسم کا ملاپ ہے لہذا اس سے حمل نہیں ٹھہر سکتا۔مگر قدرت کا کرنا یہ ہوا کہ اس خاتون کو حمل ٹھہر گیا۔اپنی خفّت اور ندامت کو چھپانے کے لئے پرنس نے اس بات کا سہارا لیا کہ یہ شیطان کا کام ہے۔ پگٹ نے بھی اس جنسی آزادی سے فائدہ اٹھایا۔

شمالی لندن کے علاقہ کلیپٹن (Clapton) میں واقع اس تنظیم کے گرجا کا نام Ark of the Covenant تھا۔ 7ستمبر 1902ء کو پگٹ کا اس گرجا میں تعارفی وعظ تھا۔اس کا وعظ سننے کے لئے مقامی لوگ ایک کثیر تعداد میں جمع تھے۔کہا جاتا ہے کہ اس مجمع کی تعداد 6,000 کے لگ بھگ تھی۔ پگٹ نے معمول کی عیسائی تعلیمات بیان کرتے کرتے پہلے تو یہ دعویٰ کیا کہ وہ مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی ہے۔پھر اچانک یہ تک کہہ دیا کہ خدا کو آسمان میں تلاش مت کرو کہ خدا تو یہاں تمہارے سامنے موجود ہے۔

*(The Hackney & Kingsland Gazette, Wednesday, 10th September 1902)*

یہ کہتے ہوئے اس نے اپنی طرف اشارہ کیا۔اس پر اس کے ماننے والے تو اس کے سامنے سجدہ ریز ہوگئے، مگر حاضرین میں موجود دیگر عیسائی سخت چراغ پا ہوئے۔ انہوں نے شدید ردعمل ظاہر کرتے ہوئے نہ صرف آوازے کسے بلکہ اس پر پتھراؤ کیا اور جو چیز ہاتھ لگی اس خدائی کے دعویدار کو کھینچ مارنے کی کوشش کی۔اس پُرتشدد ردعمل کو دیکھتے ہوئے پولیس نے فوری طور پر پگٹ کو اس کے مکان میں پہنچایا۔مگر اس گستاخی پر لوگوں کا ردعمل اس قدر شدید تھا کہ اس کا اس علاقہ میں رہنا، خواہ اپنے مکان ہی میں کیوں نہ ہو، نقض امن کا باعث بن گیا۔اخبارات نے اس کے گستاخانہ دعویٰ کو خوب اچھالا۔اسے پولیس کی حفاظت میں Spaxton منتقل کردیا گیا جو اس مذہبی تنظیم کا صدر مقام تھا۔

پگٹ کی اس گستاخانہ شوخی کی اطلاع امام آخر زمان، امام مہدی و مسیح موعود سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ تک بھی پہنچی۔حضور علیہ السلام نے اس گستاخی کی اطلاع پاتے ہی پگٹ کو ایک پیغام تحریر کروایا جس میں اسے متنبہ کیا کہ ایسا شوخ دعویٰ انسان کو زیب نہیں دیتا۔لہٰذا اُسے چاہئے کہ آئندہ ایسے دعویٰ سے مجتنب رہے بصورت دیگر وہ نیست و نابود ہو جائے گا۔یہ اشتہار اسے نومبر 1902ء میں بھیجا گیا۔اگرچہ یہ معلوم نہیں کہ یہ اشتہار اسے کب موصول ہوا مگر تحقیق سے ثابت ہے کہ یہ اشتہار اسے مل گیا تھا۔

جان ہیوسمتھ پگٹ

ڈاکٹر جوشوا شویزو (Dr Joshua J Schwieso) ایک ماہر عمرانیات ہیں اور University of West of England میں عمرانیات کے لیکچرار ہیں۔انہوں نے ڈاکٹریٹ کے مقالہ کے لئے اس تنظیم یعنی Agapemone کو بطور موضوع منتخب کیا اور اس پر انتہائی ٹھوس تحقیق کی۔ان کی تحقیق سے قبل جو کچھ بھی اس تنظیم کے بارہ میں لکھا گیا وہ اگرچہ اچھا تحقیقی کام تھا مگر اس میں افسانویت کی ملاوٹ بھی تھی۔اخبارات نے ہمیشہ اس بے راہ روی کے شکار گروہ کے متعلق کہانیوں کو سنسنی خیز سرخیوں کے ساتھ شائع کیا۔جہاں حقائق بیان بھی ہوئے تو ان پر حاشیہ آرائی ایسی کی گئی کہ اصل داستان اور زیب داستان میں تمیز کرنا محال ہوگیا۔پھر اس موضوع پر جو کتب لکھی گئیں وہ کسی علمی یا نفسیاتی نقطہ نظر سے زیادہ کاروباری(commercial) نقطہ نظر سے لکھی گئیں، اور یوں ان میں بھی اس تنظیم کی جنسیات کو سنسنی خیز انداز میں موضوع بحث بنایا جاتا رہا۔اس سلسلہ میں دو اہم تحریرات جو منظر عام پر آئیں ان میں سے ایک (Charles Mander) کی کتاب The Reverend Prince and His Abode of Love تھی۔جبکہ اس سلسلہ کی دوسری اہم کتاب Donald McCormick کی The Temple of Love ہے۔خود پگٹ کی نواسی Kate Barlow کی اپنی کتاب ذاتی یادداشتوں کا مجموعہ ہونے کے باعث ایک اہم حوالہ تو ہے مگر اسے علمی یا تحقیقی کام کہنا بہت درست نہ ہوگا۔ڈاکٹر شویزو کا مقالہ ان تمام تحریرات میں اس لحاظ سے منفرد مقام رکھتا ہے کہ وہ خالص تحقیق پر مبنی ہے اور اس مقالہ پر محقق کو University of Reading کی طرف سے PhD ڈگری دی گئی۔ان کے مقالہ کا عنوان تھا:

Deluded Inmates, Frantic Ravers and Communists:

*(A Sociological Study of the Agapemone, a sect of Victorian Apocalypitc Milleniars)*

اس مقالہ میں مصنف نے بڑے واضح الفاظ میں تحریر کیا ہے کہ:

’’ایگاپامنی کی ہندوستان میں سرگرمیوں کے آثار 1902ء میں نظر آتے ہیں……اسی سال ہندوستان میں مسیحیت کے ایک اور دعویدار، مرزا غلام احمد، رئیس قادیان، پنجاب نے ایک اشتہار شائع کیا جس میں پگٹ کو متنبہ کیا کہ……اگر وہ دعویٔ خدائی سے باز نہ رہا تو وہ جلد نیست و نابود ہو جائے گا۔‘‘

(Deluded Inmates, Frantic Ravers and Communists: *A Sociological Study of the Agapemone, a sect of Victorian Apocalypitc Milleniars-p171)*

یہ اشتہار امریکہ اور یورپ کے اخبارات میں بغرض اشاعت ارسال کیا گیا اور مغربی اخبارات نے بھی اسے شائع کیا۔چونکہ پگٹ کے لئے بیرونی دنیا سے رابطہ کے لئے بڑا ذریعہ اخبارات تھے، لہذا یہ امر محال نظر آتا ہے کہ وہ اس اشتہار سے آگاہ نہ ہوا ہو۔

پھر حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے الہامات اور رؤیا و کشوف کے مجموعہ پر مشتمل کتاب ’تذکرہ‘ میں پگٹ سے متعلق ایک اور پیشگوئی، جو الہامی ہے اور خدا کی طرف سے ہے، کچھ اس طرح درج ہے:

’’20نومبر 1902ء بروز پنجشنبہ:

پگٹ کے متعلق دعا اور توجہ کرنے سے حضرت اقدسؑ نے رویا میں دیکھا کہ کچھ کتابیں ہیں جن پر تین بار تسبیح تسبیح تسبیح لکھا ہوا تھا۔پھر الہام ہوا: وَاللّٰہُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ۔ اِنَّھُمْ لَا یُحْسِنُوْنَ۔

اس الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی موجودہ حالت خراب ہے یا آئندہ توبہ نہ کریں گے۔اور یہ معنے بھی اس کے ہیں لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ۔اور یہ مطلب بھی اس سے ہے کہ اس نے یہ کام اچھا نہیں کیا۔اللہ تعالیٰ پر یہ افترا اور منصوبہ باندھا اور اَللّٰہُ شَدِیْدُ الْعِقَاب ظاہر کرتا ہے کہ اس کا انجام اچھا نہ ہوگا اور عذابِ الٰہی میں گرفتار ہوگا۔حقیقت میں یہ بڑی شوخی ہے کہ خدائی کا دعویٰ کیا جاوے۔‘‘

(تذکرہ، صفحات 361-360، ایڈیشن ششم، مطبوعہ قادیان 2006ء، بحوالہ البدر جلد 1 نمبر 5,6 مورخہ 28 نومبر و 5 دسمبر 1902 صفحہ 46، الحکم، جلد 6 نمبر 42 مورخہ 24 نومبر 1902ء صفحہ 6)

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا، اس واقعہ کا فوری ردعمل تو عامۃ الناس کی طرف سے بھی پتھراؤ گھیراؤ کی شکل میں سامنے آگیا تھا اور یہ کہ لندن میں رہنا اس کے لئے اس قدر دشوار ہوا کہ اسے مغربی انگلستان کے ایک قصبہ Spaxton منتقل ہونا پڑا۔لندن میں ہونے والے مظاہروں کو دیکھ کر پولیس نے اسے یہ کہہ کر لندن بدر کیا کہ اگر دوبارہ نقض امن کی یہ صورتحال پیدا ہوتی ہے تو پولیس اسے گرفتار کرلے گی اور اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرے گی جو اس کیلئے شدید ندامت اور خفت کا باعث ہوگی۔یوں پولیس کے اس انتباہ کے بعد وہ Spaxton منتقل ہوگیا جہاں ایگاپامنی کے بانی ہنری پرنس نے ایک وسیع وعریض رقبہ پر اپنا ایک گرجا اور محل سرا کی طرز پر ایک مکان تعمیر کروایا تھا جس سے ملحقہ کچھ مکانات تھے جو دفاتر اور پیروکاروں کی رہائش گاہ کے طور پر استعمال ہوتے تھے۔اس پوری کالونی کا نام Agapemone یعنی Abode of Love تھا۔یہ سب کچھ ایک چاردیواری کے اندر تھا۔شہری آبادی سے بہت دور ایک چھوٹے سے گاؤں میں یہ اونچی اونچی فصیلوں میں پوشیدہ یہ مکان پگٹ کو محفوظ ترین ٹھکانہ محسوس ہوا۔

یاد رہے کہ اس کالونی میں، جس کا نام Abode of Love (خانۂ محبت تھا)، میں محبت سے مراد ہر طرح کی جنسی آزادی تھی۔محققین کے مطابق اس کے ماننے والے جنسی طور پر ناآسودہ اور نفسیاتی الجھنوں اور کج روی کے شکار لوگ تھے۔باقی کی تمام عمر پگٹ نے تمام دنیا سے کٹ کر یہیں بسر کی۔کبھی کبھی وہ ملک سے باہر بھی چلا جاتا مگر لوٹ کر آتا تو پھر اسی محل سرا میں خود کو بند کر لیتا، جس کے اندر کسی غیر متعلقہ شخص کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ملازمین جب کبھی اشیاء خورد و نوش خریدنے کی غرض سے باہر گاؤں کے بازار تک جاتے تو اخباری نمائندے انہیں گھیرنے کی کوشش کرتے کہ شاید اس پراسرار محل سرا کے اندر ہونے والی عیاشیوں کی کوئی خبر ملے تو اسے اخبارات بیچنے کے لئے استعمال کیا جائے۔اسی وجہ سے ملازمین کا باہر جانا بھی معیوب سمجھا جاتا تھا۔یوں پگٹ اس چند ایکڑ کی کالونی میں محدود ہو کر رہ گیا۔اس کی زندگی اور اس کی ذہنی حالت پر تحقیق کرنے والوں نے لکھا ہے کہ یہاں منتقل ہونے کے بعد:

The flamboyant Messiah of Clapton became the quiet, gentle pastor at paxton. *(The Temple of Love by Donal McCormick-p97)*

مزید یہ بھی لکھا ہے کہ:

Smyth-Pigott had learned his lesson at Clapton that the opinion of the outside world still counted and he had no desire to face in Somersetshire the kind of demonstrations he had endured in London.....When (he) drove through the village he adopted the worldly role of a benign squire rather than that of the Messiah.

*(The Temple of Love by Donal McCormick-p 95)*

پگٹ کے خطبات، ذاتی ڈائریاں اور خطوط وغیرہ بہت بڑی تعداد میں دوران تحقیق نظر سے گزرے۔یہ مطبوعہ اور غیر مطبوعہ دستاویزات Hackney Archive Centre میں دستیاب ہوئے اور بہت سا مواد پگٹ کی نواسی Ms Ann Buckley کی ذاتی لائبیریری میں میسر آیا۔پھر اس دور کے تمام اخبارات جو Spaxton اور اس کے مضافات سے شائع ہوتے تھے، انہیں Somerset Archive Centre میں دیکھنے کا موقع ملا۔تمام شواہد سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ نومبر 1902ء کے بعد اس نے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں یعنی 1908ء تک کبھی دوبارہ خدا ہونے کا دعویٰ نہ دہرایا۔

پگٹ کے ہاں اولاد ہوئی تو اس نے قانونی تقاضوں

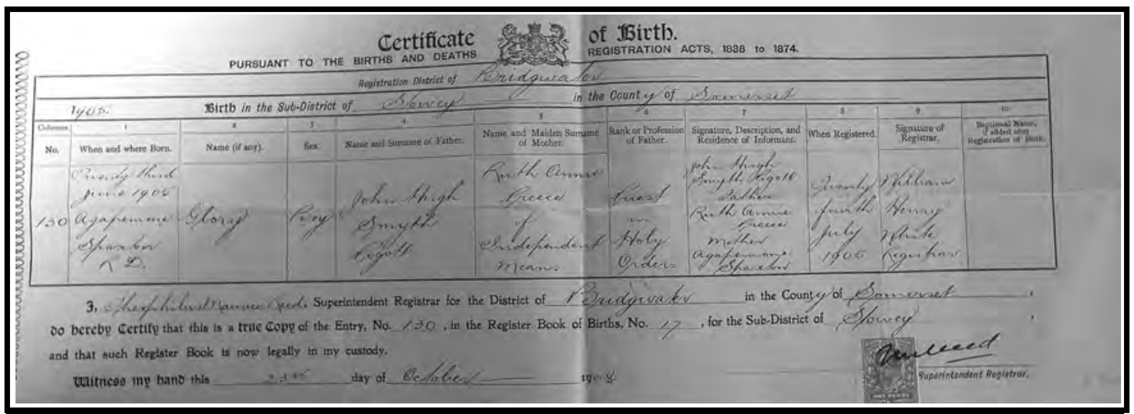

Certificate of Birth.
PURSUANT TO THE BIRTHS AND DEATHS REGISTRATION ACTS, 1836 to 1874.
Registration District of Bridgwater
1905. Birth in the Sub-District of Stowey in the County of Somerset

| No. | When and where Born. | Name (if any). | Sex. | Name and Surname of Father. | Name and Maiden Surname of Mother. | Rank or Profession of Father. | Signature, Description, and Residence of Informant. | When Registered. | Signature of Registrar. | Baptismal Name, if added after Registration of Birth. |
| --- | --- | --- | --- | --- | --- | --- | --- | --- | --- | --- |
| 150 | Twenty third June 1905 Agapemone Spaxton R.D. | Glory | Boy | John Hugh Smyth Pigott | Ruth Anne Preece of Independent Means | Priest in Holy Orders | John Hugh Smyth Pigott Father Ruth Anne Preece Mother Agapemone Spaxton | Twenty fourth July 1905 | William Henry White Registrar | |

I, [illegible], Superintendent Registrar for the District of Bridgwater in the County of Somerset, do hereby Certify that this is a true Copy of the Entry, No. 150, in the Register Book of Births, No. 17, for the Sub-District of Stowey and that such Register Book is now legally in my custody.
Witness my hand this [illegible] day of October 19[illegible]
Superintendent Registrar.

جان پگٹ کے بیٹوں کی پیدائش پر Somerset کے مقامی رجسٹرار کے سرٹیفکیٹ کا عکس

ایک مؤرخ ہیں۔ شخصیات اور ان کے رہن سہن پر تحقیق کرنا ان کا خاص میدان ہے۔ وہ بی بی سی پر تاریخی نوعیت کے پروگرام بھی پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے پگٹ پر خاصی تفصیل سے تحقیق کر رکھی ہے۔ ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے بھی بتایا کہ اس نے خدائی کا دعویٰ کیا مگر لوگوں کا ردعمل دیکھ کر یا معلوم نہیں کس وجہ سے اس نے اپنے دعویٰ کو downgrade کر لیا اور پھر محض ایک مسیحا ہونے کا دعویدار رہا۔ (یہ انٹرویو بھی مذکورہ بالا طریق سے ملاحظہ ہوسکتا ہے)۔

یہاں یہ ذکر ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو انتباہ اسے بھجوایا تھا اس میں آخر پر اپنے اسم گرامی کے ساتھ The Prophet تحریر فرما کر اسے بڑے واضح لفظوں میں اپنا دعویٰ بتا دیا تھا۔ حضورؑ کا یہ دعویٰ تا دم وصال برقرار رہا اور آج بھی آپؑ کی جماعت آپؑ کو اللہ کے ایک نبی کے طور پر مانتی ہے اور دنیا بھر میں آپؑ کے اسی منصب کو متعارف کرواتی ہے۔

اس اعتراض کی بنیاد ایک غلط فہمی ہے، آیئے اس غلط فہمی کا جائزہ لیتے ہیں۔ جو اشتہار حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پگٹ کو ارسال کیا تھا اور مغربی اخبارات کو بغرض اشاعت بھجوایا تھا، اس میں بڑے واضح لفظوں میں لکھا تھا کہ اگر وہ اپنے گستاخانہ دعویٰ سے باز نہ آیا تو وہ جلد نیست و نابود کر دیا جائے گا، یہ بھی ممکن ہے کہ میری زندگی میں ہی۔

پگٹ کے کمرے میں آویزاں لاطینی عبارت کا فریم

اصل انگریزی عبارت کے الفاظ یوں ہیں:

I therefore warn him through this notice that if he does not repent of this irreverent claim, he shall be soon annihilited, even in my lifetime.

یہ بات تو ثابت شدہ ہے کہ پگٹ نے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں دوبارہ اس دعویٰ کو کبھی نہ دہرایا اور یوں، سنت اللہ کے مطابق وہ اس عذاب سے محفوظ رہا جو اس پر اس گستاخی کو دہرانے کے نتیجہ میں پڑ سکتا تھا۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ ایک اور موقع پر اس نے اپنا یہ دعویٰ دہرایا۔ یہ بات ہے 1909ء کی یعنی حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے وصال کے قریباً ایک سال بعد۔ ہوا یوں کہ پگٹ نے خود کو اپنی محل سرا کی چار دیواری میں محصور کر لیا تو اس کے اندر جو چاہتا کرتا۔ وہ اپنی عیش پرست طبیعت کے ہاتھوں مجبور ہو کر بہت سی دوشیزاؤں کو soul brides یعنی روحانی دلہنیں بنا کر ان کے ساتھ رہتا۔ ان خواتین میں سے ایک Ruth Preece نامی خاتون بھی تھی جسے اس نے chief soul bride کا مقام دے رکھا تھا۔ پگٹ اگرچہ شادی شدہ تھا، مگر وہ اپنی بیوی کی بجائے رتھ پریس کے ساتھ رہتا۔ پگٹ کے تینوں بچے اسی خاتون سے ہوئے۔ جب اس ناجائز اولاد کا اندراج کروانے کے لئے پگٹ نے Somerset کے مقامی رجسٹرار کو بلوایا تو یہ خبر باہر نکلی۔ ماں کے نام میں پگٹ کی بیوی کے نام بجائے کسی اور عورت کا نام درج کروایا گیا تو یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ پگٹ چرچ آف انگلینڈ میں ایک پادری کے طور پر رجسٹرڈ تھا۔ یوں ایک غیر خاتون کے ساتھ بغیر شادی کے رہنے، اس سے جنسی تعلقات قائم کرنے اور اس سے بچے پیدا کرنے کی پاداش میں چرچ آف انگلینڈ کی Diocese نے اسے پادری کے عہدہ سے برخاست کر دیا۔ کسی پادری کے لئے، اور وہ بھی بلند بانگ شوخ دعووں والے پادری کے لئے اس سے بڑی ذلت کیا ہوسکتی تھی؟ اس ذلت آمیز فیصلہ سے اسے اس قدر شدید دھچکا لگا کہ اس نے اپنی خفت اور شرمندگی کو چھپانے اور اپنے ماننے والوں کی سوالیہ

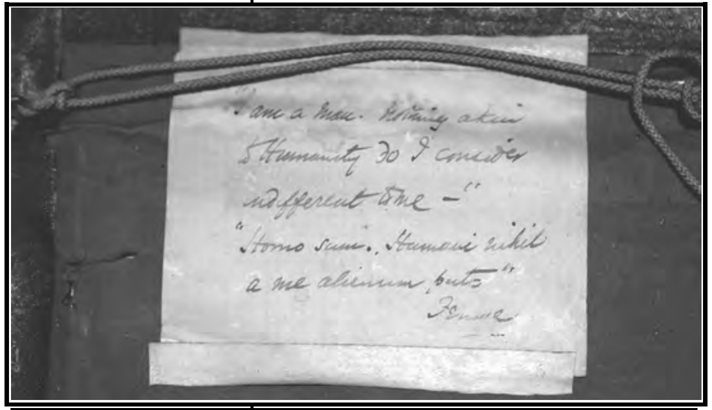


لاطینی عبارت کے فریم کی پشت پر درج اس عبارت کا انگریزی ترجمہ

معترضین جب اعتراض کرتے ہیں تو خدا کی شان میں گستاخی کرنے سے بھی نہیں چوکتے۔ یہ بھول جاتے ہیں کہ یہاں مقابلہ شرک کی بدترین شکل یعنی خود کو خدا کہنے والے ایک شخص کا ایک ایسے شخص سے ہو رہا ہے جو کلمہ گو مسلمان ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں آپؐ کے دین کے اصل مقصد یعنی قیام توحید باری تعالیٰ کے لئے کوشاں ہے۔ کس قدر افسوس اور حیرت کی بات ہے کہ بانیٔ جماعت علیہ السلام کی اندھی مخالفت میں معترضین یہ کہتے ہیں کہ خدائی کا دعویدار جیت گیا اور اسلام کے نام پر، پیغمبر اسلامؐ کے نام پر اس کے مدمقابل کو معاذ اللہ شکست ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

اس اعتراض کی بنیاد اس بات کو بنایا جاتا ہے کہ مرزا صاحب (علیہ السلام) تو 1908ء میں وفات پا گئے جبکہ پگٹ 1927ء تک زندہ رہا۔ یہ حسن ظن رکھتے ہوئے کہ

کو پورا کرنے کے لئے بچوں کا مقامی رجسٹرار کے دفتر میں اندراج کروایا۔ اس اہم سرکاری دستاویز میں اس کا پیشہ یا شغل یا منصب پوچھا گیا تو اس نے Priest in Holy Orders لکھوایا۔ اس کے بچے کی ولادت 1905ء میں ہوئی۔ یہ وہی پیشہ یا منصب ہے جو اس نے اپنے دعویٰ سے قبل 1899ء میں شادی کے اندراج کے وقت لکھوایا تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اس نے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں دعویٔ خدائی نہیں دہرایا۔

"I am a Man. Nothing akin to Humanity do I consider alien to me"

ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر پروگرام ''راہِ ہُدیٰ'' میں جب پگٹ سے متعلق پیشگوئی سے متعلق پروگرام کیا گیا تو اس سلسلہ میں خاکسار نے ڈاکٹر جوشوا شویذو سے ملاقات کی اور ان کا انٹرویو پروگرام میں بھی شامل کیا۔ انہوں نے بھی اپنی تحقیق کی روشنی میں بتایا کہ پگٹ نے خدائی کا دعویٰ کیا مگر بعد میں اس دعویٰ سے مجتنب رہا۔ ڈاکٹر جوشوا کا یہ

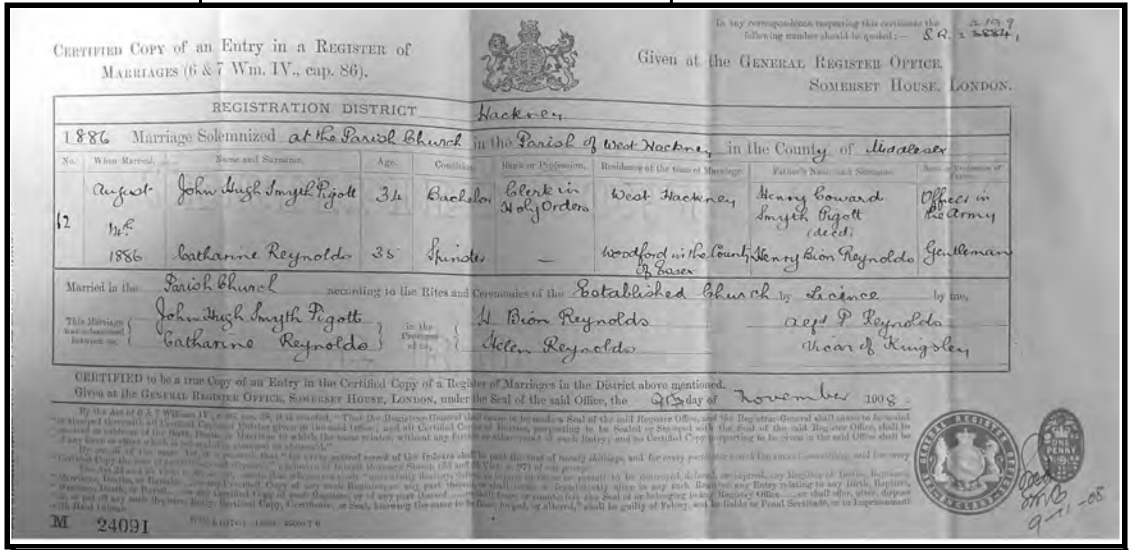

CERTIFIED COPY of an Entry in a REGISTER of MARRIAGES (6 & 7 Wm. IV., cap. 86).
Given at the GENERAL REGISTER OFFICE, SOMERSET HOUSE, LONDON.
In any correspondence respecting this certificate the following number should be quoted:— S.R. [illegible]
REGISTRATION DISTRICT Hackney
1886 Marriage Solemnized at the Parish Church in the Parish of West Hackney in the County of Middlesex

| No. | When Married. | Name and Surname. | Age. | Condition. | Rank or Profession. | Residence at the time of Marriage. | Father's Name and Surname. | Rank or Profession of Father. |
| --- | --- | --- | --- | --- | --- | --- | --- | --- |
| 12 | August 14th 1886 | John Hugh Smyth Pigott | 34 | Bachelor | Clerk in Holy Orders | West Hackney | Henry Coward Smyth Pigott (decd) | Officer in the Army |
| | | Catharine Reynolds | 35 | Spinster | — | Woodford in the County of Essex | Henry Bion Reynolds | Gentleman |

Married in the Parish Church according to the Rites and Ceremonies of the Established Church by Licence by me,
This Marriage was solemnized between us, John Hugh Smyth Pigott, Catharine Reynolds; in the Presence of us, H. Bion Reynolds, Helen Reynolds; Alfd P. Reynolds, Vicar of Kingsley
CERTIFIED to be a true Copy of an Entry in the Certified Copy of a Register of Marriages in the District above mentioned. Given at the GENERAL REGISTER OFFICE, SOMERSET HOUSE, LONDON, under the Seal of the said Office, the [illegible] day of November 1908
M 24091

پگٹ کی شادی کی رجسٹریشن کا عکس

انٹرویو 23 جنوری 2011ء کو نشر ہونے والے ''راہِ ہُدیٰ'' میں شامل کیا گیا تھا۔
(قارئین www.youtube.com/rahehudaarchives1 پر جا کر smyth-pigott کے نام سے تلاش کریں تو یہ انٹرویو ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔)

اسی طرح ایک اور مؤرخ جن سے ہمیں بات کرنا کا موقع ملا ان کا نام ہے Dr Nick Barratt۔ موصوف

اس کی ذاتی بائبل میں کہیں کوئی ایسا نوٹ نہیں جہاں اس نے خدائی کا دعویٰ کیا ہو۔ اس نے اپنے بڑے بیٹے David کو ایک بائبل کا نسخہ تحفہ میں دیا تو اس کے اندر لکھا:

To my first born son, David
from your father
who says with you
"Our Father,
Which art in
Heaven"

اس تحریر سے بھی واضح ہے کہ وہ خود کو خدا سے الگ وجود خیال کرتا رہا۔

اس کے کمرے میں آویزاں رہنے والی ایک لاطینی عبارت آج بھی اس کے ذاتی سامان میں محفوظ ہے جو درج ذیل ہے۔

Homo Sum. Humani Nihil A Me Alienum Puto.

اس عبارت کا ترجمہ بزبان انگریزی خود اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا، اس تحریر کی پشت پر درج ہے:

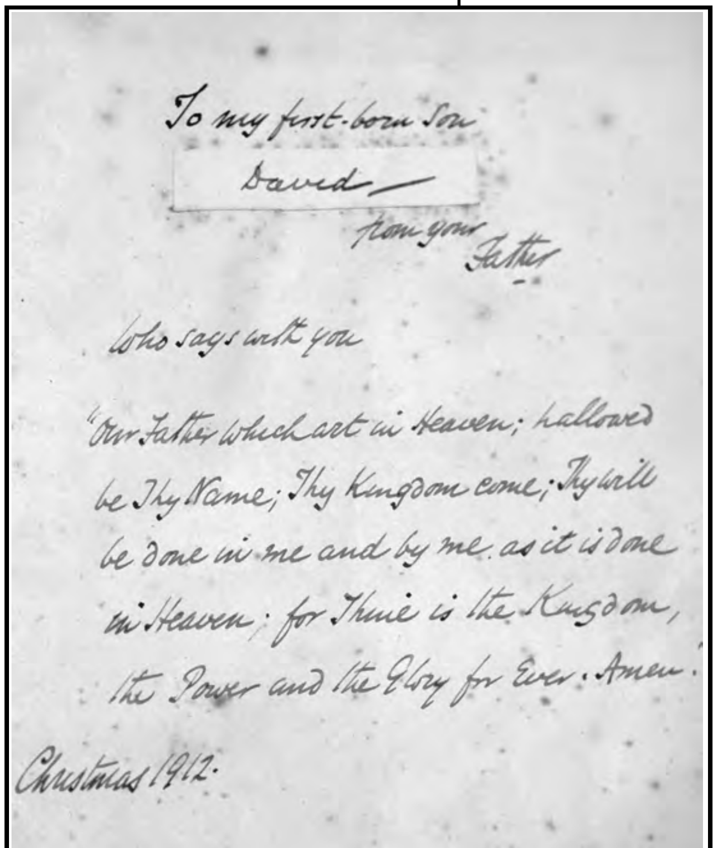


پگٹ کا اپنے بیٹے ڈیوڈ کو بائبل کا تحفہ دیتے وقت اس پر نوٹ کا عکس

نظروں کا سامنا کرنے کے لئے ایک مرتبہ پھر کہا: ''مجھے اس فیصلہ کی کوئی پرواہ نہیں، میں تو خدا ہوں!!''

اس دعویٰ کے ساتھ ہی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو 'تذکرہ' میں درج ہے جو کسی انسان کے نہیں بلکہ خدائے تعالیٰ کے الفاظ ہیں۔ ان الفاظ کی تفہیم حضرت مسیح موعودؑ کو یہ ہوئی تھی کہ وہ توبہ نہیں کرے گا اور یہ کہ انجام اچھا نہیں ہوگا۔ پس جب اس نے یہ دعویٰ دہرایا ہے تو یہیں سے اس کی ذلت اور رسوائی کا آغاز ہوا۔ اخبارات اس کے ناجائز تعلقات اور اس کی ولد الحرام اولاد کے قصوں کو خوب اچھالتے رہے۔ Somerset Archive Centre میں اس دور کے اخبارات اس کی ذلت اور رسوائی کے قصوں سے بھرے پڑے ہیں۔ شاید ہی کوئی اخبار اس علاقہ کا ایسا ہو جس نے اس کے منہ پر کالک ملنے میں کوئی کسر اٹھا رکھی ہو۔ اس نے اپنے آپ کو مزید مقفل کر لیا۔ اس کی ذہنی حالت بگڑنے لگی۔ ایسے میں اس کی محبوب ترین خاتون رتھ پریس بھی اس سے تعلقات قطع کر کے اس کالونی کو خیر باد کہہ گئی۔ رُتھ کے جانے کی وجہ Donald McCormick نے ان الفاظ میں بیان کی ہے:

It was a slow process, brought about principally through a disintegration of his character

*(The Temple of Love by Donald McCormick, Page 112, 1962, The Citadel Press, New York)*

اسی کتاب کے صفحہ 149 پر مصنف نے پگٹ کے ذہنی توازن کے بگڑ جانے کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ کس طرح اس کی گفتگو بے ربط اور خیالات غیر متوازن ہوتے چلے گئے۔ دیکھنے والوں کو محسوس ہوتا کہ وہ عدم اعتماد کا شکار ہو گیا ہے۔ بعض مقلدین نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ اسے فوری طور پر معزول کیا جائے ورنہ پوری کمیونٹی نقصان اٹھائے گی۔ یہ بھی لکھا ہے کہ اس کے مطلق العنان ہونے کے باعث اسے معزول تو نہ کیا جاسکا مگر اس کی وفات تک کا عرصہ خود اس نے بوکھلاہٹ اور تشویش جبکہ اس کے پیروکاروں نے اکتاہٹ اور بیزاری میں بسر کیا۔ اس کے گرد نام نہاد پیروکاروں کا مجمع رفتہ رفتہ اسے خیر باد کہنے لگا۔

پگٹ نے اس دعویٰ کو دہرانے کے بعد اپنی وفات یعنی 1927ء تک کا عرصہ بظاہر ایک بادشاہ کے طور پر بسر کیا، مگر درحقیقت یہ زمانہ شدید ذہنی، روحانی، جسمانی اور معاشرتی بحران کا زمانہ تھا۔ محققین اس کی اس حالت کو عبرتناک قرار دیتے ہیں۔ اس کی وفات کے بعد اسے اسی کے گرجا کے اندر دفن کر دیا گیا۔ Spaxton میں موجود یہ گرجا اب فروخت کیا جا چکا ہے اور رہائشی مکان کے طور پر ایک انگریز فیملی کے زیر استعمال ہے۔ Spaxton جا کر جب اس گرجا اور کالونی کی باقیات کو دیکھا تو اندازہ ہوا کہ اس شخص کا انجام کس قدر عبرتناک ہوا۔ ایک بھی شخص اس کا نام لیوا نہیں۔ ہم نے گرجہ میں کھڑے ہو کر اس کی رہائشی خاتون سے پوچھا کہ پگٹ کی قبر کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ تم بالکل اس کے اوپر کھڑے ہو۔ قالین اٹھا کر دیکھا تو فرش میں ایک چوکور دروازہ نما تھا۔ اس نے بتایا کہ یہ اس کی قبر ہے مگر اس کی نعش اب یہاں نہیں۔ کہاں گئی؟ یہ کسی کو معلوم نہیں۔ اس کی اپنی نواسیوں کو بھی نہیں۔ اس استفسار پر کہ اب اس میں کیا ہے؟ اس خاتون نے بتایا کہ اس میں خالی جگہ تھی جس میں ہم اب اپنا راشن وغیرہ سٹور کرتے ہیں۔ خاتون نے اس کی قبر کے مقام پر بنے ایک خالی چوکور خانہ کے بارہ میں بتایا کہ یہاں ایک نہایت قیمتی طلائی تختی نصب تھی جس پر پگٹ کا نام اور تاریخ پیدائش اور وفات کی تاریخیں درج تھیں۔ مگر پگٹ کے بڑے بیٹے کو شراب اور جوئے کی ایسی عادت تھی کہ اس کے لئے اس نے نہ صرف تمام کالونی گنوا دی بلکہ یہ طلائی تختی تک اونے پونے بیچ ڈالی۔ اس واقعہ کی تصدیق پگٹ کی نواسی Ms Ann Buckley نے بھی کی۔

یہ تھا اس شخص کا عبرتناک انجام جس نے خدا ہونے کا شوخ دعویٰ کیا۔ جسے زمانہ کے امام نے متنبہ کیا۔ جس کے بارہ میں خدا تعالیٰ نے خود زمانہ کے امام کو خبر عطا فرمائی۔ اور جس کا انجام اس رنگ میں ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تنبیہ اور الہام الٰہی کے الفاظ اپنی پوری شوکت کے ساتھ ظاہر ہوئے۔ اور اس قدر نمایاں طریق سے کہ کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔

اس کی وفات کیا ہوئی Agapemone نامی اس cult کا زوال اور زور پکڑ گیا۔ Ruth Preece نے پگٹ کی وفات کے بعد اس Cult کو انتظامی طور پر جیسا تیسا چلایا سو چلایا مگر 1957ء میں اس کی وفات کے بعد یہ Cult اپنے انجام کو پہنچ گئی۔ آج روئے زمین پر بلا مبالغہ ایک بھی شخص ایسا نہیں جو Agapemonite ہونے کا دعویٰ کرتا ہو۔ یہاں تک کہ اس کی اپنی اولاد اس کے خیالات کو خرافات قرار دیتی ہے۔ پگٹ خود، پگٹ کے عقائد، پگٹ کے دعوے، اس کے ماننے والے سب نیست و نابود ہو کر رہ گئے۔ یہ ہے وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَاب کا ایک زندہ نشان۔ جو بہت کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار۔

یہاں ہم ڈاکٹر جوشوا شویذو کے مقالہ کے حوالہ سے ایک اور بات کا ذکر کرتے ہیں۔ انہوں نے اس cult کے عبرتناک انجام کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ''Agapemone کی صورتحال کے بالکل برعکس، مرزا غلام احمد نے جس اسلامی فرقہ کی بنیاد رکھی وہ آج بھی پھل پھول رہا ہے''۔

پگٹ کی تنظیم کے نیست و نابود ہو جانے اور حضرت مسیح موعودؑ کی پاک جماعت کے زمین کے کناروں تک پھیلنے کی حقیقت کا اعتراف Abingdon Dictionary of Living Religions میں بھی کیا گیا ہے۔

*(Keith R. Crim, Abingdon Dictionary of Living Religions, 1981)*

پگٹ پر تحقیق کے دوران پگٹ کی نواسی Ms Ann Buckley سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بہت تعاون کرتے ہوئے پگٹ کی تمام ذاتی نوٹ بکس، تمام دستاویزات، تمام اشیاء تک رسائی دی اور اس میں سے جس بھی چیز کی ضرورت پڑتی رہی اس کی نقول اور ٹی وی پر دکھانے کے لئے اصل دستاویزات اور اصل اشیاء بھی دے دیں۔ جماعت احمدیہ سے تعارف حاصل ہوا تو مزید معلومات حاصل کرنے کا شوق ظاہر کیا۔ 26/مارچ 2011ء کو بیت الفتوح لندن میں منعقد ہونے والے Peace Symposium میں تشریف لائیں اور شامل ہوئیں۔ سمپوزیم کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ تمام مہمانوں کو شرف ملاقات بخشتے ہیں، ان کو بھی یہ شرف حاصل ہوا۔

اس کے بعد ان سے جب رابطہ ہوا تو کہنے لگیں کہ وہ ملاقات بہت مختصر تھی اور یہ کہ وہ تفصیل سے ملاقات کے لئے حاضر ہونا چاہتی ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ شفقت ملاقات کی درخواست منظور فرمائی اور یوں 22 اپریل 2011ء کو جان ہیو سمتھ پگٹ کی نواسی سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے جسمانی اور روحانی بیٹے، آپؑ کے خلیفہ اور جانشین، حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ تفصیل سے گفتگو فرمائی اور اسے پگٹ کے ساتھ ہونے والی خط و کتابت سے متعلق تفصیلات سے آگاہ فرمایا۔ کوئی آدھ گھنٹہ جاری رہنے والی اس ملاقات کے اختتام پر انہوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصویر کھنچوانے کی خواہش کا اظہار کیا جو حضور انور نے قبول فرمائی اور تصویر ہوئی۔

ملاقات کے بعد بار بار کہتیں: ''مجھے نہیں معلوم تھا کہ آج بھی ایسے روحانی لوگ موجود ہیں''۔ کبھی کہتیں کہ ''بہت ہی خوبصورت شخصیت سے ملاقات کر کے آئی ہوں''۔ وہاں سے انہیں مخزن تصاویر کی نمائش میں لے گیا۔ وہاں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کی تصویر دیکھ کر ایک مرتبہ پھر کہنے لگیں: It looks as if he can see the inside of people

یہ ایک بہت ایمان افروز نظارہ تھا۔ 109 سال پہلے حضرت مسیح موعودؑ نے پگٹ کو جو روشنی دکھانی چاہی وہ رائیگاں نہیں گئی۔ وہ رائیگاں نہیں جا سکتی تھی کہ وہ روشنی خدائے واحد و لاشریک کے مامور کے قلب سے پھوٹنے والا نور تھا۔ پگٹ اس روشنی سے محروم رہا، مگر اس کی اولاد میں سے ایک خاتون اس روشنی کو بہت قریب سے دیکھ کر اسے محسوس کر گئی۔

بعد میں Ms.Ann Buckley نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے نام خط تحریر کر کے شکریہ ادا کیا۔

یہ تھا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے حق میں ظاہر ہونے والا خدا تعالیٰ کے عظیم الشان نشانوں میں سے ایک نشان۔

مکرم آصف باسط صاحب۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ پگٹ کی نواسی Ms Ann Buckley

## تعمیر مساجد فنڈ

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے 1952ء میں تعمیر مساجد فنڈ کی ایک مد جاری فرمائی تھی جس میں جماعت کے ہر طبقہ کو حصہ لینے کی تحریک فرمائی تھی۔ اب چونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکناف عالم میں مساجد کی تعمیر کا سلسلہ تیز ہو گیا ہے اس مد کی طرف پہلے سے زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعمیر مساجد ممالک بیرون کی یاددہانی کے سلسلہ میں خطبہ جمعہ 11/نومبر 2005ء میں فرمایا:

''اس ضمن میں مجھے یاد آیا کہ ہمارے بچپن میں تحریک جدید میں ایک مد مساجد بیرون کی بھی ہوا کرتی تھی''۔

مذکورہ خطبہ جمعہ میں حضور ایدہ اللہ نے بچوں کو خصوصی طور پر مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

''ہر سال جب بچے پاس ہوتے تھے تو عموماً اس خوشی کے موقعہ پر بچوں کو بڑوں کی طرف سے کوئی رقم ملتی تھی وہ اس میں سے اس مد میں ضرور چندے دیتے تھے''۔

پھر فرمایا: ''اگر ہر سال ذیلی تنظیمیں اس طرف توجہ دیں، ان کو کہیں اور جماعتی نظام بھی کہے کہ اس موقع پر وہ اس مدّ میں اپنے پاس ہونے کی خوشی میں چندہ دیا کریں تو جہاں وہ اللہ تعالیٰ کا گھر بنانے کی خاطر مالی قربانی کی عادت ڈال رہے ہوں گے وہاں اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کا فضل سمیٹتے ہوئے اپنا مستقبل بھی سنوار رہے ہوں گے۔ والدین بھی اس بارے میں اپنے بچوں کی تربیت کریں''۔

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نور دیں بودے

# حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی اتباع سنت نبویؐ

(غلام مصباح بلوچ۔ استاذ جامعہ احمدیہ کینیڈا)

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ۔ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ۔ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ (سورۃ النور: 55)

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (سورۃ النور: 57)

قرآن کریم کی سورۃ نور میں درج آیت استخلاف کے سیاق و سباق کا جب مطالعہ کریں تو دونوں جگہ اطاعت رسول کی بہت بھاری تلقین ہمیں ملتی ہے بلکہ اس پورے رکوع میں اطاعت رسول کا مضمون چھ دفعہ بیان ہوا ہے۔

مذکورہ بالا دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری کو ہی فلاح اور نجات کا ذریعہ قرار دیا ہے چنانچہ پہلی آیت میں فرمایا: وَ اِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا یعنی اگر تم اس رسول کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے۔ اور دوسری آیت میں فرمایا: وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ یعنی رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ اور آیت استخلاف کو ان دونوں آیتوں کے درمیان لا کر یہ سمجھا دیا کہ خلافت کے قیام اور اس کے استحکام کا اطاعت کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد جس وجود کو خلافت کا تاج پہنایا وہ وجود بھی اطاعت رسولؐ میں سرشار تھا، یہ وجود تھے سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جو ابن ابی قحافہ کی کنیت رکھتے تھے اور کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں ہمیشہ یہی فرمایا کرتے تھے کہ ابن ابی قحافہ کی کیا مجال کہ وہ کام کرے جو خدا کے رسول ﷺ نے نہ کیا ہو یا ابن ابی قحافہ کی کیا حیثیت کہ وہ کام نہ کرے جس کے کرنے کا ارشاد رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ہو۔ اللہ اور اُس کے پیارے رسولؐ کی اطاعت کی اسی رسی کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے آپ نے اپنی خلافت میں اٹھنے والے بڑے بڑے فتنوں کا قلع قمع کیا۔

اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے وقت بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول ﷺ کی زبان مبارک سے ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ کے الفاظ میں بشارت دے رکھی تھی یعنی آخری زمانے میں ایک مرتبہ پھر اللہ تعالیٰ منہاج نبوت پر خلافت کو قائم فرمائے گا۔ چنانچہ اس آخری زمانے میں جہاں اللہ تعالیٰ نے سورۃ نساء کی آیت 70 میں درج اپنے وعدے وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ☆ کے مطابق آنحضور ﷺ کے ایک سچے عاشق اور محب کو آپ کی غلامی میں نبوت کے مرتبہ سے مشرف فرمایا وہیں مومنوں کے ساتھ کیے ہوئے اپنے ایک اور وعدے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (سورۃ نور: 56) کے مطابق اس کی وفات کے بعد اُس کی پیاری جماعت میں اپنی قدرت ثانیہ یعنی خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام فرمایا اور جس وجود کو "خلیفۃ المسیح الاول" کے درجے سے سرفراز فرمایا وہ وجود بھی عشق الٰہی، عشق رسولؐ اور عشق مسیح محمدیؑ میں فنا تھا اور یہ وجود تھے سیدنا حضرت مولانا حکیم مولوی نور الدین صاحب بھیروی رضی اللہ عنہ۔ اطاعت الٰہی، اطاعت رسولؐ اور اطاعت مسیح موعود علیہ السلام آپ کی سیرت کے درخشاں باب ہیں، یہ آپ کی کامل اطاعت، فرمانبرداری اور تابعداری تھی جسے پسند کرتے ہوئے خدائے بزرگ و برتر نے آپ کو مطیع سے مطاع بنا دیا۔

حضرت مولانا نورالدین صاحب بھیروی خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کو آنحضور ﷺ سے بے انتہا محبت تھی۔ اس عشق و محبت میں کبھی آپؓ ان الفاظ میں حضرت نبی کریم ﷺ کو مخاطب کرتے ہیں:

"قربانت شوم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔"

(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ 41,42)

اور کبھی ان الفاظ میں مخاطب کرتے ہیں:

"بِاَبِيْ اَنْتَ وَ اُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! رُوْحِيْ فِدَاكَ۔"

(بدر 19 اگست 1909ء بحوالہ حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ 135)

یہ عشق رسول کا ہی نتیجہ تھا کہ آنحضرت ﷺ کی سنت کی اتباع اور پیروی ہر لحظہ آپ کے پیش نظر رہتی، آپ خود فرماتے ہیں:

"مجھے رسومات اور بدعات سے نفرت ہے اور سنت سے محبت ہے۔"

(الحکم 14 جولائی 1912ء صفحہ 2 کالم 2)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ اس بات میں راسخ تھے کہ آنحضرت ﷺ کی ذات کے ہم پر ہزار ہا احسانات ہیں اور اُس عظیم محسن انسانیت کے احسانوں کا بدلہ آپ اس رنگ میں چکانا چاہتے تھے کہ حضورؐ کی سنت کو اپنی روزمرہ کی زندگی میں رواج دیا جائے۔ آپ جماعت کو وعظ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ایک طرف جناب الٰہی ہیں، ایک طرف محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ محمد رسول اللہ کی دعائیں اپنے حق میں سُنو، آپ کا چال و چلن سنو، پھر یہ کہ آپ نے ہمارے لئے کیا کیا، اپنے تئیں جان جوکھوں میں ڈالا۔ ایسے مخلص مہربان ﷺ کی فرماں برداری اپنے دوست کی فرماں برداری کے برابر بھی نہ کرو تو کس قدر افسوس کی بات ہے۔"

(حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ 507)

کسی بھی کام کے کرنے یا نہ کرنے کے متعلق آپ اگر سنت نبویؐ میں کوئی تعلیم پاتے تو اس کے مطابق ہی عمل کرتے۔ آپ کی اتباع سنت نبویؐ کا ہی یہ جوش تھا کہ آنحضرت ﷺ کے کلمات طیبات جاننے کے لیے عمر بھر علم حدیث سیکھنے اور سکھانے میں مصروف رہے اور اس شوق کی خاطر دور دراز کے سفر بھی اختیار کیے۔ علم حدیث سیکھنے کے لیے آپ پہلے بھوپال گئے پھر حرمین شریفین تشریف لے گئے اور نامی گرامی شیوخ الحدیث سے صحاح ستہ اور دیگر کتب احادیث کا علم حاصل کیا۔ آپ کو اس قدر کلمات طیبات رسول اللہ سیکھنے اور یاد کرنے کا شوق تھا کہ رؤیا میں بھی آپ کی راہنمائی ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ کی گئی اور آپ کو اس سے یہ تفہیم ہوئی کہ حدیث پر عمل کرنا ہی حدیثوں کو یاد کرنے کا حقیقی ذریعہ ہے۔

(مرقاۃ الیقین فی حیات نورالدین صفحہ 178)

آئیے آپؓ کی اتباع سنت نبویؐ کے نمونوں کی جھلک دیکھتے ہیں:

**اپنے بچے کی میت کا ماتھا چومنا:**

12 اگست 1905ء کو آپ کے بیٹے عبدالقیوم صاحب کی وفات ہوئی، بچے کی تدفین سے قبل آپ نے کفن سے منہ کھول کر بوسہ دیا اور آپ کی آنکھیں پُر آب ہوگئیں۔ تدفین کے بعد آپ نے فرمایا:

"مَیں نے بچے کا مونہہ اس واسطے نہیں کھولا تھا کہ مجھ کو کچھ گھبراہٹ تھی بلکہ اس واسطے کہ سنت پوری ہو۔ آنحضرت کا بیٹا ابراہیم جب فوت ہوا تھا تو آنحضرتؐ نے اس کا مونہہ چوما تھا اور آپؐ کے آنسو بہ نکلیں اور آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی مدح کی اور فرمایا کہ جدائی تو تھوڑی دیر کے لئے بھی پسند نہیں ہوتی پر ہم خدا کے فعلوں پر راضی ہیں۔ اسی سنت کو پورا کرنے کے واسطے مَیں نے بھی اس کا منہ کھولا اور چوما۔ یہ خدا کا فضل ہے اور خوشی کا مقام ہے کہ کسی سنت کے پورا کرنے کا موقعہ عطا ہو۔"

(بدر 10 اگست 1905ء صفحہ 3 کالم 3)

**عید سے واپسی کا راستہ:**

نماز عید کی ادائیگی کے بعد گھر واپس آنے کے متعلق کتب حدیث میں یہ روایت بیان ہوئی ہے:

"عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدٍ، خَالَفَ الطَّرِيْقَ۔"

(بخاری کتاب العیدین باب مَن خالف الطریق اذا رَجع یوم العید)

یعنی آنحضور ﷺ عید کے دن جب واپس گھر تشریف لاتے تو جس راستے سے مسجد میں جاتے اُس راستے کی بجائے دوسرا راستہ اختیار کر کے گھر واپس آتے۔ امام بخاریؒ نے اس حدیث کا باب بھی یہی باندھا ہے کہ جو عید سے واپسی پر راستہ بدل کر جائے۔

27 اکتوبر 1908ء کو قادیان میں عید کا دن تھا جس کا ذکر کرتے ہوئے ایڈیٹر اخبار الحکم حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کرتے ہیں:

"نماز سے فارغ ہو کر آپ مسنون طریق پر جس راستہ سے گئے تھے اس کو چھوڑ کر دوسرے راستہ سے تشریف لائے...."

(الحکم 30 اکتوبر 1908ء صفحہ 4 کالم 2)

**مکہ مکرمہ میں داخلے کا حال:**

جب آنحضور ﷺ فتح مکہ کے موقع پر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو اس کا ذکر روایات میں یوں آیا ہے:

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ: اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَخْبَرَتْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءٍ الَّتِيْ بِاَعْلَى مَكَّةَ۔ (بخاری کتاب المغازی باب دُخول النبی ﷺ مِن اعلیٰ مکۃ)

یعنی آنحضرت ﷺ فتح مکہ کے موقع پر مکہ کی بالائی بستی "کداء" سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔

جب حضرت مولانا نور الدین صاحب بھیرویؓ دوسری مرتبہ مکہ معظمہ تشریف لے گئے تو اس وقت مکہ کے قریب پہنچنے پر ایک حیرت انگیز اور محبت میں ڈوبا ہوا واقعہ پیش آیا جو اوپر ذکر کردہ سنت کو پورا کرنے کا والہانہ عملی نمونہ تھا۔ یہ عملی نمونہ آپ کے اپنے الفاظ میں درج ہے:

"جب مکہ معظمہ کے قریب پہنچے تو مَیں نے ایک حدیث میں پڑھا تھا کہ حضرت نبی کریم کداء کی طرف سے مکہ میں داخل ہوئے تھے لیکن آدمیوں کی بار برداریاں اور سواریاں اس راستہ نہیں جاتی تھیں، اس واسطے میں ذی طوی سے ذرا آگے بڑھ کر اونٹ سے کود پڑا اور کداء کے راستہ سے مکہ میں داخل ہوا۔ مجھے افسوس ہوا کہ اس رستہ سے بہت ہی تھوڑے لوگ گئے حالانکہ کوئی حرج نہ تھا، صرف ہمت، قوت اور معلومات کافی تھی۔"

(مرقاۃ الیقین فی حیات نورالدین صفحہ 131)

**دعوت میں بن بلائے مہمان کے بارہ میں اعلان:**

حدیث میں آیا ہے:

جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ .... فَاِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اَدْعُوَ النَّبِيَّ ﷺ خَامِسَ خَمْسَةٍ ... فَدَعَاهُمْ، فَجَاءَ مَعَهُمْ رَجُلٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "اِنَّ هٰذَا قَدْ تَبِعَنَا، فَاِنْ شِئْتَ اَنْ تَاْذَنَ لَهٗ فَاْذَنْ لَهٗ، وَ اِنْ شِئْتَ اَنْ يَرْجِعَ رَجَعَ۔" فَقَالَ: لَا، بَلْ قَدْ اَذِنْتُ لَهٗ۔

(بخاری کتاب البیوع باب ما قیل فی اللحام و الجزّار)

یعنی ایک مرتبہ حضرت ابو شعیب نامی ایک انصاری صحابی نے آنحضور ﷺ سمیت پانچ افراد کو ایک دعوت پر مدعو کیا۔ جب حضور ﷺ اپنے مدعو ساتھیوں کے ساتھ تشریف لا رہے تھے تو راستہ میں ایک شخص آپؐ کے ساتھ ہولیا۔ آپؐ نے وہاں پہنچ کر دعوت کرنے والے صحابی سے فرمایا کہ یہ شخص مدعو نہیں ہمارے ساتھ آ گیا ہے اگر تم چاہو تو اسے اجازت دے دو اور اگر تم چاہو کہ یہ لوٹ جائے تو یہ لوٹ جائے گا۔ اس پر دعوت کرنے والے نے کہا کہ نہیں بلکہ میں اس کو بھی اجازت دیتا ہوں۔

جون 1912ء میں لاہور کے ایک احمدی دوست جناب شیخ رحمت اللہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ اور چند دیگر مخصوص احباب کو لاہور مدعو کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ 15 جون 1912ء کو لاہور روانہ ہوئے، روانگی سے قبل حضورؓ نے اپنے ساتھ مدعو احباب کے علاوہ دیگر افراد جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

"کوئی شخص لاہور میرے ساتھ نہ جاوے و اِلّا میں وہاں پہنچ کر اپنے سید و مولیٰ آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر وہاں اس کا اعلان کروں گا کہ یہ لوگ میرے ساتھ نہیں آئے۔"

(الحکم 21/28 جون 1912ء صفحہ 10 کالم 3)

**سامعین سے سوال پوچھنا:**

مردوں کے علاوہ عورتوں کی تعلیم و تربیت کے لیے بھی آپ خواتین میں درس دیا کرتے تھے، ایک مرتبہ آپ نے درس کے دوران فرمایا:

باقی صفحہ نمبر 31 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ : ماہِ رمضان - عبادتوں کا مجموعہ
از صفحہ نمبر 9

بات پر زور دیا گیا ہے کہ قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کی جائے۔

ہمارے بزرگ محدثین یعنی علم حدیث کے جو علماء تھے وہ تو رمضان کے مہینے میں اپنی حدیث کی کتب کے مسودات اور پوتھیاں وغیرہ کو بند کر دیتے تھے اور صرف قرآن کریم کو ہاتھ میں پکڑ لیتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد یہ ہے کہ رمضان میں قرآنِ کریم کی کثرت سے تلاوت کی جائے۔ دوسرے بزرگ صحابہؓ بھی بڑی کثرت سے تلاوت کرتے تھے۔ بعض تو تین دن کے اندر سارے قرآن کریم کو ختم کر لیتے تھے لیکن میں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگوں کو تین دن میں ختم کرنے کا ویسے ہی شوق ہوتا ہے کہ ہم نے قرآن کریم کو تین دن میں ختم کرلیا۔ دراصل اس طرح جلدی جلدی سمجھے بغیر تین دن میں قرآن کریم کو ختم کرنا ثواب نہیں ہے البتہ قرآن کریم پر جو شخص عبور رکھتا ہے وہ اگر قرآن کریم کو جلدی پڑھتا جائے تب بھی چونکہ اس نے قرآن کریم کو کثرت سے پڑھا ہوا ہوتا ہے اس لئے سارے معانی اس کو یاد آنے شروع ہو جاتے ہیں اور نئے معانی پر اس کا ذہن اللہ تعالیٰ کے فضل سے عبور حاصل کرتا چلا جاتا ہے یہ تو ٹھیک ہے کہ اس طرح تین دن کے اندر قرآن کریم کو پڑھ لیا لیکن جس شخص کو معمولی ترجمہ آتا ہے اگر وہ ریل گاڑی کی طرح تین دن میں قرآن کریم کو ختم کرنا چاہے تو یہ اس کے لئے ثواب کا کام نہیں ہے۔ قرآن کریم کوئی ٹونہ یا تعویذ یا جادو نہیں ہے۔ قرآن کریم تو حکمت اور انوار سے پُر اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی کتاب ہے جس کے علوم سے حصہ لینا چاہئے نہ یہ کہ محض جلدی جلدی تلاوت کر لی جائے جو دوسروں کو کیا خود اپنے آپ کو بھی سمجھ نہ آئے۔ پس اگر انسان پورے غور سے اور پوری طرح سمجھتے ہوئے قرآن کریم پڑھ سکتا ہے تو پھر جتنی تیزی سے وہ چاہے پڑھے اس میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر کوئی شخص صرف ایک سیپارہ غور سے پڑھ سکتا ہے تو اس کو ڈیڑھ سیپارہ نہیں پڑھنا چاہئے اور میں سمجھتا ہوں اگر کوئی ایسا شخص ہو اور ضرور ایسے ہوں گے جن کو شروع سے پڑھنے کی توفیق نہیں مل سکی۔ ہم نے کئی ایک کو تعلیم بالغاں کے ذریعہ قرآن کریم پڑھوایا ہے جس طرح مثلاً اب بھی ہم تاکید کر رہے ہیں کہ قرآن کریم کو اس کے ترجمہ کے ساتھ لوگوں کو پڑھایا جائے۔ اگر کوئی آدمی صرف ایک ربع یعنی سیپارے کا چوتھا حصہ غور سے پڑھ سکتا ہے تو اس کو آدھا سیپارہ نہیں پڑھنا چاہئے کیونکہ ہم نے ایسا نہیں کرنا کہ ایک چکر بنایا اور اس کو چکر دے کر کہہ دیا کہ ایک کروڑ دفعہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی حمد یا اس کی تسبیح بیان کردی ہے۔

قرآن کریم کو پورے غور سے پڑھنا اور اس نیت کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے سمجھنے کی توفیق دے اور پھر اللہ تعالیٰ اس بات کی بھی توفیق دے کہ ہم اس پر عمل کرنے والے ہوں تب تلاوت قرآن کریم کا فائدہ ہے اور تب اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت کے جلوے انسان دیکھتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کے رحیم ہونے کی صفت کے ساتھ ماہِ رمضان کا بڑا گہرا تعلق ہے۔ اس سلسلہ میں بہت سی باتیں مجھے چھوڑنی پڑیں گی۔ چند باتیں جو میں اس وقت بیان کرنا چاہتا ہوں ان میں تلاوتِ قرآن کریم کی کثرت بھی ہے۔ تلاوتِ قرآن کریم کا خدا تعالیٰ کی صفت رحیمیت کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رحم کا ایک پہلو اس کی صفت رحیمیت کی وجہ سے جوش میں آتا ہے اور قرآن کریم کے فیوض سے وہی شخص مستفید ہو سکتا ہے جس کے لئے خدا تعالیٰ کی صفت رحیمیت جوش میں آتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے متعلق فرمایا ہے۔

”کسی فرد انسانی کا کلامِ الٰہی کے فیض سے فی الحقیقت مستفیض ہو جانا اور اس کی برکات اور انوار سے متمتع ہو کر منزل مقصود تک پہنچنا اور اپنی سعی وکوشش کے ثمرہ کو حاصل کرنا یہ صفت رحیمیت کی تائید سے وقوع میں آتا ہے“۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم۔ روحانی خزائن جلد ا صفحہ 420)

پس قرآن کریم پر غور کرنا اور یہ عہد اور یہ نیت کرنا کہ ہم اس کے احکام پر عمل کریں گے اور پھر عملاً سعی اور کوشش کرنا یہ ساری چیزیں اس وقت ثمر آور ہوتی ہیں جب انسان اللہ تعالیٰ ہی کے فضل سے اس کی صفت رحیمیت کو جوش میں لاتا ہے اور صفت رحیمیت کی برکت سے کلامِ الٰہی سیکھتا ہے۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو بھی فرمایا ہے وہ قرآن کریم کی کسی نہ کسی آیت کی تفسیر ہی ہے اس لئے آپ کی اس عبارت کی رو سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ میرے کلام کو، اس کلام عظیم یعنی اس قرآن کریم کو جو نور محض کے چشمہ سے ہمارے لئے نور محض بن کر نکلا ہے اس سے تم حقیقی فائدہ صرف اسی صورت میں اُٹھا سکتے ہو اور اس کی برکات اور اس کے انوار تمہیں صرف اسی صورت میں حاصل ہو سکتے ہیں کہ تم اس کو غور سے پڑھو۔ قرآن کریم کے یہ برکات اور یہ انوار جن سے ہم نے متمتع ہونا ہے یہ فی ذاتہا ہمارا مقصود نہیں بلکہ یہ ذریعہ ہیں ایک اور مقصد کے حاصل کرنے کا یہ مقصد قربِ الٰہی کا حصول ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم قرآن کریم کے فیوض اور برکات اور اس کے انوار سے متمتع ہونے کے بعد قرب الٰہی کو صرف اس صورت میں حاصل کر سکتے ہو کہ خدائے رحیم کی رحمت جوش میں آنے اور خدا تعالیٰ کی رحمت کو جوش میں لانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ۔

”جس قدر کسی کے دل میں خلوص اور صدق پیدا ہوتا ہے جس قدر کوئی جدوجہد سے متابعت اختیار کرتا ہے اسی قدر کلامِ الٰہی کی تاثیر اس کے دل پر ہوتی ہے اور اسی قدر وہ اس کے انوار سے متمتع ہوتا ہے“۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم۔ روحانی خزائن جلد1 صفحہ 420، 421)

پس اس کے لئے کوشش اور مجاہدہ کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ کوشش اور مجاہدہ پانچ جہتوں سے محفوظ کر کے ماہِ رمضان میں رکھا ہے یعنی ایک یہ کہ روزہ رکھنا ہے جس کے معنی ہیں کہ نفسانی شہوات سے پوری مستعدی اور پوری بیداری اور جوش کے ساتھ محفوظ رہنے کی کوشش کرنا اور جو اعمالِ صالحہ ہیں جن کو قرآن کریم نے بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے اور جن کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا فضل جوش مارتا ہے اور انسان کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے یہ اعمالِ صالحہ بجا لانا اللہ تعالیٰ کے حق کو ادا کرنا تلاوتِ قرآن کریم اور قیام اللیل کے ساتھ۔ میں تلاوت قرآن کریم اس لئے کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریق تھا کہ اگر کسی جگہ کوئی ایسی بات آتی یا کوئی ایسا مضمون بیان ہوتا جس سے خدا تعالیٰ کی بزرگی اور اس کی بڑائی اور اس کی رفعت ثابت ہوتی تو آپ اللہ تعالیٰ کی حمد میں لگ جاتے اور جس وقت وہ جگہ سامنے آتی جہاں خدا تعالیٰ کے غضب اور اس کے قہر کا بیان ہوتا تو آپ استغفار میں لگ جاتے دراصل قرآن کریم کی تلاوت کا یہی طریق ہونا چاہئے۔

پس رمضان میں ان ساری چیزوں کو اکٹھا کیا گیا ہے اور عبادات کا یہ مجموعہ عظیم مجاہدہ اور عظیم کوشش ہے اور یہ ایک ایسی کوشش ہے جس نے اس کے دن اور رات کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ ایسی کوشش ہے جس میں نفس کے حقوق کی ادائیگی کا بھی خیال رکھا گیا ہے اور دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔ تزکیہ نفس اور طہارتِ قلب کی طرف بہت توجہ کی گئی ہے اور ہر شخص کو سکھ پہنچانے اور ہر شخص کو دکھوں سے محفوظ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے اور یہ مختلف کوششیں جن کا تعلق دن سے بھی ہے اور رات سے بھی ہے۔ جن کا تعلق ایثار اور قربانی سے بھی ہے یعنی شہوت سے بچنا اور کھانے پینے کو چھوڑنا اور جن کا تعلق مستعدی اور عزم وہمت کے ساتھ غیروں سے حسن سلوک سے پیش آنے سے بھی ہے پھر ان کا تعلق حقوق اللہ سے بھی ہے۔ یعنی قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کرنا اور اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کی ثناء اور اس کی تسبیح کو کثرت سے بیان کرنا۔ اسی طرح ان کا مجموعی طور پر حقوق العباد سے بھی تعلق ہے۔ پس قریباً تمام عبادات کے متعلق اصولی طور پر ہمیں اشارہ کر دیا گیا ہے۔ پس رمضان میں انسان خدا کی راہ میں گویا اپنی جدوجہد کو اس کے کمال تک پہنچا دیتا ہے اور جس وقت انسان اپنی کوشش کو اس کے کمال تک پہنچاتا ہے اس وقت اگر اللہ تعالیٰ کا فضل جو دراصل اس کی رحیمیت کا فضل ہے جوش میں آئے تو اللہ تعالیٰ اس کو جزا دیتا ہے اور جس وقت اللہ تعالیٰ اپنی صفت رحیمیت کے ماتحت کسی سے سلوک کرنا چاہتا ہے تو صرف اس کی کوشش ہی کی اسے جزا نہیں دیتا بلکہ ایک تو اس کا فضل ہمیں اس طرح نظر آتا ہے کہ انسان بہرحال کمزور ہے وہ کوشش تو کرتا ہے لیکن اس کی کوشش میں بہت سے نقائص رہ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی صفت رحیمیت کے نتیجہ میں ان نقائص کو دور کرتا اور انسان کے اعمال کو ضائع ہونے سے بچا لیتا ہے۔ دوسرے یہ کہ انسان کوشش کرتا ہے لیکن اس کی کوشش اپنے کمال کو نہیں پہنچ سکتی۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحیمیت سے اس کو سہارا دیتا ہے اور اس کی کوشش کو کمال تک پہنچا دیتا ہے...... غرض نجات کے لئے اللہ تعالیٰ کا فضل ضروری ہے اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر نجات ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ انسان کا کوئی عمل ایسا نہیں جو ناقص نہ ہو اور کوئی عمل ایسا نہیں جو اُدھورا نہ ہو۔ انسان کا عمل سَو فیصدی مکمل نہیں ہو سکتا۔ اس نقص کو دور کرنے والا، اس کمی کو پورا کرنے والا، اس اُدھورے پن کو مکمل کرنے والا دراصل اللہ تعالیٰ ہی کا فضل ہوتا ہے اس لئے جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل شاملِ حال نہ ہو انسان کو نجات نہیں مل سکتی اور اللہ تعالیٰ نے رمضان کے مہینے میں مختلف قسم کی کوششوں اور مجاہدات کو اکٹھا کر دیا ہے۔ جسم کا مجاہدہ ہے، زبان کا مجاہدہ ہے، اعمال کا مجاہدہ ہے، خدا تعالیٰ کی یاد میں اوقات بسر کرنے کا مجاہدہ ہے قرآن کریم پر کثرت سے غور اور فکر اور تدبر کرنے کا مجاہدہ ہے اور بھی بہت سے مجاہدات اکٹھے کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دعا کیا کرو۔ دعائیں کرنا بھی ایک مجاہدہ ہے۔ میں نے ابھی نوافل کے متعلق جو کہا تھا وہ بھی دعائیں کرنے کے لئے ہوتے ہیں یعنی سب کوششوں کے بعد خدا تعالیٰ سے یہ دعا کرنا کہ اے خدا! ہم نے اپنی طرف سے اپنی سی کوشش کر لی لیکن ہم جانتے ہیں کہ ہماری کوشش ناقص ہے اور ہم نے پورا زور لگایا لیکن ہم مانتے ہیں کہ ہم پورا زور لگائیں تب بھی وہ بات نہیں بنتی اور ہم منزلِ مقصود تک پہنچ نہیں سکتے اس لئے ہم تیرے حضور عاجزانہ طور پر جھکتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد کے طالب ہوتے ہیں۔ اے رحیم خدا! ہم پر رحم فرما اور ہماری کوششوں اور سعی اور خلوص نیت میں اگر کوئی نقص ہے تو اس کو دور کر دے۔ اگر کوئی کمی ہے تو اس کو پورا کر دے ہماری کوششیں اُدھوری ہیں۔ ہم انسان ہیں ہماری کوششوں کے کمال تک پہنچنے کیلئے جس چیز کی ضرورت ہے وہ اپنے رحم سے مہیا فرما۔ اے ہمارے ربّ رحیم! ہماری کوششوں کا وہ نتیجہ نکال جو ہمارے لئے جنت اور قرب اور رضا کے حصول کا باعث بنے اور ہم تیرے محبوب بن جائیں جس طرح کہ ہم سمجھتے ہیں کہ اس وقت ہم تیرے عاشق اور عاجز بندے ہیں اور جیسا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم تجھ ہی میں فنا ہو جانے کی ہمیشہ کوشش کرتے ہیں۔

پس رمضان کا بابرکت مہینہ آ رہا ہے اس ماہ میں ہم نے خدا اور اس کے رسول کے حکم سے بہت سی کوششیں کرنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو بھی اور مجھے بھی ان کوششوں کو صحیح طور پر اپنی اپنی استعداد کے مطابق کمال تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اے خدا اے رحیم خدا! ہم جانتے ہیں کہ اگر تیرا رحم ہمارے نقص کو دور نہ کرے، اگر تیری رحیمیت ہماری کوشش کو آخری مقصود تک پہنچانے میں اس کا سہارا نہ بنے تو ساری کوششوں کے باوجود ہم اپنی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتے۔ پس ہمارے لئے اپنی رحمت کو جوش میں لا اور ہمیں وہ تمام نعمتیں اور انوار اور برکات وافر طور پر عطا فرما جن کا تعلق تیرے اس پاک ماہ رمضان سے ہے۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْن۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 24/ اکتوبر 1970ء صفحہ 2 تا 6۔ خطبات ناصر جلد دوم صفحہ 961 تا 971)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

# خطبہ جمعہ

**بیلجیئم، جرمنی اور ہالینڈ کے حالیہ دورہ کے دوران اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نئے نئے پہلو نظر آئے۔ جماعت کے تعارف کے نئے راستے کھلے۔ اصل میں تو اللہ تعالیٰ ہی راستے کھول رہا ہے۔ دنیا میں ہر جگہ ایک ہوا چلی ہوئی ہے۔ جماعت کی حقیقی شکر گزاری یہی ہے کہ جو راستے اللہ تعالیٰ کھول رہا ہے اس سے بھرپور فائدے اٹھائیں اور نئے آنے والوں کو سنبھالیں اور اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیں۔**

جو بیعتیں ہو رہی ہیں، جو نئے آنے والے ہیں ان میں تبلیغ کا بھی بڑا شوق ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں عجیب تسکین کے سامان پیدا فرما رہا ہے اور احمدیت کی سچائی ان پر واضح کر رہا ہے۔ دنیا کے مختلف ممالک میں اللہ تعالیٰ کے احمدیت کی سچائی کو دلوں میں ڈالنے کے بیشمار نہایت ایمان افروز واقعات میں سے چند ایک کا روح پرور تذکرہ۔

(مکرم ڈاکٹر سید فاروق احمد صاحب آف برمنگھم، مکرمہ صدیقہ قدسیہ صاحبہ اہلیہ رانا حفاظت احمد صاحب (آف سیالکوٹ) اور مکرم شاہد مرید تالپور صاحب ابن مکرم نور احمد صاحب تالپور (آسٹریلیا) کی وفات پر مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 8؍جولائی 2011ء بمطابق 8؍وفا 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

گزشتہ دنوں جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں مَیں جلسہ جرمنی میں شمولیت کے لئے گیا ہوا تھا۔ اس کے بارہ میں تو گزشتہ خطبہ میں، جو برلن میں دیا تھا، بیان کر چکا ہوں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جلسے میں دیکھا، محسوس کیا اور اس کے علاوہ بھی جرمنی کی جماعت نے جو پروگرام بنائے ہوئے تھے اُن میں بھی وہ فضل نظر آئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نئے نئے پہلو نظر آئے۔ جماعت کے تعارف کے نئے راستے کھلے۔ اب جرمنی جماعت کو چاہئے کہ ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کی کوشش کریں۔ جرمنی کے علاوہ سفر میں جاتے اور آتے وقت یورپ کے دو اور ممالک میں بھی مختصر قیام تھا۔ جاتے ہوئے بیلجیئم اور واپسی پر ہالینڈ میں۔ گو یہاں مختصر قیام تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نظارے یہاں بھی نظر آ رہے ہیں۔ بیلجیئم میں ایک رات قیام تھا، شام کو وہاں پہنچے تو شام کو ہی بعض نومبائعین اور جماعت کے قریب آئے ہوئے دوستوں کے ساتھ ملاقات تھی۔ ایک مجلس تھی جس میں ساٹھ ستّر کے قریب احباب وخواتین شامل تھے۔ اُنہیں بھی کچھ کہنے کا موقع ملا۔ اس مجلس کے دوران ہی بعض جو قریب آئے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ نے اُن کے دل کھولے اور اُنہیں شرح صدر عطا فرمایا اور اُن کو اللہ تعالیٰ نے بیعت کی توفیق عطا فرمائی۔ مَیں اس مجلس میں اُن کو بتا رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو آخرین میں مبعوث ہوئے تو اُس کام کو آگے بڑھانے کے لئے مبعوث ہوئے جو آپ کے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ایک بہت بڑا انقلاب پیدا فرمایا اس میں جاہلوں کو جو بعض دفعہ درندگی کی حد تک گِر جاتے تھے حقیقی انسانی قدروں کی پہچان کروائی۔ اُنہیں انسان اور پھر تعلیم یافتہ انسان بنا کے خدا تعالیٰ کے قریب کر دیا اور یوں وہ باخدا انسان بن گئے اور اپنے مقصدِ پیدائش کو نہ صرف پہچاننے لگ گئے بلکہ اُس کے حصول کے لئے حقیقی کوششیں شروع کر دیں اور معیار حاصل کیا۔ اُن کا اللہ تعالیٰ سے ایسا پختہ تعلق قائم ہوا کہ اُنہیں دنیا کی ہر چیز ہیچ نظر آنے لگی۔ اس دنیا کی کسی چیز کی کوئی حقیقت نہ رہی۔ اُن کی دنیا بھی دین بن گئی اور یہی چیز ہے جو قرآنی پیشگوئی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں پیدا کرنے آئے ہیں۔ تو اُس وقت ایک شخص جس کے بارہ میں پہلے مَیں اُس کی باتیں سن کر سمجھا تھا کہ احمدی ہے لیکن بعد میں پتہ چلا کہ اُس نے اُس وقت تک بیعت نہیں کی تھی لیکن جماعت کے بہت قریب تھا میری بات ختم ہونے کے بعد اجازت لے کر کھڑا ہوا (یہ دوست غالباً مراکو کے تھے) اور بڑے جذباتی انداز میں کہنے لگا کہ آج آپ کی یہ باتیں سُن کر کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں کا یہ کام بھی ہے کہ انسانوں کو باخدا انسان بنائیں۔ مَیں عہد کرتا ہوں کہ اپنی بھی اصلاح کروں گا اور انشاء اللہ تعالیٰ مسیح موعود کا مددگار بن کر اسلام کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں پھیلا کر دنیا کو خدا تعالیٰ کے قریب لانے والا بھی بنوں گا۔ وہ کہنے لگا کہ آج میں احمدیت میں شامل ہونے کا اعلان بھی کرتا ہوں۔ اگر پہلے کوئی شکوک وشبہات تھے بھی تو آپ کی باتیں سُن کر یہ ختم ہو گئے ہیں۔ کہنے لگا کہ بس میری بیعت لیں اور مجھے مسیح موعود کے سلطانِ نصیر میں شامل کریں۔ چنانچہ انہوں نے بیعت کی اور اُن کے ساتھ سات آٹھ اور بھی بیعت میں شامل ہوئے جس کی تفصیلی رپورٹ تو وکیل التبشیر، ماجد صاحب لکھ رہے ہیں۔ الفضل میں شائع ہو رہی ہے۔ بہرحال ان سب بیعت کرنے والوں کی بڑی جذباتی کیفیت تھی اور ایک عزم تھا کہ اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے کے لئے جس کی بھی ضرورت ہے وہ ہم کریں گے اور جو ہم نے حاصل کیا ہے اُسے آگے بھی پہنچائیں گے۔ وہاں جو بیعتیں ہو رہی ہیں، جو نئے آنے والے ہیں اُن میں تبلیغ کا بھی بڑا شوق ہے اور سب سے پہلے اپنے خاندان اور عزیزوں سے تبلیغ شروع کرتے ہیں اور آہستہ آہستہ اُنہیں حقیقی اسلام کی آغوش میں لا رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُن میں اس کے لئے ایک جذبہ اور جوش پیدا ہوا ہوا ہے۔ یہاں یہ بھی ذکر کر دوں کہ گزشتہ جمعہ سے تین دن کے لئے بیلجیئم کا بھی جلسہ سالانہ ہوا تھا جس کا مَیں گزشتہ جمعہ میں ذکر نہیں کر سکا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ بلجیم بھی اب بیعتوں اور رابطوں اور احمدیت کا پیغام پہنچانے میں بڑی تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے۔ اصل میں تو اللہ تعالیٰ ہی راستے کھول رہا ہے۔ دنیا میں ہر جگہ ایک ہوا چلی ہوئی ہے۔ جماعت جو ہے اُس کی حقیقی شکر گزاری یہی ہے کہ جو راستے اللہ تعالیٰ کھول رہا ہے اُس سے بھرپور فائدے اُٹھائیں اور نئے آنے والوں کو سنبھالیں اور اپنی اصلاح کی طرف بھی توجہ دیں۔

اسی طرح جیسا کہ مَیں نے کہا واپسی پر ہالینڈ میں بھی قیام تھا۔ ہالینڈ کا جلسہ بھی آج سے شروع ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ اُن کے جلسہ میں شامل ہونے والوں کو بھی جلسہ کی برکات سے مستفیض فرمائے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا وارث بنائے۔ ہر لحاظ سے یہ جلسہ بابرکت ہو اور پھر یہ لوگ بھی پہلے سے بڑھ کر تبلیغی اور تربیتی میدان میں بہت زیادہ ترقی کرنے والے بنیں۔ وہاں اسلام کے خلاف کیونکہ اکثر کہیں نہ کہیں سے آواز اُٹھتی رہتی ہے اس لئے اُنہیں بہت زیادہ محنت اور دعا کی ضرورت ہے اور کوشش بھی کرنی چاہئے۔ تمام ذیلی تنظیموں کو بھی اور جماعت کو بھی مربوط پروگرام بنا کر اسلام کی خوبصورت تعلیم مُلک کے ہر شخص تک پہنچانے کے بارے میں سوچنا چاہئے۔

بہرحال سفر کا بتا رہا تھا تو وہاں مختصر قیام کے دوران بعض عربی بولنے والے نومبائعین اور جماعت کے قریب آئے ہوؤں سے بھی ملاقات ہوئی۔ ایک دوست جو جماعت کے قریب تھے اُنہوں نے بیعت بھی کی۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ نے ایک ہوا چلائی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اِن کے دلوں میں عجیب تسکین کے سامان پیدا فرما رہا ہے اور احمدیت کی سچائی اُن پر واضح کر رہا ہے۔ ہمارا بھی فرض ہے کہ اِن فضلوں سے حصہ لینے کے لئے اپنی طرف سے بھی مکمل کوشش کریں کہ یہ لوگ جتنی جلد ہو سکے زیادہ سے زیادہ حقیقی اسلام کے قریب آئیں۔ یہ نئے لوگ جو آ رہے ہیں اُن کی جذباتی کیفیت الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔ بہرحال اِن دو ملکوں کا میں نے مختصر ذکر کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر طرف ایسی ہوا چلی ہوئی ہے اور اُس کے فضل کے دروازے اس طرح کھل رہے ہیں کہ مختصر قیام میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نظارے نظر آتے ہیں۔ اور پھر نئے شامل ہونے والے ایک نئے جذبے اور جوش سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو آگے پہنچانے کا اعلان کرتے ہیں۔ اور یہ انقلاب لمحوں میں ان میں پیدا ہوتا نظر آ رہا ہے۔ آتے ہیں، ملتے ہیں، بات کرتے ہیں اور بیٹھے بیٹھے ایک عجیب کیفیت اُن پر طاری ہو جاتی ہے اور

ایک نئے جذبے اور جوش سے وہاں سے اُٹھ کے جاتے ہیں۔ پس یہ خاص فضل اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تائید ونصرت کا ایک نظارہ ہے اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے اس الہام کے نئے نئے پہلو واضح ہوتے ہیں کہ یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ۔ یعنی میں تیری مدد ایسے لوگوں کے ذریعے کروں گا جن کو ہم آسمان سے وحی کریں گے۔ اور حقیقت یہی ہے کہ ان میں سے اکثریت وہ ہے جن میں خدا تعالیٰ نے حق کی تلاش کا جوش پیدا کیا۔ پھر اُن کا جماعت سے کسی ذریعہ سے رابطہ ہوا اور احمدیت اور حقیقی اسلام کی خوبصورت تعلیم نے اُن کے دلوں میں گھر کر لیا۔ اب مولوی چاہے جتنا بھی زور لگالیں جن دلوں کو اللہ تعالیٰ پاک کر کے مائل کر رہا ہے وہ اُن کے دنیاوی لالچوں اور خوفوں سے ڈر کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی صداقت اور ایمان میں مضبوطی کو چھوڑنے والے اور کمزوری دکھانے والے نہیں ہو سکتے۔

گزشتہ دنوں میں کیمرون کی ایک رپورٹ میں دیکھ رہا تھا جو نائیجیریا کے سپرد ہے وہاں ہمارے مبلغ انچارج کہتے ہیں کہ کیمرون کے انگریزی بولنے والے علاقوں کے بعد اب فرنچ بولنے والے علاقوں میں بھی بڑی تیزی سے جماعت ترقی کر رہی ہے، جس کی وجہ سے جماعت احمدیہ کے جو مخالف مقامی مولوی ہیں اور بعض دفعہ وہاں تبلیغی جماعت کے یا دوسرے پاکستانی مولوی بھی پہنچ جاتے ہیں، اُن کی حسد کی آگ بڑھ رہی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ پاکستانی تبلیغی جماعت کا ایک گروپ بعض لوکل مُلّاؤں کے ساتھ مل کے 29رمئی کو (یہ جو گزشتہ 29رمئی گزری ہے) ہماری جماعت مامفے (Mamfe) کی مسجد بیت الھدیٰ میں آئے اور اُن لوگوں نے جماعت کے خلاف زبان درازی کی اور احباب جماعت کو جو چند وہاں بیٹھے ہوئے تھے ورغلانے کی کوشش بھی کی۔ اس پر احباب نے اُنہیں کہا کہ اگر یہاں، نماز پڑھنے آئے ہو تو پڑھو ورنہ یہاں سے چلے جاؤ ہم تمہاری بکواس نہیں سن سکتے۔ جس پر یہ لوگ وہاں سے چلے گئے لیکن یہاں سے ساٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر ناگوٹی (Naguti) جگہ ہے، اُس میں ہماری ایک دوسری مسجد ہے ''مسجد بیت السلام'' جس کا اس سال افتتاح ہوا ہے وہاں پہنچے اور اُس وقت وہاں کی جو قریبی جماعت تھی اس میں بڑے وسیع پیمانے پر یوم خلافت کا ایک جلسہ ہو رہا تھا اور لوگ اُس میں شامل ہونے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ چند ایک لوگ ہی وہاں بیٹھے تھے یہ (مولوی) اُن کے پاس گئے اور اُن کو ڈرایا دھمکایا لیکن اُنہوں نے نہ تو اُن کی باتیں سنیں اور نہ ہی اُن سے یہ کہا کہ ہاں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ لیکن بہرحال کیونکہ مقامی مولوی بھی ساتھ تھے اور کچھ بڑے لوگ بھی تھے اس کی وجہ سے وہ کچھ کر نہیں سکے اور ان مولویوں نے ہماری مسجد جس کا میں نے ذکر کیا کہ افتتاح ہوا ہے، وہاں سے قرآن کریم اور لٹریچر اُٹھایا اور مسجد کے باہر جو بورڈ لگا ہوا تھا اُس کو بھی توڑ کے اپنے ساتھ لے گئے۔ بہرحال جب ہماری جماعت کے لوگ واپس آئے تو پھر حکام سے رابطہ کیا۔ گو ان لوگوں نے ہمارے خلاف وہاں کے جو حکام تھے اُن کو کافی ورغلایا کہ یہ مسلمان نہیں ہیں اور فساد پیدا کرنے والے ہیں اور دہشتگرد ہیں اور ملک کے خلاف سازشیں کرنے والے ہیں۔ لیکن بہرحال افسران سے رابطے تھے بلکہ وہاں کے ایک بڑے افسر تھے اس علاقے کے ڈی پی او، ایڈمنسٹریٹو ہیڈ ہیں، اُن کو جب مسجد کا افتتاح ہوا ہے تو بلایا ہوا تھا اور وہ آئے ہوئے تھے۔ بہرحال جب معاملہ اُن تک پہنچا تو انہوں نے کہا کہ اب تو یہ لوگ چلے گئے ہیں آئندہ یہ آئیں تو مجھے اطلاع کرنا اور میں ان کے خلاف مقدمہ درج کروں گا اور گرفتار کروں گا۔ تو یہ لوگ تو ہر جگہ اپنی کوششیں کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسی ہوا چلائی ہے کہ جہاں بیعتیں کروا رہا ہے وہاں دوسروں کے دلوں میں جو ابھی تک شامل نہیں ہوئے نرمی بھی پیدا کر رہا ہے۔ پس یہ لوگ جن کو کہا جاتا ہے کہ افریقہ میں رہنے والے ہیں اور جو دنیاوی تعلیم سے اتنے آراستہ نہیں لیکن ان کے دل اللہ تعالیٰ نے نور یقین سے بھر دیئے ہیں، وہ اپنے ایمان میں مضبوط ہیں۔ وہ ان نام نہاد علماء کے بھرّے میں آنے والے نہیں۔ ایمان سے پھیرنا تو شیطان کا کام ہے اور یہی اُس نے کہا تھا کہ اے اللہ! تیرے خالص بندے ہی ہیں جو میرے قابو میں نہیں آئیں گے۔ باقیوں کو تو میں ہر راستے سے ورغلانے کی کوشش کروں گا۔ پس جو ان ورغلانے والوں کا کام ہے وہ یہ کرتے چلے جائیں لیکن جن لوگوں کا اللہ تعالیٰ سے خالص تعلق پیدا ہو چکا ہے، جن لوگوں کو راستی دکھائی دے چکی ہے، اللہ تعالیٰ کے خالص بندے بن چکے ہیں وہ انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ ایمانوں پر قائم رہیں گے اور یہی اظہار ہر جگہ ہمیں نظر آ رہا ہے۔

اب میں کچھ اور واقعات پیش کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح بعض لوگوں کی رہنمائی فرماتا ہے بلکہ حیران کن طور پر رہنمائی فرماتا ہے۔

قرغزستان سے ہمارے مبلغ لکھتے ہیں: آرتر (Artur) صاحب نے گزشتہ رمضان المبارک میں بیعت کی تھی۔ وہ ایک دینی جماعت کے ممبر تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میرے اساتذہ نے مجھے برائیوں سے بچنے کے لئے اور سیدھے راستے پر چلنے کے لئے ایک دعا سکھائی۔ اس دعا کو سیکھے ہوئے ایک سال ہو چکا تھا لیکن میں نے وہ دعا نہیں کی تھی۔ کہتے ہیں کہ تین چار روز قبل میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا مانگی کہ اپنے فضل سے مجھے سیدھی راہ دکھا۔ اس دعا کے تین چار روز بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک پہاڑی کی چوٹی پر کھڑا ہوں اور وہاں سے آگے کئی اور چوٹیاں ہیں۔ میں ایک چوٹی سے چھلانگ کر دوسری چوٹی پر جا رہا ہوں۔ اس دوران آگے سے دو بندر نکلے ہیں اُن میں سے ایک بندر میرے بائیں طرف لپٹ گیا ہے جبکہ دوسرا سیدھا میری طرف آ رہا ہے۔ اس دوران ایک دیوہیکل کوئی چیز آتی ہے اور اُس نے طاقت سے اُس بندر کو مجھ سے علیحدہ کر دیا اور میری جان بچائی۔ کہتے ہیں اس خواب کے بعد میں بیدار ہو گیا اور میں حیران تھا کہ یہ کیا خواب ہے۔ اس کے چند دن بعد میرا جماعت احمدیہ سے رابطہ ہو گیا اور مجھے جماعت کے بارے میں معلومات دی گئیں۔ میں نے چند کتب پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ بعد میں مجھے اس خواب کی تعبیر یہ معلوم ہوئی کہ بمطابق حدیث اس دَور کے بگڑے ہوئے علماء دراصل بندر ہی ہیں اور جماعت احمدیہ نے مجھے اس سے نجات دلائی ہے۔

پھر انڈونیشیا کے ایک دوست تھے جن کو گو بیعت کئے ہوئے تو چند سال ہو چکے ہیں لیکن وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ بیمار ہوا۔ ملٹری ہسپتال میں داخل تھا تو ہوش آتے ہی میں نے ایک کشف دیکھا کہ جیپ کی چھت پر ایک وسیع ٹیلی ویژن سکرین لگی ہوئی ہے یا چھت اس سکرین کی طرح چمک رہی ہے اور اس پر پہلے عربی میں کلمہ لکھا ہوا دیکھا۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ پھر اس کے بعد قرآن کریم اور کچھ احادیث بھی دکھائی دیں اور آخر پر باری باری یہ کلمات لکھے دکھائے گئے۔ اسلام سے قبل نہیں مرنا۔ قیامت ابھی نہیں آئی۔ اور پھر یہ لکھا ہوا آیا کہ انسان کی زندگی ایک کتاب کی سی ہے۔ یہ کتاب انسان کی پیدائش کی طرح کھلتی ہے اور انسان کے مرنے کی طرح بند ہو جاتی ہے اور کسی وقت یہ دوبارہ کھولی جائے گی۔ ان کلمات میں سے ایک جملے سے وِیول (Wewil) صاحب (اُن کا نام تھا) بڑے بے چین ہو گئے۔ اور یہ جو جملہ تھا کہ ''اسلام سے قبل نہیں مرنا''۔ اس پر بڑے حیران تھے کہ میں تو مسلمان ہوں اور میرے مسلمان ہونے کے باوجود مجھے یہ جملہ دکھایا گیا ہے۔ صحتیاب ہونے کے بعد انہوں نے بہت ساری مذہبی کتابیں پڑھیں۔ ایک حدیث پڑھی جس میں اسلام میں تہتّر فرقوں کا ذکر تھا جس میں ایک فرقہ ناجی ہے اور باقی نہیں۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد انہوں نے اہلسنت والجماعت فرقہ کی تلاش شروع کر دی۔ جب وہ اپنے کسی عالم یا مولوی سے ملتے تو ضرور اس کے متعلق سوال کرتے اور جواب ہمیشہ یہی ہوتا کہ ہم ہی اہل سنت والجماعت ہیں لیکن دلی طور پر یہ صاحب تسلیم نہیں کرتے تھے۔ کہتے ہیں سالہا سال تک وہ ناجی فرقہ کی تلاش میں رہے لیکن انہیں کچھ نہ ملا۔ حتیٰ کہ جب حج کرنے مکّہ گئے تو وہاں بھی فرقہ اہل سنت والجماعت کو نہ پا سکے۔ 1998ء میں فوج سے ریٹائر ہوئے۔ کسی سے اپنی بے چینی کا ذکر کیا کہ یہ کیا چیز ہے جس کی مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔ پھر اُن کو ہمارے کسی احمدی نے بتایا کہ ''جماعت'' کے لئے ضروری ہے کہ ایک جماعت ہو، جماعت کا ایک امام ہو اور پھر اُس کے پیروکار بھی ہوں۔ اور مزید وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ امام بھی ایسا ہو جو عالمی سطح پر ہو اور اُس کے پیروکار اُس کے مکمل مطیع ہوں۔ تو اس احمدی نے جب ان غیر احمدی کرنل کو بتایا کہ اس زمانے میں وہ جماعت جس کا ایک عالمی امام ہے وہ صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہے اور یہ امام آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مہدی، جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے خلیفہ ہیں تو پھر اُس وقت یہ غیر احمدی کرنل وِیول صاحب تھے، انہوں نے کہا کہ علماء کے نزدیک تو بانی جماعت احمدیہ نعوذ باللہ فتنہ پرداز تھے۔ اس کے جواب میں احمدی نے حقائق پیش کئے اور بتایا کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام واحد شخصیت ہیں جنہوں نے اس زمانے میں امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس کے بعد وہ کہتے ہیں کہ دن بدن میرا ایمان ترقی کرتا چلا گیا۔ آخر انہوں نے ایک وقت میں بیعت کر لی اور بیعت کرنے کے بعد تبلیغ کے میدان میں بڑی ترقی کر رہے ہیں اور تبلیغی شوق جو ہے اتنا ہے کہ وہاں سے ہمارے رپورٹ دینے والے مبلغ کہتے ہیں کہ جنون کی حد تک بڑھا ہوا ہے اور بعض جماعتیں بھی ان کے ذریعے سے قائم ہوئیں۔

پھر امیر صاحب گیمبیا کہتے ہیں کہ اپر ریور ریجن (Upper River Region) میں ایک گاؤں ''سرائے محمود'' کے نام سے موسوم ہے۔ وہاں ہماری اپنی مسجد ہے جہاں احمدی اور غیر احمدی اکٹھے نماز ادا کرتے ہیں۔ دو مہینے پہلے پڑوس کے گاؤں میں غیر احمدیوں نے اپنی مسجد تعمیر کر لی۔ ''سرائے محمود'' سے ایک غیر احمدی نے اس نئی مسجد میں جا کر جمعہ کی نماز ادا کرنے کا ارادہ کیا۔ جمعہ کی صبح نماز فجر کے بعد وہ جنگل میں لکڑیاں کاٹنے گیا اور واپس گھر آ کر جمعہ سے قبل کچھ دیر کے لئے سو گیا تو خواب میں دیکھا کہ غیر احمدیوں کی تعمیر کردہ مسجد میں جمعہ پڑھنے جا رہا ہے تو خواب میں اُسے دکھایا گیا کہ جس مسجد کو تم چھوڑ کر جا رہے ہو یعنی احمدیوں کی مسجد، وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں زیادہ قبولیت کا درجہ رکھتی ہے بہ نسبت اُس مسجد کے جہاں تم اب نماز پڑھنے جا رہے ہو۔ جاگنے کے بعد وہ احمدیہ مسجد میں گئے اور وہاں جمعہ کی نماز ادا کی اور اپنی خواب سنائی اور کہا کہ اب مجھ پر حقیقت کھل گئی ہے اور احمدیت واقعی سچی ہے اور یہ کہہ کر انہوں نے بیعت کر لی اور بڑے مخلص احمدی ہیں۔

گیمبیا کے امیر صاحب ہی لکھتے ہیں کہ وہاں ایک گاؤں ہے کنفینڈا (Kanfenda)، وہاں کے سامبا جالو (Samba Jallow) صاحب ہیں۔ انہوں نے خواب دیکھا کہ کچھ سفید فام لوگ پاکستانی لباس میں کسی مقام پر چڑھتے ہیں۔ یہ صاحب پوچھتے ہیں کہ یہ کون لوگ ہیں؟ اُن کو جواب ملتا ہے کہ یہ لوگ قادیان سے ہیں اور جس مہدی نے اس زمانے میں آنا تھا یہ اُس کے ساتھ ہیں۔ سامبا صاحب نہیں جانتے کہ قادیان کیا ہے اور کہاں ہے؟ خواب میں سامبا صاحب نے دیکھا کہ سورج اور چاند ایک دوسرے کے

پیچھے مغرب سے مشرق کی طرف جارہے ہیں اور اس طرح کہ سفید فام لوگ اُسے بتاتے ہیں کہ یہ مہدی کے آنے کی علامت ہے۔ جب ساما صاحب فرافینی ٹاؤن میں آئے تو وہاں اُنہوں نے امیر صاحب گیمبیا کو دیکھا اور اُنہوں نے دیکھتے ہی کہا کہ ایسے ہی افراد تھے جو اُنہیں خواب میں دکھائی دیئے۔ اُنہیں جماعت کا تعارف کروایا گیا تو اُنہوں نے وہیں بیعت کر لی۔ بیعت سے قبل ساما صاحب مُلّاؤں کے پیچھے لگ کر مشرکانہ زندگی گزار رہے تھے۔ بیعت کے بعد یہ صاحب پنجوقتہ نمازی ہیں اور مالی معاونت میں بڑے پیش پیش ہیں۔ جماعتی چندوں میں بڑے آگے بڑھے ہوئے ہیں اور ایک پاکیزہ زندگی گزار رہے ہیں۔

پھر ایک صاحب ہیں محمد رمضان صاحب، کافی دیر کی بات ہے کہ یہ ہمارے ایک مشنری کے پاس آئے۔ ہمارے مبلغ محمود شاد صاحب جو شہید ہو گئے ہیں یہ اُس وقت تنزانیہ میں تھے یہ اُن کا بیان ہے کہ انہوں نے کہا کہ مَیں آپ کی جماعت میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔ تو مَیں نے پوچھا کہ کیا آپ نے جماعت کا تعارف حاصل کیا ہے یا ویسے ہی آپ آئے ہیں۔ کہنے لگے مَیں پہلے ہی بہت وقت ضائع کر چکا ہوں۔ اب مجھے تیسری دفعہ خواب میں رہنمائی کی گئی ہے۔ اس لئے آج میں نے فیصلہ کیا ہے کہ لازماً بیعت کرنی ہے۔ اُس نے بتایا کہ اُس نے خود خدا سے رہنمائی مانگی کہ سچے لوگ کون ہیں اور خواب میں مجھے تین دفعہ موروگورو کی احمدیہ مسجد دکھائی گئی اور آخری دفعہ تو مَیں نے یہ بھی دیکھا کہ مَیں ایک پہاڑی پر ہوں جہاں نور ہی نور ہے اور میرے ساتھی جو مجھے احمدیت سے روکتے تھے بہت نیچے ہیں۔ چنانچہ آج مَیں بیعت کرنے آیا ہوں۔ انہوں نے بیعت فارم پُر کیا اور ساتھ اُس کے بعد فوری طور پر چندوں کی ادائیگی بھی شروع کر دی اور کہا کہ مَیں نے جہاں پہنچنا تھا پہنچ گیا۔

الجزائر کے ایک (دوست) محمد رابح صاحب ہیں۔ کہتے ہیں ایک سال سے زائد عرصہ سے مَیں ایم۔ٹی۔اے دیکھ رہا تھا۔ شروع میں وفاتِ مسیح، دجّال اور امام مہدی وغیرہ کے بارے میں جماعت کے خیالات سُن کر تعجب ہوا۔ استخارہ کرنے پر خواب میں دیکھا کہ مصطفیٰ ثابت صاحب اور شریف صاحب کے ساتھ ایک مسجد میں ہوں۔ انہوں نے پوچھا کہ تمہیں امام مہدی کے بارے میں کیسے معلوم ہوا؟ مَیں نے کہا کہ استخارہ سے۔ مجھے شروع سے ہی امام مہدی کے ظہور کا انتظار اور اس کے ساتھ ہو کر لڑنے کا شوق تھا۔ یہ کہتے ہیں اُس کے بعد مَیں احمدی ہو گیا لیکن دوست احباب مجھے چھوڑ گئے۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ صرف خدا کی رضا چاہتا ہوں۔ اور بیعت کی درخواست کی۔

زمبابوے کے مبلغ لکھتے ہیں کہ یہاں مسلم یُوتھ کے ایک عہدیدار نے بیعت کی۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے جب وہ ایک عیسائی چرچ کے ممبر بنے تو اُن کو Baptise کرنے کے لئے پادری نے تاریخ مقرر کی۔ اس دن اچانک پادری صاحب بیمار ہو گئے۔ دوسری بار تاریخ مقرر کی تو پادری صاحب کی والدہ بیمار ہو گئیں۔ تیسری بار جب تاریخ مقرر کی تو اس زور کی بارش ہوئی کہ کوئی وہاں نہ جا سکا۔ اس کے بعد اس نوجوان نے خواب میں دیکھا کہ ایک مجمع ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام ایک طرف کھڑے ہیں اور اُسے اپنی طرف بلاتے ہیں۔ یہ نوجوان کوشش کرتا ہے کہ مسیح تک پہنچے لیکن پہنچ نہیں سکا۔ اسی اثناء میں آنکھ کھل گئی۔ اس کے بعد اُس نے عیسائیت کو چھوڑ دیا۔ اب بیعت کرنے سے پہلے اس نوجوان نے خواب دیکھا کہ اس کا سارا جسم گردن تک دلدل میں پھنسا ہوا ہے اور اُس کو کسی نے پکڑ کر دلدل سے نکال دیا ہے۔ تو ہمارے مبلغ نے اُن سے پوچھا کہ تمہیں ان کا چہرہ یاد ہے کہ دلدل سے کس نے نکالا تھا؟ کہنے لگا: ہاں یاد ہے۔ جب اُنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دکھائی تو کہنے لگے۔ یہی چہرہ تھا جنہوں نے مجھے پکڑ کے دلدل سے نکالا تھا۔

پھر برکینا فاسو میں ڈوری سے ہمارے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک گاؤں پُوئی ٹینگا ہے۔ اس کے تبلیغی دورے کے دوران ایک بزرگ نے بیعت کی جن کی عمر پینسٹھ سال ہوگی۔ بیعت کے بعد وہ بتانے لگے کہ آپ لوگوں کے آنے سے پہلے میں نے رؤیا میں ایک بزرگ کو دیکھا جو مجھے کہنے لگا کہ آدم علیہ السلام نازل ہوئے ہیں اُن کو قبول کرو۔ ایک ماہ کے وقفے کے بعد بعینہٖ وہی بزرگ دوبارہ مجھے ملے اور یہی پیغام دیا کہ آدم علیہ السلام نازل ہوئے ہیں اُن کو قبول کرو۔ ان کو تفصیلاً بتایا گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کی آپ نے بیعت کی ہے اُن کا نام بھی اللہ نے آدم رکھا ہے۔ اور اپنے اس رؤیا کے پورا ہونے پر بڑے خوش ہوئے۔ اُس کے بعد اپنے خاندان میں انہوں نے تبلیغ کی اور سو کے قریب افراد کو جماعت میں شامل کیا۔

پھر مصر کی ہالہ صاحبہ ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت امام مہدی اور آپ کی جماعت پانی کے اوپر چل رہے ہیں۔ مَیں نے درخواست کی کہ مجھے بھی شرفِ مصاحبت بخشیں۔ اُنہوں نے کہا کہ واپسی پر ہم آپ کو ساتھ لے لیں گے۔ اس رؤیا کے بعد مَیں نے صوفی ازم میں تلاشِ حق شروع کی لیکن اطمینان نہ ہوا۔ مَیں نے کہا کہ میری خواب سے مراد صوفی فرقہ نہیں ہو سکتا۔ باوجود اس کے کہ ان لوگوں کا اصرار تھا کہ مَیں نے اُنہی کو خواب میں دیکھا تھا۔ گھر آ کر مَیں ٹی وی پر مختلف چینل دیکھنے لگی یہاں تک کہ ایم۔ٹی۔اے العربیہ نظر آیا اور میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ مَیں نے اس چینل پر وہی شخص دیکھا جس کو خواب میں دیکھا تھا کہ وہ پانی پر چل رہا ہے اور امام مہدی ہے۔ اور مجھے انہوں نے لکھا کہ اس وقت انہوں نے مجھے دیکھا تھا۔

تو یہ سب خوابیں جو اللہ تعالیٰ دکھاتا ہے، لوگ جو خلفاء کو دیکھتے ہیں تو اس سے بھی اصل میں اللہ تعالیٰ کا یہ بتانا مقصود ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد خلافت کا جو نظام ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی ایک تسلسل ہے۔

پورتو نووو (بینن) سے مبلغ ہمارے لکھتے ہیں کہ ہمارے گھر میں ایک لطیفہ نامی عورت بطور ملازمہ کے آئیں اور چند دن کے بعد ہی بیمار پڑ گئیں اور دو تین ہفتے کی چھٹی کی اور پھر یوکے کا جو جلسہ ہونا تھا اُس جلسہ کے قریب دوبارہ کام پر آنا شروع ہوئیں اور آ کر انہوں نے مربی صاحب کی اہلیہ کو بتایا کہ اس بیماری کے دوران دو تین مرتبہ مجھے خواب آئی ہے اور اُس کا مجھ پر بڑا شدید اثر ہے۔ کہتی ہیں بیماری کے دوران میں خوب دعائیں کرتی رہی اور دعائیں کرتی ہوئی سوتی تھی کہ اے اللہ! میرے گناہ بخش اور مجھے اور میری بچی کو جو شدید بخار میں ہے بچالے اور ہمیں اپنے سیدھے راستے پر موت دینا۔ کہتی ہیں کہ ایک دن خواب میں کیا دیکھتی ہوں کہ میرا کمرہ خوب روشن ہو گیا اور نور ہی نور ہے۔ تو میں یہ نظارہ دیکھ کر ابھی ڈر ہی رہی تھی کہ بہت ہی خوبصورت سفید رنگ کا عمامہ پہنے ہوئے ایک بزرگ ظاہر ہوئے اور مجھے اپنی طرف بلا رہے ہیں۔ اُس دن یہ نظارہ ختم ہو گیا۔ پھر دو چار دن کے بعد ایسا ہی نظارہ دوبارہ دیکھا اور دو شخص ہیں جو ایک بہت بڑے سفید گھر میں داخل ہوتے ہیں اور لوگوں کے ہاتھ پکڑ کر کچھ باتیں کرتے ہیں۔ وہاں بہت زیادہ کالے لوگ بھی ہیں، گورے بھی ہیں، ہر نسل کے ہیں جو اس کے پیچھے پیچھے الفاظ دہراتے ہیں اور بعد میں یہ کھڑے ہو کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں باتیں کرتے ہیں۔ تو جب یہ خاتون آئیں اور انہوں نے مربی صاحب کی اہلیہ کو یہ خواب سنائی تو کہتے ہیں کہ اس دن جلسہ یوکے میں عالمی بیعت کا دن تھا۔ مَیں نے اس کو کہا کہ جس طرح کی تم بات کر رہی ہو اس سے لگتا ہے کہ اس کو وہاں مسجد میں ہی لے آؤ جہاں بیعت ہو رہی ہے۔ تو خیر یہ خاتون مربی صاحب کی اہلیہ کے ساتھ مسجد چلی گئیں اور ایم۔ٹی۔اے پر جو نظارہ دیکھتی تھیں تو بار بار ان کی اہلیہ کے گھٹنوں پر ہاتھ مار کر کہتی تھیں کہ ماما! بالکل یہی میں نے دیکھا ہے (وہاں افریقہ میں کسی عورت کو عزت سے بلانا ہو تو ''ماما'' کہتے ہیں)۔ یہ دو سال پہلے کا واقعہ ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ جب یہ عالمی بیعت شروع ہوئی اور (ایک سفید مارکی میں جب مَیں داخل ہوا) تو یہ عورت اچھی طرح اہلیہ کو متوجہ کر کے کہتی ہیں کہ یہی وہ شخص تھا جو میری خواب میں آیا تھا اور دیکھو وہ بڑے سارے سفید گھر میں داخل ہوئے ہیں، (مارکی سفید رنگ کی تھی)۔ دیکھو لوگ بھی بہت زیادہ ہیں۔ پھر عالمی بیعت کر کے بہت خوش تھیں۔ اور گھر پہنچنے پر سارا خواب بڑی تسلّی سے پھر دوبارہ سنایا۔ جس پر مربی صاحب کہتے ہیں مَیں نے سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری رہنمائی بڑی وضاحت سے کی ہے۔ اس لئے امام مہدی کی جماعت میں شامل ہو جاؤ اور سچے دل سے شامل ہو گی تو یہی تمہارے مسائل کا حل ہے۔ کیونکہ تمہیں خلیفہ وقت نے خود آ کر اپنی طرف بلایا ہے، تمہیں اس بارے میں غور کرنا چاہئے۔ اُس نے کہا کہ گو میں ان الفاظ کو دہرا چکی ہوں لیکن سوچ کر جواب دوں گی کہ مَیں مانتی ہوں کہ نہیں۔ گو ان کی بڑی عمر تھی اور والدین بھی بڑھاپے میں تھے۔ گھر جا کر اپنے والدین کو بتایا تو والد بڑے ناراض ہوئے کہ تمہیں اس دن کے لئے ہم نے پیدا کیا تھا کہ اپنے باپ دادا کے دین سے منحرف ہو رہی ہو؟ بہر حال ایک دن وہ آئیں اور رو پڑیں کہ وہ بزرگ دوبارہ میری خواب میں آئے ہیں یعنی خلیفۂ وقت (مجھے دیکھا انہوں نے) اور کہا کہ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بتاتے ہیں اور زور دیتے ہیں کہ میری طرف آ جاؤ۔ اسی میں تیری نجات ہے۔ اس لئے مَیں بڑی پریشان ہوں۔ پتہ نہیں موت مجھے کیسے آ گھیرے۔ پہلے ہی پچاس سال سے اوپر ہو چکی ہوں۔ اس لئے مَیں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اب مَیں احمدیت میں داخل ہو جاؤں اور مجھے میرے باپ نے تو قبر کے عذاب سے نہیں بچانا۔ چنانچہ انہوں نے سچے دل سے بیعت کر لی ہے اور اپنی تنخواہ میں سے باقاعدہ چندہ بھی دینا شروع کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس سچائی کو دلوں میں ڈالنے کے واقعات تو بے شمار ہیں۔ ان کا بیان ممکن نہیں ہے۔ انشاء اللہ جلسہ آ رہا ہے۔ اس سال کے کچھ واقعات وہاں بھی آپ سنیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارشوں کو بھی دیکھیں گے لیکن سب کو سمیٹنا ممکن نہیں ہے۔ اس لئے جیسا کہ مَیں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ اب مَیں نے دوران سال بھی یہ ذکر کرنا شروع کر دیا ہے تا کہ ہم ان نئے آنے والوں کے لئے بھی اور اپنے ایمانوں کی مضبوطی کے لئے بھی دعا کریں اور اللہ تعالیٰ کے ان انعامات پر حمد اور شکر بھی کریں کہ خدا تعالیٰ محض اپنے فضل سے ہمیں سچائی کے راستے دکھا رہا ہے اور پھر اس پر قائم بھی کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں کے یہ نظارے ہمیشہ ہمیں دکھاتا چلا جائے اور ہم سب کو اور نئے آنے والوں کو بھی ثباتِ قدم عطا فرمائے۔

پس وہ لوگ جو اپنے زعم میں دنیا میں پھر پھر کر احمدیت کے خلاف زہر اُگل کر نیک فطرتوں کو احمدیت سے بدظن کرنا چاہتے ہیں اُنہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں مَیں یہ کہتا ہوں۔ آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''اے سونے والو! بیدار ہو جاؤ۔ اے غافلو! اُٹھ بیٹھو کہ ایک انقلابِ عظیم کا وقت آ گیا۔ یہ رونے کا وقت ہے نہ سونے کا۔ اور تضرّع کا وقت ہے نہ ٹھٹھے اور ہنسی اور تکفیر بازی کا۔ دعا کرو کہ خداوند کریم تمہیں آنکھیں بخشے تا تم موجودہ ظلمت کو بھی بتمام و کمال دیکھ لو اور نیز اُس نور کو بھی جو رحمتِ الٰہیہ نے اُس ظلمت کے مٹانے کے لئے تیار کیا ہے۔ پچھلی راتوں کو اُٹھو اور خدا تعالیٰ سے رو رو کر ہدایت چاہو اور ناحق حقانی سلسلہ کے مٹانے کے لئے بد دعائیں مت کرو اور نہ منصوبے سوچو۔ خدا تعالیٰ تمہاری غفلت اور بھول کے ارادوں

کی پیروی نہیں کرتا۔ وہ تمہارے دماغوں اور دلوں کی بیوقوفیاں تم پر ظاہر کرے گا۔ اور اپنے بندے کا مددگار ہو گا اور اس درخت کو کبھی نہیں کاٹے گا جس کو اس نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ کیا کوئی تم میں سے اپنے اس پودہ کو کاٹ سکتا ہے جس کے پھل لانے کی اس کو توقع ہے۔ پھر وہ جو دانا و بینا اور ارحم الراحمین ہے وہ کیوں اپنے اس پودہ کو کاٹے جس کے پھلوں کے مبارک دنوں کی وہ انتظار کر رہا ہے‘‘۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد5 صفحہ 53-54)

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو یہ پیغام سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اب چند جنازے ہیں جو مَیں جمعہ کے بعد پڑھاؤں گا اُن کے بارے میں ذرا بتانا چاہتا ہوں۔

پہلا تو ہے مکرم ڈاکٹر سید فاروق احمد صاحب کا جو سید محی الدین احمد صاحب رانچی انڈیا کے بیٹے تھے۔ برمنگھم میں رہتے تھے۔ پرسوں 6/ جولائی کو اُن کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 1958ء میں ڈاکٹر کی ڈگری لینے کے بعد جو انہوں نے پٹنہ یونیورسٹی انڈیا سے حاصل کی، 1964ء میں یو۔کے آئے اور رائل کالج آف سرجن میں شمولیت اختیار کی۔ ویسٹرن انگلینڈ میں GP کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ نہایت سادہ، ہمدرد، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ پُرجوش داعی الی اللہ بھی تھے اِن کو بہت سے خاندانوں کو احمدیت میں شامل کرنے کا موقع ملا۔ آپ نے سیکرٹری تبلیغ، زعیم انصار اللہ اور صدر جماعت اور ریجنل امیر کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ مالی قربانی میں بھی ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ اپنی امارت کے دوران ویسٹ مڈلینڈ میں مسجد دارالبرکات برمنگھم کے علاوہ اور بھی مساجد تعمیر کروانے کی توفیق پائی۔ آپ موصی تھے۔ ان کے چھوٹے بھائی سید لئیق احمد گزشتہ سال اٹھائیس مئی کو جو واقعہ ہوا ہے، اُس میں شہید ہو گئے تھے۔ تمام خاندان ہی بڑا مخلصین کا خاندان ہے۔ اللہ تعالیٰ اِن کے درجات بلند کرے۔

دوسرا جنازہ ہے مکرمہ صدیقہ قدسیہ صاحبہ کا جو رانا حفاظت احمد صاحب سیالکوٹ کی اہلیہ تھیں۔ ان کے ایک بیٹے رانا صباحت احمد مربی سلسلہ ہیں جو آج کل نظارتِ اصلاح و ارشاد مرکزیہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ 21/ مارچ کو 57 سال کی عمر میں اِن کی وفات ہوئی۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ سکول ٹیچر تھیں۔ گاؤں والوں سے اچھا تعلق تھا۔ گاؤں میں صرف ایک ہی احمدی گھرانہ تھا جس کی وجہ سے کئی ابتلا کے مواقع آئے لیکن آپ نے ہمیشہ ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔ جماعت کے ساتھ اخلاص و وفا کا گہرا تعلق تھا۔ نیک سیرت، نمازوں کی پابند، دعوتِ الی اللہ میں بھرپور جذبہ رکھنے والی خاتون تھیں۔ چندوں اور پردے کی بڑی پابندی اور باقاعدگی تھی۔ موصیہ بھی تھیں۔

اور تیسرا جنازہ ہے عزیزم شاہد مرید تالپور جو نور احمد تالپور صاحب حیدرآباد کے بیٹے تھے۔ آج کل ایڈلیڈ میں ساؤتھ آسٹریلیا میں تھے۔ 2 جون کو اپنے گھر کے سامنے سڑک عبور کرتے ہوئے ان کی وفات ہو گئی۔ اڑتیس سال ان کی عمر تھی۔ ان کے والد نور احمد تالپور صاحب ایک لمبا عرصہ امیر جماعت حیدرآباد بھی رہے ہیں۔ شاہد مرید نے مہران یونیورسٹی سے الیکٹریکل انجنیئر نگ کی تھی اور پھر کچھ عرصہ پاکستان میں ایک کمپنی میں کام کرتے رہے۔ پھر آسٹریلیا آ گئے اور یہاں بھی ایک کمپنی میں نیٹ ورک انالسٹ (Anaylist) کے طور پر کام کر رہے تھے۔ پاکستان میں بھی یہ قائد مجلس کے طور پر خدمت کی توفیق پاتے رہے اور اچھے قائدین میں سے تھے، علمِ انعامی حاصل کرنے والے۔ 1992ء میں کوٹری مسجد کی حفاظت کے دوران بائیس افراد کو اسیر بنایا گیا جن میں یہ بھی شامل تھے۔ ان کے والد اچھے وکیل تھے۔ اثر و رسوخ والے تھے۔ اس وجہ سے جب یہ عدالت میں آتے تو بعض دفعہ پولیس والے ان کو کرسی دے دیتے تھے اور یہ ہمیشہ اپنے جو سینئر انصار تھے اُن کو بٹھا دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ جج نے ان کو کہا کہ مَیں آپ کے بیٹے کو ضمانت پر رہا کر دیتا ہوں تو ان کے والد صاحب بھی بڑے مخلص آدمی تھے انہوں نے کہا کہ میرے لئے تو سارے بائیس افراد جو ہیں یہ سب میرے بیٹے ہیں یا تو سب کو آزاد کر دو یا اس کو بھی اندر رکھو۔ تو یہ بڑا وفا سے احمدیت پر قائم رہنے والا خاندان تھا اور ہے۔ رہائی کے بعد لطیف آباد کے تین خدام کو اپنی گاڑی پر مسلسل آٹھ سال تک یہ عدالت میں پیشی کے لئے لے جاتے رہے اور واپس لاتے رہے۔ 1999ء میں یہ آسٹریلیا چلے گئے تھے اور وہاں بھی اللہ کے فضل سے جماعت کی سیکرٹری امورِ عامہ، سیکرٹری تعلیم، جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے خدمت انجام دے رہے تھے۔ ایڈلیڈ کی مسجد کمیٹی کے ایک فعال رکن تھے۔ اور وفات والے دن بھی مسجد کمیٹی کے ممبران کے ساتھ چند جگہیں دیکھنے گئے تھے۔ واپس لوٹے ہی تھے کہ گھر کے قریب سڑک عبور کرتے ہوئے حادثے میں وفات پا گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ بڑے اطاعت گزار اور نظامِ جماعت کی طرف سے جو کام بھی سپرد ہوتا نہایت محنت، اخلاص اور دیانتداری سے بروقت کرتے تھے۔ ان کی وفات بھی گویا جماعتی خدمت کے دوران ہی ہوئی ہے اور یہ بہت بڑا اعزاز ہے۔ بڑے خوش اخلاق تھے اور عبادت گزار اور نیک۔ ضرورتمندوں کی پوشیدہ طور پر مدد کرتے تھے۔ ہر ایک کے ساتھ بڑی عزت سے پیش آتے۔ جماعت میں بڑا احترام تھا۔ ہر فرد کا احترام کرتے تھے۔ خاص طور پر عہدے داروں کا بڑا احترام کرتے تھے۔ موصی بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ ان کے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں ہیں۔

ان سب کے جنازے انشاء اللہ ابھی نمازِ جمعہ کے بعد پڑھاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ سب کے درجات بلند کرے۔

بقیہ: جماعت احمدیہ فجی کی گولڈن جوبلی تقریبات از صفحہ نمبر19

خاص فضل و احسان اور اُس کی مدد سے ہر شعبے کے افراد کو بھرپور خدمتِ دین کی توفیق ملی۔ (فجزاھم اللہ احسن الجزاء)

مکرم نعیم احمد اقبال صاحب مبلغ سلسلہ، مکرم اشفاق احمد خان صاحب صدر خدام الاحمدیہ فجی اور مکرم مشیر الٰہی خان صاحب نیشنل سیکرٹری تحریکِ جدید کی سربراہی میں خدام کی ایک ٹیم نے نیشنل جمنیزیم کے ہال کو خوبصورت بینرز سے سجایا۔ اسٹیج پر ایک بڑا (8x20 فٹ) خوبصورت بینر آویزاں کیا گیا۔ پروجیکٹر کے ذریعہ مردانہ جلسہ گاہ کی کارروائی زنانہ جلسہ گاہ میں بھی ایک بڑی سکرین پر دکھانے کا اہتمام کیا گیا۔

مورخہ 21 مئی کو ٹھیک صبح دس بجے مہمانِ خصوصی وزیر اعظم فجی عزت مآب کموڈور جوسیاؤ ورَنگْے بَیْنِی مارا ما (Commodore Josaia Voreqe Bainimarama) نیشنل جمنیزیم پہنچ گئے۔ مکرم نواب منصور احمد خان صاحب وکیل التبشیر تحریکِ جدید ربوہ کے ہمراہ خاکسار اور چند نیشنل مجلسِ عاملہ کے ممبران نے جناب وزیرِ اعظم کا استقبال کیا۔ تلاوتِ قرآنِ کریم سے پروگرام کا آغاز ہوا۔ سیدنا حضرت اقدس مسیحِ موعود کے پاکیزہ منظوم کلام کے بعد فجی کلچر کے مطابق مہمانِ خصوصی عزت مآب کموڈور جوسیاؤ ورَنگْے بَیْنِی مارا ما وزیرِ اعظم آف فجی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نمائندہ خصوصی مکرم نواب منصور احمد خان صاحب کو خوبصورت مالا پہنائی گئی۔ بعدہٗ مکرم طاہر حسین منشی صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ فجی نے مہمانِ خصوصی اور تمام معزز مہمانوں اور احبابِ جماعت کو خوش آمدید کہا۔ اور مختصر طور پر جماعتِ احمدیہ فجی کے آغاز اور ترقی کا ذکر کیا۔ اس کے بعد مکرم نواب منصور احمد خان صاحب نے ’’اسلام احمدیت‘‘ کے عنوان پر ایک پُرمغز خطاب فرمایا جس میں دنیا بھر میں جماعتِ احمدیہ کی خدمات اور عظیم الشان ترقیات کے ذکر کے علاوہ میڈیا میں موجود اسلام کے خلاف غلط پروپیگنڈہ کے جواب میں اسلام کی خوبصورت پیار و محبت اور انصاف والی تعلیمات کا ذکر بھی کیا۔

محترم نواب صاحب کے خطاب کے بعد جلسے کے مہمانِ خصوصی عزت مآب کموڈور جوسیاؤ ورَنگْے بَیْنِی مارا ما وزیرِ اعظم آف فجی نے خطاب فرمایا اور ملکی ترقی میں جماعتِ احمدیہ کی خدمات کو سراہا۔

آخر پر خاکسار نے مہمانِ خصوصی، معزز مہمانوں اور دیگر مہمانوں اور احبابِ جماعت کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے ہماری دعوت پر اپنے قیمتی لمحات کو ہمارے ساتھ گزارا۔

پروگرام کے اختتام پر مکرم نواب منصور احمد خان صاحب وکیل التبشیر تحریک جدید ربوہ نے مہمانِ خصوصی وزیرِ اعظم آف فجی کی خدمت میں جماعت احمدیہ فجی کی طرف سے یادگاری شیلڈ تحفۃً پیش کی۔ اور آخر پر دُعا کروائی۔ وزیرِ اعظم صاحب نے تقریباً دو گھنٹے جماعت احمدیہ کے اس پروگرام میں گزارے۔ دُعا کے بعد اسٹیج سے نیچے آ کر معزز وزراء، چیف جسٹس، سرکاری افسران اور غیر ملکی ایمبسیڈرز وغیرہ سے ہاتھ ملائے۔

## نمائش:

مردانہ جلسہ گاہ میں نمائش کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ جس میں قرآنِ کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم اور دیگر جماعتی کتب کو رکھا گیا تھا۔ اور تصویری رنگ میں بینرز پر جماعتِ احمدیہ فجی کی مساجد کی تاریخ، تربیتی و تبلیغی کاموں اور خدمتِ خلق کے کاموں کو پیش کیا گیا تھا۔ اِس نمائش کو بھی تقریباً سب مہمانوں نے دیکھا اور خوب سراہا۔

اِس موقع پر احمدیہ مسلم کمیونٹی کے نام سے ایک خوبصورت پمفلٹ بھی تیار کیا گیا تھا جس میں جماعتِ احمدیہ فجی کے آغاز کے علاوہ جماعتی عقائد اور ترقی کا بھی ذکر ہے۔ یہ پمفلٹ اور دیگر جماعتی کتب کا تحفہ سب مہمانوں کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

## حاضری:

اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ اِس جلسہ میں فجی کے علاوہ آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، طوالو، کریباس، ونواتو، کینیڈا اور امریکہ سے احباب جماعت شامل ہوئے۔ اِس جلسہ میں جزیرہ ویتی لیوو کی جماعتوں (صُووا، مارو، ناندی، لٹوکا اور نیلنگا) کے چار سو کے قریب احباب شامل ہوئے۔ باقی جزائر کی جماعتوں کے پروگرام ان کی جماعتوں میں ہی منعقد کرنے کا پروگرام طے پایا تھا۔ جزیرہ ویتی لیوو کی جماعتوں کے احباب پانچ بسوں پر سینکڑوں کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے اِس جلسہ میں شامل ہوئے۔ اور بہت سے احباب اپنی ذاتی ٹرانسپورٹ کے ذریعہ بھی اِس جلسہ میں شامل ہوئے۔

الحمد للّٰہ اِس جلسہ میں تین وزراء، چیف جسٹس، سرکاری افسران اور غیر ملکی ایمبسیڈرز، غیر سرکاری تنظیموں کے ہیڈز اور مختلف مذہبی تنظیموں کے ہیڈز کے علاوہ سوسائٹی کے ہر طبقہ سے چھ سو کے قریب مہمان شامل ہوئے۔

## میڈیا کوریج:

منسٹری آف انفارمیشن نے اِس پروگرام کی مکمل ویڈیو ریکارڈنگ کی اور آخر پر مکرم نواب منصور احمد خان صاحب کا تقریباً پندرہ منٹ کا انٹرویو بھی ریکارڈ کیا۔ اور رات کی خبروں میں دو دفعہ دس منٹ سے زائد باتصویر خبر ٹیلی ویژن پر نشر ہوئی۔ دوسرے دن بھی اپنی خبروں میں مکرم نواب منصور احمد خان صاحب کے خطاب کے حوالے سے باتصویر خبر دی۔ ایک مشہور ایف ایم ریڈیو 96.4 نے سارا پروگرام شروع سے لے کر آخر تک براہِ راست نشر کیا۔ ملک کے مشہور اخبار ،، Fiji Sun،، نے 22 مئی کو اپنے اخبار میں باتصویر اِس پروگرام کی خبر شائع کی۔ اِسی طرح 23 مئی کو Fiji Sun اور The Fiji Times نے باتصویر اِس پروگرام کی خبر شائع کی۔ 29 مئی بروز جمعۃ المبارک The Fiji Times نے اپنی اشاعت میں چار صفحوں پر مشتمل اِس پروگرام کی باتصویر خبریں اور مضمون شائع کئے۔ اور ہندی اخبار اور فجیئین اخبار میں بھی باتصویر خبریں اور مضمون شائع ہوئے۔

قارئین الفضل سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس پروگرام کے انعقاد کو ہر لحاظ سے بابرکت کرے اور اس کے نیک ثمرات جلد ظاہر فرمائے۔ فجیئین قوم بھی جلد اسلام احمدیت کے نور سے منور ہو اور اللہ تعالیٰ ایسی سعید روحیں اور مخلصین جماعت کو عطا کرے جو اسلام احمدیت کی حقیقی تعلیم کو دُنیا میں قائم کرنے والے ہوں۔ (آمین)

# فجی میں جماعت احمدیہ کے قیام پر پچاس سال مکمل ہونے پر

# خصوصی تقریبات کا کامیاب انعقاد

**ملک کے طول وعرض میں اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں، صدقات اور نوافل سے تقریبات کا آغاز۔**

**مرکزی نمائندہ مکرم نواب منصور احمد خان صاحب وکیل التبشیر ربوہ،**

**پرائم منسٹر آف فجی عزت مآب Commodore Voreqe Bainimarama**

**اور آسٹریلیا و نیوزی لینڈ ممالک سے جماعتی نمائندگان کی شمولیت۔ میڈیا میں تشہیر**

(رپورٹ: فضل الله طارق - امیر و مبلغ انچارج فجی)

اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے جزائر فجی میں جماعت کو قائم ہوئے پچاس سال ہو چکے ہیں۔ اور سال 2011ء کو جماعت احمدیہ جزائر فجی گولڈن جوبلی کے سال کے طور پر منا رہی ہے۔ جماعتِ احمدیہ جزائر فجی گولڈن جوبلی کے متعلق 2009ء میں نیشنل مجلس عاملہ فجی نے شوریٰ کے ایجنڈے کے لئے پیارے آقا ایدہُ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں تجویز بھجوائی کہ فجی میں جماعت کے پہلے مبلغ مولانا شیخ عبدالواحد فاضل صاحب اکتوبر 1960ء میں یہاں آئے تھے اس لئے پچاس سالہ جوبلی منانے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ جس پر پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے پُرشفقت راہنمائی موصول ہوئی کہ مبلغ آنے پر نہیں بلکہ جماعت کے قیام کے حوالے سے پچاس سالہ جوبلی منائی جائے۔ چنانچہ اس رہنمائی پر جماعت احمدیہ کے قیام (رجسٹریشن 20 مئی 1961ء) کے لحاظ سے پچاس سالہ جوبلی منانے کے پروگرام ترتیب دیئے جانے لگے۔

فجی میں جماعتِ احمدیہ کے قیام کی مختصر تاریخ، تاریخِ احمدیت جلد 20 میں کچھ اس طرح ہے کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی کی دیرینہ خواہش تھی کہ فجی میں جماعت احمدیہ کا مشن کھولا جائے۔ چنانچہ حضور نے 1956ء میں شیخ عبدالواحد فاضل صاحب (سابق مبلغ چین وایران) کو ارشاد فرمایا کہ جزائر فجی کے لئے تیاری کریں اور کچھ ہندی پڑھ لیں۔

ان جزائر میں پہلی بار اسلام احمدیت کا نام 1925ء کے قریب پہنچا تھا۔ جبکہ چوہدری کاکے خان صاحب کے بڑے بیٹے چوہدری عبدالحکیم صاحب جنرل مرچنٹ کے کاروبار کے سلسلہ میں فجی آئے اور ناندی میں قیام کیا۔ ان کی خط وکتابت حضور سے ہوتی رہی۔ اور اُن کا چندہ پہلے قادیان اور پھر ربوہ میں براہِ راست پہنچتا رہا۔ اور الفضل اور دوسرا مختصر لٹریچر انہیں ملتا رہا۔ جس سے نہایت محدود حلقہ میں سلسلہ احمدیہ کے صحیح حالات پہنچا سکے۔ گو فجی میں کوئی جماعت اُن کے ذریعہ قائم نہ ہوسکی۔ 1926ء میں تحریکِ شدھی کا اثر ہندوستان سے فجی میں بھی پہنچا۔ آریہ سماج تحریک ایک سیلاب کی طرح پھیلنے لگی جس کی زد میں بہت سے مسلمان بھی آنے لگے۔ اس تحریک سے بچنے کے لئے فجی کے مسلمانوں کی ایک نمائندہ جماعت مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا (اسی لئے مسلمانوں کو فجی میں عموماً مسلم

فجی کے وزیراعظم عزت مآب Commodore Voreqe Bainimarama جماعت احمدیہ فجی کے جلسہ گولڈن جوبلی میں شمولیت کے لئے آئے تو مکرم نواب منصور احمد خان صاحب (وکیل التبشیر) اور فضل اللہ طارق صاحب (امیر ومشنری انچارج۔فجی) نے دیگر احباب کے ساتھ ان کا استقبال کیا۔

لیگ کہا جاتا ہے)۔ مسلم لیگ نے جمیعت العلماء ہند کو لکھا کہ کوئی ایسے عالم کو فجی بھیجے جو اسلام کے علاوہ آریہ مذہب سے بھی واقف ہو اور تمام اخراجات فجی کے مسلمان برداشت کریں گے۔ مگر جمیعت العلماء ہند مسلمانانِ فجی کے دکھ کا کوئی مداوا نہ کرسکی۔ احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کے ایک ممبر ماسٹر محمد عبداللہ صاحب کی تحریک پر فجی مسلم لیگ کی طرف سے احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور سے رابطہ کیا گیا اور انجمن کے ایک ممتاز عالم مرزا مظفر بیگ ساطع صاحب 12 مئی 1933ء کو فجی پہنچے اور انہوں نے کلام حضرت مسیح موعود کے ذریعہ تحریکِ شدھی کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اور نہ صرف آریوں بلکہ عیسائی پادریوں کو بھی لاجواب کر دیا۔ فجی مسلم لیگ کو جب معلوم ہوا کہ مرزا مظفر بیگ صاحب (لاہوری) احمدی ہیں تو انہوں نے مخالفت شروع کر دی اور اپنی جامع مسجد میں امامت کرانے سے روک دیا تو آپ نے اپنے حلقۂ احباب کو احمدیت کا پیغام دیا۔ اور اس طرح مرزا مظفر بیگ صاحب کی کوششوں سے احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کا قیام عمل میں آیا۔

مرزا مظفر بیگ صاحب پہلے آٹھ ماہ فجی کے سب سے بڑے شہر صوا (جو آجکل فجی کا دارالحکومت ہے) میں رہے اور پھر ناندی آگئے۔ چوہدری عبدالحکیم صاحب کا احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کے ممبران سے ملنا جلنا تھا۔ اخبار الفضل اور مختصر لٹریچر کے ذریعہ انجمن کے سرکردہ ممبران جو ناندی میں رہتے تھے ان کو معلوم ہوا کہ جماعت احمدیہ میں خلافت کا نظام قائم ہے۔ چنانچہ 1959ء میں مکرم محمد رمضان خان صاحب جو انجمن اشاعتِ اسلام کے پُرجوش اور سرکردہ ممبر اور ان دنوں فجی کی انجمن کے پریذیڈنٹ بھی تھے حجِ بیت اللہ شریف زیارتِ مدینہ منورہ اور زیارتِ قادیان کے بعد 18/جولائی کو لاہور اپنے داماد انوار رسول صاحب کے گھر قیام پذیر ہوئے۔ اس سفر میں حاجی محمد رمضان خان صاحب کے ہمراہ ان کی بیگم صاحبہ اور پوتا عقیب خان بھی تھا۔ حاجی محمد رمضان خان صاحب 14/اگست 1959ء کو اپنی بیٹی اور پوتے کے ساتھ ربوہ تشریف لائے اور ایک ہفتہ ربوہ میں قیام کیا۔ اس دوران خلیفۃ المسیح حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد سے ملاقات بھی کی اور جلد ہی خلیفۂ موعود کی بیعت کر لی۔ اس طرح آپ کی بیگم صاحبہ اور پوتا عقیب خان بھی بیعت کر کے جماعتِ احمدیہ میں شامل ہوگئے۔ ربوہ، پاکستان سے واپس آکر حاجی محمد رمضان خان صاحب نے زور وشور سے حق کی منادی شروع کر دی۔ اور ہم خیال دوستوں سے بیعتِ خلافت کرانے کا آغاز کیا۔ جس پر 30 افراد پر مشتمل ایک جماعت تیار ہوگئی۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے مولانا شیخ عبدالواحد فاضل صاحب کے لئے جولائی 1960ء میں پرمٹ ربوہ بھجوا دیا۔ جس پر 6/اکتوبر 1960ء کو شیخ صاحب ربوہ سے روانہ ہوئے اور 12 اکتوبر 1960ء کو ناندی فجی، پہنچ گئے۔ اِس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندے حضرت مصلحِ موعود کی دلی خواہش کی تکمیل کا غیبی سامان فرمایا اور اس کے فضلِ خاص سے احمدیہ مشن کی بنیاد رکھی گئی۔

یہاں یہ ذکر بھی بے جا نہ ہوگا کہ جماعت احمدیہ فجی کے قیام کے ذریعہ حضرت مسیحِ موعود کے عظیم الہام ”مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ کا ایک اور رنگ میں بھی ظہور ہوا کیونکہ جزائر فجی کا جزیرہ تاوئیو نی 180 ڈگری میریڈئن (Meridian) لائن پر ہے۔ جہاں سے انٹرنیشنل ڈیٹ لائن گزرتی ہے۔ یعنی جزیرہ تاوئیو نی میں جب رات کے بارہ بجتے ہیں تو دنیا میں نئے دن کا آغاز ہو جاتا ہے۔ اِس طرح سے زمین کا یہ کنارہ بھی حضرت مسیحِ موعود کی صداقت کی گواہی دیتا ہے۔ دوسرے یہ کہ پیشگوئی حضرت مصلحِ موعود کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ ”اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھا یا جائے گا۔ وَ کَانَ اَمْراً مَقْضِیًّا۔“ یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں ہے کہ حضرت مصلحِ موعود کے بابرکت دور میں جو آخری مشن جماعت احمدیہ کا قائم ہوا 1963ء میں وہ جماعتِ احمدیہ فجی کا ہی مشن ہے۔

سال 2011ء کے آغاز میں ہی حضور انور کی دعاؤں کے ساتھ فجی کے وزیرِ اعظم صاحب کی خدمت میں درخواست کی گئی کہ مئی میں جماعت احمدیہ فجی کی پچاس سالہ جوبلی کے سلسلہ میں جلسہ منعقد ہوگا جس میں عزت مآب بطورِ مہمانِ خصوصی شامل ہوں۔ وزیراعظم صاحب نے خوش دلی کے ساتھ اِس درخواست کو قبول فرمایا۔ پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں جب یہ خوشخبری پہنچائی گئی تو حضور انور نے اس تقریب میں شامل ہونے کے لئے ازراہِ شفقت مکرم نواب منصور احمد خان صاحب وکیل التبشیر تحریکِ جدید ربوہ کو اپنا خصوصی نمائندہ مقرر فرمایا۔

گولڈن جوبلی کی کامیابی کے لئے خلافتِ احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کی دعاؤں، نفلی روزوں اور نوافل کی تحریک کو جاری رکھا گیا۔ اِس سلسلہ میں مکرم سیکرٹری صاحب تربیت بار بار احبابِ جماعت کو توجہ دلاتے رہے۔ گولڈن جوبلی کی باقاعدہ تقریبات کا آغاز مورخہ 20/مئی 2011ء بروز جمعۃ المبارک فجی کے طول وعرض میں نماز تہجد، اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں اور صدقات سے ہوا۔ تمام احمدیہ مساجد میں باجماعت نمازِ تہجد ادا کی گئی۔ نمازِ فجر کے بعد تمام جماعتوں میں صدقات کے طور پر جانور ذبح کئے گئے اور گوشت غرباء میں تقسیم کیا گیا۔ تمام مساجد پر چراغاں کیا گیا اور مساجد اور مشن ہاؤسز کو خوبصورت بینرز اور جھنڈیوں سے سجایا گیا اور احبابِ جماعت اور غیروں میں مٹھائیاں تقسیم کی گئیں۔ اور اِس خوشی میں ہمسایوں کو بھی شامل کیا گیا۔

21/مئی 2011ء بروز ہفتہ گولڈن جوبلی تقریبات کے سلسلہ میں مرکزی جلسہ جزائر فجی کے دارالحکومت صُووا (Suva) کے نیشنل جمنیزیم کے ہال میں منعقد ہوا۔ اِس جلسے کی باقاعدہ تیاری تقریباً دو ماہ پہلے ہی دعاؤں اور میٹنگز کے ذریعے شروع ہو چکی تھی۔ اور جلسے کی کامیابی کے لئے باقاعدگی کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعاؤں اور رہنمائی کے لئے بھی درخواست کی جاتی رہی۔ جماعتی روایات کے مطابق جلسے کے کاموں کے لئے مختلف شعبہ جات تشکیل دے کر ناظمین مقرر کر دیئے گئے اور افرادِ جماعت کی ڈیوٹیاں لگا دی گئیں اور اللہ تعالیٰ کے

وزیراعظم فجی عزت مآب Commodore Voreqe Bainimarama جلسہ گاہ میں حاضرین سے مخاطب ہیں

باقی صفحہ نمبر 18 پر ملاحظہ فرمائیں

ہمارا مقصد تو اسلام کا محبت، امن اور سلامتی کا پیغام پہنچانا ہے۔ جو لوگ ہجرت کر کے یہاں آ رہے ہیں یہ اب جرمن ہیں۔
آپ لوگوں نے کھلے دل سے، کھلی بانہوں سے ہمارا استقبال کیا ہے۔ ہم بھی آپ کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔
آپ کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے ملک کی تعمیر و ترقی میں کام کرنا چاہتے ہیں۔

(ہمبرگ کے میئر اور وزیراعلیٰ سے پارلیمنٹ ہاؤس میں ملاقات)

ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جس مسیح و مہدی نے آنا تھا وہ آ چکا ہے اور آپ کے آنے کا مقصد یہ تھا کہ انسان اپنے خدا کو پہچانے اور ہر انسان دوسرے انسان کے حقوق ادا کرے اور امن، محبت اور سلامتی کا پیغام پہنچے۔ یہی تعلیم اور پیغام ہم پھیلا رہے ہیں۔

(ہمبرگ کے ٹی وی نمائندہ سے انٹرویو)

اگر دوسری جنگ عظیم کے بعد انصاف کے پہلو کو قائم رکھا جاتا تو آج ہمیں دنیا کی یہ حالت نہ دیکھنی پڑتی۔ آج کل پھر دنیا جنگ کے شعلوں میں لپٹی ہوئی ہے۔ اگر دنیا کے حالات کو قریب سے دیکھا جائے تو ایک اور جنگ عظیم کی بنیاد رکھی جا چکی ہے۔ ہر ملک کسی نہ کسی طرح اس میں ملوث ہے۔ یا مدد کرتے ہوئے یا دوسروں کی مخالفت کرتے ہوئے اور انصاف کے تقاضے پورے نہیں کئے جا رہے۔

آپ کی دنیا میں ایک مؤثر آواز ہے اس لئے مَیں آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ اپنے لوگوں کو بھی بتائیں اور باقی دنیا کو بھی کہ خدا تعالیٰ کے توازن میں رکاوٹیں پیدا کر کے تم تیزی سے ہلاکت کی طرف جا رہے ہو۔ یہ پیغام اب پہلے سے کہیں زیادہ قوت کے ساتھ پہنچانے کی ضرورت ہے کہ اپنے آپ کو اور دنیا کو تباہی سے بچاؤ۔

(جرمنی کی گرین پارٹی کی طرف سے منعقدہ تقریب میں خطاب)

وہ احمدی جو اس علاقہ میں آ سکتے ہوں یہاں آ کر رہیں تا کہ اس مسجد کی تعمیر کے اسباب بھی پیدا ہو سکیں اور اس مسجد کو آباد کرنے کے بھی اسباب پیدا ہوں۔
اللہ کرے کہ ایسے لوگ ہمیں مل جائیں جو اس قربانی کے ساتھ یہاں آئیں اور اس علاقہ میں احمدیت کا پیغام پہنچے۔

(مسجد مہدی آباد کے سنگ بنیاد کے موقع پر خطاب)

صوبہ ہمبرگ کے پارلیمنٹ ہاؤس کا وزٹ، ہمبرگ کے میئر اور وزیراعلیٰ کی طرف سے استقبال، ہمبرگ کے ٹی وی کے نمائندہ سے انٹرویو، جرمنی کی گرین پارٹی کی طرف سے منعقدہ تقریب میں شمولیت اور خطاب، مہدی آباد کا وزٹ، مسجد کا سنگ بنیاد اور خطاب، افراد جماعت کے ساتھ اجتماعی کھانا، میڈیا میں دورہ کی کوریج، کاسل اور بیت السبوح میں حضور انور کا ورود مسعود اور استقبال، فیملی ملاقاتیں، گروس گیراؤ میں خطبہ جمعہ، لجنہ اماء اللہ جرمنی کے گیسٹ ہاؤس 'سرائے نصرت جہاں' کا افتتاح اور خطاب۔

## (جرمنی میں حضور انور ایدہ اللہ کی مصروفیات کی مختصر جھلکیاں)

**رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر**

بقیہ رپورٹ: 14 / جون بروز منگل 2011ء:

### پارلیمنٹ ہاؤس کا وِزٹ، ہمبرگ کے میئر اور وزیراعلیٰ کی طرف سے استقبال

آج پروگرام کے مطابق ہمبرگ (Hamburg) کے میئر جو صوبہ ہمبرگ کے وزیراعلیٰ کا بھی عہدہ رکھتے ہیں، سے ملاقات کا پروگرام تھا۔ سوا تین بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور Hamburger Rathaus (پارلیمنٹ ہاؤس) کے لئے روانگی ہوئی۔ تین بج کر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پارلیمنٹ ہاؤس پہنچے۔

پارلیمنٹ ہاؤس کے باہر پریس اور الیکٹرانک میڈیا کے نمائندے پہلے سے ہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے انتظار میں موجود تھے۔ جونہی حضور انور گاڑی سے باہر تشریف لائے۔ میڈیا کے نمائندے مسلسل تصاویر بناتے رہے۔ ہر ایک نے ہر زاویہ سے بیسیوں تصاویر کھینچیں۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پارلیمنٹ ہاؤس کے اندر تشریف لے گئے جہاں ہمبرگ کے میئر موصوف Mr. Olaf Schloz نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا استقبال کیا اور حضور کو خوش آمدید کہا اور بعد میں حضور انور کو اپنے ساتھ میٹنگ روم میں لے گئے۔

ہمبرگ کے میئر اور وزیراعلیٰ صوبہ ہمبرگ Mr. Olaf Schloz نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دریافت کیا کہ حضور کے یہاں جرمنی میں آنے کا مقصد اور پروگرام کیا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ ہمارا مقصد تو اسلام کا محبت، امن اور سلامتی کا پیغام پہنچانا ہے۔ پھر یہاں

ہمبرگ کے میئر اور وزیراعلیٰ صوبہ ہمبرگ Mr. Olaf Schloz حضور انور سے مصافحہ کا شرف حاصل کر رہے ہیں

نئی تعمیر ہونے والی بعض مساجد کے افتتاح کا پروگرام ہے۔ اسی طرح ہمارا سالانہ جلسہ ہے اور بعض دوسری مصروفیات ہیں۔ ہمبرگ میں مسجد کے ذکر پر میئر نے کہا کہ مجھے پتہ ہے کہ آپ کی پہلی مسجد یہاں ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہمارا ایمان ہے کہ اپنے وطن سے محبت ایمان کا حصہ ہے۔ جو لوگ ہجرت کر کے یہاں آ رہے ہیں، یہ اب جرمن ہیں۔ ان کا رہن سہن اور خوراک بدل چکے ہیں۔ جب یہ ایک دفعہ آ گئے اور یہاں آباد ہو گئے تو یہ اس ملک کا حصہ ہیں۔ آپ لوگوں نے کھلے دل سے، کھلی بانہوں سے ہمارا استقبال کیا ہے۔ جس طرح گورنمنٹ ہماری مدد کر رہی ہے ہم بھی آپ کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے ملک کی تعمیر و ترقی میں کام کرنا چاہتے ہیں۔

میئر کے اس سوال پر کہ حضور کا آئندہ پروگرام کیا ہے۔ امیر صاحب جرمنی نے بتایا کہ اب اس میٹنگ کے بعد گرین پارٹی کی طرف سے Reception ہے۔ پھر آئندہ ہفتے بعض مساجد کے افتتاح اور دیگر پروگرام ہیں اور پھر جلسہ سالانہ ہے جہاں ہماری حاضری تیس ہزار کے لگ بھگ ہوتی ہے۔

جرمنی میں جماعت کی تعداد کے حوالہ سے امیر صاحب جرمنی نے بتایا کہ یہاں ہماری تعداد تیس ہزار کے قریب ہے۔

اس پر میئر نے دریافت کیا کہ کیا سبھی جلسہ میں شامل ہوتے ہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہاں سے قریباً نوّے فیصد لوگ تو جلسہ میں شامل ہوتے ہیں اور پھر بیرونی ہمسایہ ممالک سے بھی لوگ جلسہ میں شمولیت کے لئے آتے ہیں۔ یہ ہمارا ایک ایسا Event ہے کہ جب اس میں میری شمولیت ہو تو پھر لوگ ہر طرف سے بڑی کثرت سے آتے ہیں۔

پاکستان کے حالات کا ذکر ہونے پر حضور انور نے فرمایا کہ حالات زیادہ بگڑے ہیں کوئی مستقبل نظر نہیں آ رہا۔

آخر پر میئر، وزیراعلیٰ نے حضور انور کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ہمارا آپ سے یہاں ہمبرگ میں بہت پرانا تعلق ہے۔ ہمبرگ میں آپ کی مسجد پہلی مسجد ہے۔ آپ کے

تمام پروگرام کامیاب ہوں اور مستقبل میں بھی آپ کو کامیابیاں ملیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی آخر پر میئر کا شکریہ ادا کیا۔ بعد ازاں ایک گائیڈ نے پارلیمنٹ ہاؤس کے مختلف حصوں کا وزٹ کروایا۔

ایک ہال کے بارہ میں بتایا گیا کہ یہاں ہفتہ میں ایک دن سینیٹ کے ممبران کی اہم میٹنگ ہوتی ہے۔ اس ہال کی کوئی کھڑکی نہیں ہے اور دروازہ بھی ڈبل ہے۔ کسی قسم کی کوئی آواز باہر نہیں جاسکتی۔ میئر جو کہ صوبہ کا وزیر اعلیٰ بھی ہے اس میٹنگ کی صدارت کرتا ہے۔ ایک ہال جو کافی بڑا تھا اس کے بارہ میں بتایا گیا کہ یہاں پارلیمنٹ کا اجلاس ہوتا ہے۔ ایک تیسرا بڑا ہال تھا جس کے بارہ میں گائیڈ نے بتایا کہ یہاں مختلف کمیٹیوں، کمیشن، سینیٹ اور پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس ہوتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت کرنے پر گائیڈ نے بتایا کہ صوبہ کے پارلیمنٹ کے ارکان کی تعداد 121 ہے جس میں سے رولنگ پارٹی سوشل ڈیموکریٹ (SPD) کی 62 سیٹیں ہیں اور گرین پارٹی کی 40 ہیں۔ ایک تیسری پارٹی کی 28 ہیں اور لبرل کی 9 ہیں۔ باقی دیگر پارٹی کی ہیں۔

گائیڈ نے بتایا کہ اوپر جو گیلریز ہیں ان میں ایک پریس اور میڈیا کی ہے۔ اور ایک میں سینیٹ اور پارلیمنٹ کے سپیشل مہمان آکر بیٹھتے ہیں اور ایک زائرین کے لئے ہے جس کے لئے پہلے سے ریزرویشن کروانی پڑتی ہے۔

## ہمبرگ کے ٹی وی کے نمائندہ سے انٹرویو

صوبائی پارلیمنٹ ہاؤس کے اس تعارفی وِزٹ کے بعد ہمبرگ کے ایک ٹی وی سٹیشن کے نمائندہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نمائندہ کے اِس سوال پر کہ آپ کے یہاں آنے کا مقصد کیا ہے؟ فرمایا کہ یہاں آنے کا مقصد اسلام کا امن، محبت اور سلامتی کا پیغام پہنچانا ہے۔ یہاں بعض مساجد کے افتتاح کا بھی پروگرام ہے نیز ہماری کمیونٹی کا سالانہ جلسہ ہے اس میں شمولیت ہے۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جس مسیح و مہدی نے آنا تھا وہ آچکا ہے اور آپ کے آنے کا مقصد یہ تھا کہ انسان اپنے خدا کو پہچانے اور ہر انسان دوسرے انسان کے حقوق ادا کرے اور امن، محبت اور سلامتی کا پیغام پھیلے۔ یہی تعلیم اور پیغام ہم پھیلا رہے ہیں۔

## جرمنی کی گرین پارٹی کی طرف سے منعقدہ تقریب میں شمولیت

اس کے بعد پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پارلیمنٹ ہاؤس کے ایک ہال میں تشریف لے گئے جہاں حضور انور کے اعزاز میں ہمبرگ میں جرمنی کی گرین پارٹی کے ممبران کی طرف سے ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس تقریب میں 52 مہمان شامل ہوئے جن میں جرمنی کی نیشنل پارلیمنٹ کے دو ممبران، سات صوبائی ممبر پارلیمنٹ، مذہبی لیڈران، کونسل کے ممبران، بعض اخبارات و رسائل کے چیف ایڈیٹرز، پریس میڈیا کے نمائندے، فلاح و بہبود کے اداروں کے سربراہ، ایمنسٹی انٹرنیشنل کے نمائندے اور ڈاکٹرز، پروفیسرز اور وکلاء شامل تھے۔

چار بج کر پچیس منٹ پر اس تقریب کا آغاز ہوا۔

گرین پارٹی کی ایک لیڈر خاتون Christina Goetsch نے اپنے تعارفی اور افتتاحی ایڈریس میں سب احباب و خواتین کو خوش آمدید کہا اور خاص طور پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے آنے کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد جماعت احمدیہ کے مختصر تعارف میں ہمبرگ میں جماعت کی پہلی ''مسجد فضل عمر'' کا ذکر کیا۔ موصوفہ نے بیان کیا کہ بین المذاہب ڈائیلاگ کے پروگرام باقاعدگی سے منعقد کئے جاتے ہیں نیز سکولوں میں مذاہب کی تعلیم و

حضور انور ایدہ اللہ جرمنی کی گرین پارٹی کے ممبران کی طرف سے منعقدہ تقریب میں خطاب فرمارہے ہیں

تدریس کے پروگرام کے بارہ میں بتایا اور اس کی ضرورت و اہمیت کا ذکر کیا۔

اس کے بعد گرین پارٹی کے ایک اور عہدیدار اور لیڈر Prof. Wolfram Weisse نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہا اور حضور انور کا اس تقریب میں تشریف لانے پر شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد موصوف نے بڑی تفصیل کے ساتھ ہمبرگ میں منعقد ہونے والے بین المذاہب ڈائیلاگ کے پروگراموں کے بارہ میں بتایا اور جماعت احمدیہ ہمبرگ کا شکریہ ادا کیا کہ جماعت ہمارے ان مختلف پروگراموں میں شامل ہوتی ہے۔

موصوف نے بتایا کہ سکولوں میں مذہبی تدریس کے بارہ میں ہم کام کررہے ہیں اور اس بارہ میں نصاب وغیرہ کا جائزہ لیا جارہا ہے۔ موصوف پروفیسر Wolfram صاحب ہمبرگ یونیورسٹی میں سائنس کے مضامین پڑھاتے ہیں۔ نیز مذاہب عالم کی اکیڈیمی کے ڈائریکٹر ہیں۔

اس کے بعد مکرم امیر صاحب جرمنی نے اپنا تعارفی ایڈریس پیش کیا اور جماعت احمدیہ کا تعارف کرواتے ہوئے مسجد فضل عمر ہمبرگ اور مسجد نور فرینکفرٹ کا ذکر کیا کہ دوسری جنگ عظیم کے بعد جرمنی میں یہ جماعت احمدیہ کی پہلی مساجد تعمیر ہوئیں۔ جماعت ہمبرگ کے مختصر ذکر کے بعد جماعت احمدیہ کے مختلف چیرٹی پروگراموں کا ذکر کیا۔ تبلیغی پروگراموں کے حوالہ سے ملک بھر میں لیفلٹس کی تقسیم اور ایم۔ٹی۔اے کے پروگراموں کا ذکر کیا۔ اور آخر پر حاضرین کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا تعارف پیش کیا۔

ان افتتاحی اور تعارفی ایڈریسز کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس خطاب کا اردو ترجمہ پیش ہے:

## خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ برموقع تقریب ''گرین پارٹی'' بمقام Rathaus ہمبرگ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے الفاظ سے اپنے خطاب کو شروع کیا اور پھر فرمایا:

''مہمانان کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اللہ تعالیٰ کی سلامتی اور رحمت آپ سب پر ہو۔ سب سے پہلے تو مَیں آپ سب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اور خاص طور پر چیف میزبان صاحبہ کا کہ مجھے آج یہاں دعوت دی اور کچھ کہنے کا موقع دیا۔ آپ کے اس عمل سے آپ کی فراخدلی اور وسیع سوچ کی عکاسی ہوتی ہے۔ اور ثابت ہوتا ہے کہ قومیت، مذہب اور نظریہ سے قطع نظر آپ تمام بنی نوع انسان کی اقدار کی بہتری میں یقین رکھتے ہیں۔ آج مجھے مکرم پروفیسر صاحب سے یہ سن کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ نے بھی ایک پروجیکٹ شروع کیا ہے جس کے ذریعہ مختلف قومیتیں اور مذہب اکٹھے ہورہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس میں کامیابی بخشے۔

مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ دنیا کو اس وقت اس طرح کے روشن نظریہ کی خاص ضرورت ہے۔ ہم احمدی بھی اسی نظریہ پر عمل کرتے اور اس کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اور ہم ہمیشہ اس اصول کی پاسداری کرتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہم مسلسل اس نعرہ کو بلند کرتے رہتے ہیں کہ محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں۔

ہمارا ایک بنیادی اصول یہ ہے کہ مذہب اور رائے کے اختلاف میں یقیناً کوئی حرج نہیں۔ مذہب کے حوالہ سے مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مذہب ہر ایک کا ذاتی مسئلہ ہے اور ہر ایک نے اپنے مذہب کا فیصلہ خود کرنا ہے۔ کسی کو یہ حق نہیں کہ کسی بھی دوسرے کے مذہب میں دخل اندازی کرے بلکہ ہر ایک کا اپنا فیصلہ ہے کہ وہ اپنے ایمان کے مطابق کس مذہب کو اختیار کرتا ہے اور کس طریق پر چلتا ہے۔ ہر کسی کو یہ حق ہونا چاہئے کہ وہ اپنے مذہب اور اعمال کا اظہار آزادانہ اور سرِ عام کرسکے۔ اور کسی بھی قسم کے خدشہ کے بغیر ان کو اپنے عقائد کی تبلیغ کی بھی اجازت ہونی چاہئے۔

بعض لوگ اور گروہ، خاص طور پر مغرب میں، خوفزدہ ہوجاتے ہیں جب ان کو یہ نظریہ سنائی دیتا ہے کہ لوگوں کو اپنے مذہب کے مطابق عمل کرنے کی اور اس کی تبلیغ کی مکمل آزادی ہونی چاہئے۔ خاص طور پر جب اسلام کا ذکر ہوتا ہے تو یہ خوف شدّت اختیار کرجاتا ہے۔ اس خوف کی بنیاد اس اصل پر ہے کہ اگر مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی تو مغرب بھی مسلمان ممالک کی طرح غیر منظّم اور فساد سے بھر جائے گا۔ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ ''وہ اسلام'' جو کچھ مسلمان گروہوں نے دنیا کو دکھایا، اس کو دیکھ کر تو ایسا خوف لاحق ہونا ہی تھا۔ بہرحال اگر تمام مذاہب کی تاریخ کو دیکھا جائے تو جلد ہی یہ بات ظاہر ہوجاتی ہے کہ کسی بھی مذہب کے بانی نے اپنے ماننے والوں کو دوسروں کے حقوق غصب کرنے یا ظلم کا طریق اختیار کرنے کی تعلیم نہیں دی۔ بلکہ ہر مذہب کا مقصد یہی رہا ہے کہ بندہ کو خدا کے قریب کیا جائے اور انسانی حقوق کو قائم کیا جائے۔

آئیں ہم دیکھیں کہ اسلام نے کیا تعلیم دی ہے۔ اسلام کے لفظی معنی ہی امن، پیار اور تحفظ کے ہیں۔ پس اگر کوئی اسلام کو ایک شدّت پسند مذہب کی صورت میں پیش کرے جس کی تعلیم یہ ہو کہ خون بہایا جائے تو ایسی صورت میں اس کا اصل اسلام سے ہرگز کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ قرآن کریم نے شروع سے آخر تک پیار، محبت، امن، ہم آہنگی اور قربانی کی روح قائم کرنے کی تعلیم دی ہے اور احمدیہ جماعت اسی پیغام کی اشاعت کرتی ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ ہماری جماعت شدّت پسند لوگوں کی ظالمانہ کارروائیوں کا نشانہ بن گئی ہے۔ بہرحال اس ظلم و ستم کے باوجود احمدیوں نے کبھی بھی قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیا اور جس ملک میں بھی وہ رہتے ہیں انہوں نے کبھی بدنظمی نہیں پھیلائی۔

بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے ہمیں بعینہٖ یہی تعلیم دی ہے کہ ہماری ذمّہ داری ہے کہ ہم خدا کے حقوق اور خدا تعالیٰ کے بندوں کے حقوق کی پاسداری کریں۔ ہمیں تو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ کبھی بھی کسی ظلم کے بدلہ میں ظالمانہ رویّہ اختیار نہ کریں۔ یقیناً مظلوم کا حق ہے کہ جہاں ممکن ہو وہ قانون کی مدد مانگے مگر کچھ معاملے ایسے ہیں کہ جہاں قانون خود ہی ناانصافی پر مبنی ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر پاکستان اور انڈونیشیا میں قانون بنائے ہی اس لئے جاتے ہیں کہ احمدیوں پر ظلم و ستم کیا جائے۔ مگر ایسے حالات میں ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ صبر سے کام لیں اور معاملہ کو خدا تعالیٰ کے سپرد کردیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم ایک بعد از موت زندگی پر یقین رکھتے ہیں اور یہ بات مقدّر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک آخری حساب بھی کرنا ہے اور وہ فیصلہ کردے گا کہ کون صحیح اور کون غلط ہے اور وہ خود ہی واضح کردے گا کہ ظالم کون اور مظلوم کون ہے۔

احمدیہ مسلم جماعت، جرمنی کی حکومت اور اس کے باشندوں کی ہمیشہ شکرگزار رہی ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ جب بھی احمدیوں کو ظلم و ستم کی وجہ سے ہجرت کرنی پڑی تو اس ملک نے ایک خاصی تعداد کو پناہ اور تحفظ دیا۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جن حکومتوں نے احمدیوں کو پناہ دی انہوں نے یقیناً مظلوموں کو سانس لینے کی جگہ دی۔ پس انہوں نے ثابت کردیا کہ انسانی اقدار ابھی تک دنیا میں موجود ہیں۔ اور اس وجہ سے مَیں آپ سب کا خاص طور پر ممنون ہوں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ گرین پارٹی باقاعدگی سے مظلوم لوگوں کے ساتھ ہمدردی کرتی ہے قطع نظر اس کے کہ مظلوم کس مذہب یا کس ملک سے تعلق رکھتا ہے۔ یہی اخلاق ہیں جو انسانی اقدار کی خوبصورتی اور رنگ کو نمایاں کرتے ہیں۔ اور یہی اقدار دنیا میں روشنی پھیلاتی ہیں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ کی پارٹی اب اس مقام پر پہنچ گئی ہے کہ ایک صوبہ میں آپ کی حکومت بھی ہے اور دوسرے صوبوں میں آپ ایک مضبوط حزب اختلاف بن گئے ہیں۔ اس حوالہ سے میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ آپ اپنے ان اعلیٰ اخلاق کو مزید بڑھاتے چلے جائیں اور ایسے لوگ بن جائیں جو محبت اور پیار اور انصاف کو پھیلانے والے اور انسانی اقدار کو قائم کرنے والے ہوں کیونکہ اس وقت دنیا کو اس کی شدید ضرورت ہے۔

جماعت احمدیہ جو ایک خالص مذہبی جماعت ہے، کے امام ہونے کے ناطہ مَیں آپ کو اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ آج جماعت احمدیہ پوری دنیا میں انسانی حقوق کو قائم کرنے کے لئے بہت محنت کررہی ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ جرمنی کے احباب آپ میں سے تمام اُن لوگوں اور گروہوں کی مدد کریں گے جو انسانی اقدار کو پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ

قرآن کریم میں ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کی اچھے اور نیک کاموں میں مدد کریں۔

بانی اسلام کی زندگی اس عمل کی گواہی دیتی ہے۔ نبوت کے دعویٰ سے قبل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے معاہدہ کے ممبر تھے جس کے قیام کا واحد مقصد دبے ہوئے پسماندہ لوگوں کی مدد کرنا تھا۔ بہت سالوں بعد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس معاہدہ کا ممبر ہونا میرے لئے اس دنیا کی ساری دولت سے زیادہ قیمتی تھا''۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا: ''اگر اب نبوّت کے بعد بھی کوئی مجھے اس معاہدہ کے حوالہ سے بلائے گا تو مَیں بلا ہچکچاہٹ اس کی مدد کے لئے آگے آؤں گا''۔ اس لئے احمدی مسلمان اپنی زندگیاں اس اُسوہ حسنہ کے مطابق گزارنے کی کوشش کرتے ہیں جو ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر قائم کر کے دکھایا ہے۔

وہ لوگ جو اسلام کی باقاعدگی سے مخالفت کرتے ہیں وہ اسلام کے خلاف حساس اور دلآزار الزام تراشی کرتے رہتے ہیں مگر وہ ایسا اسلام کی اصل تعلیم کے مطالعہ کے بغیر کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی تعلیم پر صحیح طور پر عمل نہیں کرتا باوجودیکہ وہ اس تعلیم کا پیروکار ہونے کا دعویٰ بھی کرتا ہے تو اس صورت میں وہ شخص غلطی پر ہوگا نہ کہ وہ تعلیم۔ یہ ایک بنیادی اصول ہے۔

درحقیقت قرآن مجید ہمیں دنیا میں انصاف کے اعلیٰ ترین معیار قائم کرنے کی تعلیم دیتا ہے اور اس کو حاصل کرنے کے لئے انسان کو یہ حکم دیتا ہے کہ انصاف اور برابری قائم کرے حتّی کہ ایسی قوم سے بھی انصاف کا سلوک کرے جس نے اس پر ظلم کیا ہو یا اس کے خلاف نفرت کا اظہار کیا ہو۔ وہ انصاف کا اظہار کرنے کی تعلیم دیتا ہے کیونکہ یہ حقیقی نیکی کے قیام کے لئے ضروری ہے۔

نیکی کے حوالہ سے قرآن کریم نے مختلف جگہوں پر یہ فرمایا ہے کہ وہ جو نیکی کو اختیار نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ سے دُور کر دیا گیا ہے اسی وجہ سے وہ اسلامی تعلیم سے بھی دُور ہو جاتا ہے۔

معاشرہ میں امن قائم کرنے کے لئے قرآن کریم میں آتا ہے: ''نہ اچھائی برائی کے برابر ہوسکتی ہے اور نہ برائی اچھائی کے برابر۔ ایسی چیز سے دفاع کر جو بہترین ہو۔ تب ایسا شخص جس کے اور تیرے درمیان دشمنی تھی وہ گویا اچانک ایک جاں نثار دوست بن جائے گا۔'' (35:44)

جس نے یہ الفاظ سن لئے وہ اس تعلیم کو کیسے نقصان دِہ کہہ سکتا ہے؟ ہم احمدی تو یہ چاہتے ہیں کہ دنیا میں ایسا ماحول پیدا کریں جیسا اِس آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ بلاشک ایک ایسا سنہرا اصول ہے کہ اگر اس کی اتباع کی جائے تو کسی بھی معاشرہ کی ترقی اور امن کی ضمانت دی جاسکتی ہے۔ مزید یہ کہ یہ صرف مقامی اور علاقائی امن تک محدود نہیں بلکہ یہ دنیا کے امن کو قائم کرنے کا سنہرا اصول ہے۔

آج ہم ایک طرف تو فخریہ انداز میں کہتے ہیں کہ دنیا میں قربتیں بڑھ رہی ہیں اور دنیا ایک گلوبل ویلیج کی شکل اختیار کر رہی ہے مگر دوسری طرف مختلف ممالک اور مذاہب کے درمیان نفرتیں بھی پھیل رہی ہیں۔ اور یہ نفرتیں کسی ایک علاقہ تک محدود نہیں بلکہ اس وجہ سے کہ دنیا سکڑ گئی ہے اور فاصلے کسی روک کا باعث نہیں ہیں یہ مسائل ایک بین الاقوامی نوعیت اختیار کر گئے ہیں۔ اگر ہم دنیا کے حالات کا تجزیہ کریں تو ہم دیکھتے ہیں کہ یہ issues اب سنگین مسئلے بن گئے ہیں جو بین الاقوامی حیثیت رکھتے ہیں۔ آج کل بنایا جانے والا اسلحہ اور توپخانہ جیسے جوہری اسلحہ اور طویل فاصلہ تک مار کرنے والے ہتھیار اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ یہ نفرتیں دنیا میں ایک بین الاقوامی حیثیت اختیار کر گئی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ جرمنی ان تباہ کن اور مہلک ہتھیاروں سے بچا ہوا ہے یعنی ایٹم بم۔ ورنہ ایسے دُور تک مار کرنے والے ہتھیار بنانے کی کیا ضرورت ہے جن کا اصل مقصد جہاں تک ممکن ہو سکے دُور دراز علاقوں کی تباہی ہے؟

جنگ کے حوالہ سے سب سے پہلے یہ بات طے کی جانی چاہئے کہ پڑوسی ممالک آپس میں جنگ نہیں کریں گے۔ اگر بدقسمتی سے جنگ پھوٹے تو اُسی علاقہ تک محدود رہنی چاہئے۔ مگر آج ہمیں ایسے ممالک بھی ملتے ہیں جو ہزاروں میل کی زمین پر اس بے احتیاطی سے حملہ کرتے ہیں کہ اس میں ہر قسم کی زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ نہ ہی کوئی جاندار اور نہ ہی کوئی نباتات اس طرح کی جنگوں میں بچتے ہیں۔ مثال کے طور پر دوسری جنگ عظیم میں جاپان پر دو ایٹم بم پھینکے گئے جن کی وجہ سے ایک حیران کن اور نہایت خوفناک تباہی مچی۔ اسی وجہ سے مستقبل میں ایسی تباہی سے بچنے کے لئے مختلف اقدامات اٹھائے گئے تھے مگر وہ اس سے بہت کم تھے جو اس تباہی کو پھیلانے اور بڑھانے کے لئے اٹھائے گئے بلکہ بالکل ہی الٹ تھے۔

ایسے ممالک جن کے باشندے بھوک اور غربت کی وجہ سے مر رہے ہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ ان کے حکمران بھی اپنی طاقت اور برتری ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور انہوں نے بھی جوہری ہتھیاروں کے تجربات شروع کر دیئے ہیں۔ کیا وہ دُور اندیشی سے کام نہیں لیتے کہ اس کے نتائج کیا ہوں گے؟ ان ممالک کے سربراہ ایسی جنگ کی نذر ہو جاتے ہیں جو صرف ان کی ذاتی انا اور تکبر کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ جب تک طاقتور ممالک جنگ سے بچنے کی سنجیدہ کوشش نہ کریں گے تب تک یہ ظالمانہ رویّہ بڑھتا رہے گا۔

مَیں اس وقت اس نظریہ کو دہرانا چاہتا ہوں جس کو مَیں انگریز سیاستدانوں کے سامنے 2008ء میں پارلیمنٹ میں رکھ چکا ہوں اور مَیں دنیا میں مختلف جگہ پر سامعین کے سامنے یہ بیان کر چکا ہوں اور آج میں عاجزی سے یہ بات دہرانا چاہتا ہوں کہ جرمنی ایک ترقی یافتہ ملک ہے اور دنیا میں ایک مضبوط طاقت ہے اور مزید یہ کہ آپ کی پارٹی آنے والی حکومت بھی بن سکتی ہے۔ آپ کو اس بارہ میں غور کرنا چاہئے اور دنیا میں امن قائم کرنے میں آپ کو ایک اہم کردار ادا کرنا چاہئے۔ اسی طرح آج اس محفل میں جو اہم اور پڑھی لکھی شخصیات موجود ہیں ان کو بھی اپنی ذمّہ داری سمجھنی چاہئے۔ اگر آپ اس اہم ذمّہ داری کو اٹھانے کے لئے تیار ہوں گے تو یہ انسانیت کے لئے ایک بڑی خدمت ہوگی۔ اس جگہ پر مَیں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ اگر کوئی ملک اپنے ہمسایہ ملک سے ظالمانہ رویّہ اختیار کرے تو یقیناً UNO کا یہ کام ہونا چاہئے کہ ایسی زیادتی کو روکے لیکن یہ کام ایک انصاف پسند مددگار کی حیثیت سے کرنا چاہئے۔

اس زمانہ میں اگر کسی تیسرے کی مداخلت سے جنگ روکی بھی جاتی ہے تو کیا وہ انصاف پر قائم ہوتے ہوئے روکی جاتی ہے؟ یقینی طور پر اس کا جواب نہ میں ہوگا۔ مَیں یہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک حکومت کو دوسری حکومت سے جنگ کے لئے بیرونی طاقتوں کی طرف سے امداد دی جاتی ہے۔ ان کو اسلحہ اور بعض اوقات بیرونی فوجوں کے ساتھ مدد دی جاتی ہے اور پھر کچھ وقت کے بعد جب ہتھیار لینے والی حکومت بیرونی حکومت کے کام کی نہیں رہتی یا اس میں اس کے مفادات ختم ہو جاتے ہیں اور اس کی دلچسپی ختم ہو جاتی ہے یا اس میں سے کوئی سی بھی صورت ہو تو اچانک وہ حکمران جن کو مدد دی جاتی تھی، ان کو طاقتور ممالک کی طرف سے جنگی مجرم ٹھہرا کر بین الاقوامی کریمینل عدالت کے حوالہ کر دیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں بعض جگہوں پر مقامی آبادی کو اپنی ہی حکومت کے خلاف بھڑکایا جاتا ہے اور ان اقدامات کی وجہ سے مزید بدنظمی اور ظلم جنم لیتے ہیں۔ یہ ایک بالکل غلط نظریہ ہے۔

اسلام تو یہ تعلیم دیتا ہے کہ تمہیں ان کے خلاف جنگ کی اجازت ہے جو خود جنگ کریں اور ظالمانہ رویّہ اختیار کریں اور مزید یہ تعلیم دیتا ہے کہ اگر وہ ظلم سے باز آجائیں اور بدنظمی ختم ہو جائے تو پھر تم کو بھی ہاتھ واپس کھینچ لینا چاہئے کیونکہ جنگ تو صرف ظلم کو ختم کرنے کے لئے کی جاتی ہے۔ جنگ کرنے کی اجازت صرف مدافعانہ طور پر ہے جارحانہ طور پر نہیں۔ یہ بات قرآن کریم کی دوسری سورت البقرۃ کی آیات نمبر 192 تا 194 میں بیان ہوئی ہے۔

ایک مشہور حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مظلوم اور ظالم دونوں کی مدد کرو۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ظالم کی کس طرح مدد کی جائے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ ظالم کا ہاتھ روکنے سے تم اس کی مدد کرو گے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ تم اس کو ناانصافی اور ظلم کرنے سے بچاؤ تا کہ وہ خدا کی سزا سے بچ جائے۔ یہ اصول کہ ظالم کی بھی مدد کی جائے اُس ہمدردی کو ظاہر کرتا ہے کہ جس میں کوئی ذاتی مفاد نہیں ہے۔ اس بات پر قرآن کریم بھی زور دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ جب مفاہمت اور امن قائم ہو جائے تو تم کو بھی انصاف اور عدل قائم کرنا ہوگا۔ (سورت نمبر 49 آیت 10)

اگر دوسری جنگ عظیم کے بعد انصاف کے پہلو کو قائم رکھا جاتا تو آج ہمیں دنیا کی یہ حالت نہ دیکھنی پڑتی کہ آجکل پھر دنیا جنگ کے شعلوں میں لپٹی ہوئی ہے۔ اگر جنگ روکنے کے لئے مداخلت کے وقت انصاف کو قائم رکھا جاتا تو ہمیں ہتھیاروں کا مقابلہ نہ دیکھنا پڑتا جہاں پر جنگی جہاز اور ہتھیار بنائے جا رہے ہیں اور دنیا کی فوجیں مسلسل مضبوط کی جا رہی ہیں۔ اگر انصاف کو قائم کیا گیا ہوتا تو ایٹم بم اور کیمیائی ہتھیار بنانے میں کوئی مقابلہ نہ ہوتا اور نہ ہی قومیں ایسی گمراہ کُن ایجادوں پر فخر کرتیں۔

بہت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اگر دنیا کے حالات کو قریب سے دیکھا جائے تو ایک اور جنگ عظیم کی بنیاد رکھی جا چکی ہے۔ ہر ملک کسی نہ کسی طرح اس میں ملوث ہے یا مدد کرتے ہوئے یا دوسروں کی مخالفت کرتے ہوئے اور انصاف کے تقاضے پورے نہیں کئے جا رہے۔ روز نئے نئے جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں۔ اب یہ کوئی راز کی بات نہیں رہی کہ بظاہر کچھ کہا جاتا ہے اور درپردہ اصلی ترجیحات، پالیسیوں اور اپنے مقاصد کو پورا کیا جاتا ہے۔ کیا ایسی صورت حال میں امن قائم کیا جاسکتا ہے؟ یہ ایک بہت بڑا سوال ہے۔ نتیجہ کے طور پر بڑے اور چھوٹے ممالک ہر دو کے پاس نیوکلیئر ہتھیار ہیں اور دشمنیاں بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔ لوگوں کے دل بغض سے بھرتے چلے جا رہے ہیں۔ ہم دنیا کو ایک خطرناک تباہی کی طرف چلتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ دنیا کی ترقی پر زور دینے کی بجائے اس امر پر زیادہ توجہ کی ضرورت ہے کہ دنیا کو اس تباہی سے بچا لیا جائے۔ ہر گروہ اور ہر ملک اپنی خودغرضی، انا اور تکبّر کی وجہ سے بہت بڑے خطرہ میں ہے اور ان کے لئے مشکل ہے کہ اس سے نکل پائیں۔

پس مَیں آپ سے عاجزانہ گزارش کرتا ہوں کہ اس ملک کے اثر و رسوخ رکھنے والے لوگ دنیا کو اس مشکل سے آگاہ کریں جس کا سامنا آج دنیا کو کرنا پڑ رہا ہے ورنہ ہماری نسل کبھی بھی ایک روشن مستقبل نہیں دیکھ پائے گی اور ایک گہری سیاہ گمراہی میں پڑ جائے گی۔ ہمیں یہ اصول ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ''آپ وہی کاٹو گے جو آپ بوؤ گے''۔ فطرت کے قوانین کچھ ایسے ہیں کہ نتائج ہمارے اعمال سے وابستہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی ترقی اور بہتری کے لئے اس دنیا اور آخرت میں انصاف کا توازن قائم کر چھوڑا ہے۔ اگر یہ توازن خراب ہوا تو دنیا ہلاک ہو جائے گی۔ جیسا کہ قرآن کریم کی سورت 55 آیت 8 تا 14 میں لکھا ہے کہ آسمان کی کیا ہی شان ہے۔ اس نے اسے رفعت بخشی اور نمونہ عدل بنایا تا کہ تم میزان میں تجاوز نہ کرو۔ اور وزن کو انصاف کے ساتھ قائم کرو اور تول میں کوئی کمی نہ کرو۔ اور زمین کی بھی کیا شان ہے۔ اس نے اسے مخلوقات کے لئے سہارا بنایا۔ اس میں طرح طرح کے پھل ہیں اور خوشہ دار کھجوریں بھی اور بھوسے والے اناج اور خوشبودار پودے۔ پس تم دونوں اپنے ربّ کی کس کس نعمت کا انکار کرو گے؟ ان آیات میں کائنات کے نظام کو سمجھایا گیا ہے جو اس کی بناوٹ اور گردش میں ایک کامل جوڑ ہے اور ایک بے عیب ہم آہنگی ہے۔

قرآن کریم میں لکھا ہے کہ انسانوں کو اس انصاف اور توازن کی مثال کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے کیونکہ قرآن کریم نے انسانوں کو اشرف المخلوقات قرار دیا ہے۔ اگر تم اس نظام سے بغاوت کرو گے اور اس نظام کو توڑو گے اور اپنی ذاتی خواہشات اور نفس پرست اَنا کی پیروی کرو گے تو پھر تم نقصان اٹھاؤ گے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ تم اپنے آپس کے تعلقات میں مکمل ہم آہنگی اور ایک دوسرے کے ساتھ منصفانہ برتاؤ کرو اور ان حدود سے تجاوز نہ کرو جو قائم کی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں جو کچھ بھی پیدا کیا ہے، زندگی یا نباتات کی شکل میں، اس کے ساتھ انصاف اور متوازن سلوک کرنا چاہئے۔ تب تم ان نعمتوں سے فائدہ اٹھاؤ گے جو اللہ تعالیٰ نے انعام کی ہیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ نباتاتی زندگی کو بھی قرآن مجید میں بہت اہمیت دی گئی ہے۔ یہ خاص طور پر ذکر ملتا ہے کہ بعض درخت، فصلیں اور بھوسہ جانوروں کی خوراک کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہاں مَیں یہ بیان کروں کہ عربی الفاظ کے گہرے معنی کو کسی دوسری زبان کے ایک لفظ میں ترجمہ کرنا بہت مشکل ہے۔ مثال کے طور پر یہاں ایک عربی لفظ جس کا انگریزی میں Husk ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس کا مطلب صرف خشک گھاس یا بھوسہ نہیں ہے بلکہ اس سے مراد ہر قسم کا چارہ ہے جو ان جانوروں کی خوراک کے لئے استعمال ہوتا ہے جن پر انسان انحصار کرتے ہیں۔ جانور ہماری مدد کرتے ہیں اس لحاظ سے کہ ہم انہیں خوراک اور دوسرے مقاصد اور فوائد کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اس لئے ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ان جانوروں سے انصاف اور متوازن سلوک کیا جائے۔

نباتاتی زندگی بھی اِس نظام کے لئے ضروری ہے اور براہ راست بنی نوع انسان کی بقا کے لئے ضروری ہے اور جانور بھی جن پر انسان انحصار کرتے ہیں جیسا کہ آجکل یہ ایندھن اور توانائی پیدا کرنے کا ذریعہ ہیں۔ اس لئے یہ ظاہر ہے کہ اس فطرتی توازن کی متابعت میں ناکامی انسانوں کے لئے نقصان دہ ثابت ہوسکتی ہے۔

یہ آیت جس کا حوالہ دیا گیا ہے متواتر یہ سوال کرتی ہے کہ تم دونوں اپنے ربّ کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان میں سے جو خدا کی نعمتوں کو جھٹلائیں گے ان میں ''دونوں'' شامل ہیں۔ یہ ''دونوں'' کون ہیں؟ اس سے قوم کے حکمران اور عوام الناس دونوں مراد ہیں۔ اس میں غریب اور امیر دونوں شامل ہیں۔ اس میں وہ مغربی ممالک بھی شامل ہیں جو اپنی کامیابیوں پر فخر کرتے ہیں اور اس میں کم

ترقی یافتہ افریقن اور ایشیائی ممالک بھی شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صاف واضح فرمایا ہے کہ تم انصاف اور توازن کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز نہ کرو۔

نیوکلیائی اور آتشیں اسلحہ کے استعمال کا صرف یہ مطلب ہے کہ تم خدا تعالیٰ کے خلاف بغاوت کر رہے ہو اور یہ بغاوت ہمیں اس راستہ پر لے جائے گی جو اس کے توازن کو تباہ کر دے گا۔ اس لئے ہمیں یہ باور کروایا گیا ہے کہ تمہیں ضرور اپنے ذمہ حقوق العباد اور حقوق اللہ کو پورا کرنا ہوگا۔ قرآن کریم میں بعض جگہ پر ایٹمی جنگی حالات کا اشارہ ملتا ہے۔ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے جو قرآن مجید کی سچائی پر مکمل یقین رکھتا ہے، دنیا کو اکثر یاد دلاتا ہوں کہ یہ حد سے بڑھتی ہوئی دشمنیاں مکمل طور پر انسانی اقدار کو ختم کر رہی ہیں اور دنیا کو تباہی کی طرف لے جا رہی ہیں۔ اس سے لازماً بچنا ہوگا۔ ہمیں اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ یہ تباہی ٹل جائے۔

آپ کی دنیا میں ایک مؤثر آواز ہے اس لئے مَیں آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ اپنے لوگوں کو بھی بتائیں اور باقی دنیا کو بھی کہ خدا تعالیٰ کے توازن میں رکاوٹیں پیدا کر کے تم تیزی سے ہلاکت کی طرف جا رہے ہو۔ یہ پیغام اب پہلے سے کہیں زیادہ قوّت کے ساتھ پہنچانے کی ضرورت ہے کہ اپنے آپ کو اور دنیا کو تباہی سے بچاؤ۔ یہ میری دعا ہے کہ قدرت کی خوبصورتی کو برقرار رکھتے ہوئے اور پیار اور محبت کا ماحول قائم کرتے ہوئے آپ اس مقصد کو بغیر کسی سِفلی مقصد کے حاصل کرنے والے ہوں اور اس سلسلہ میں عظیم کاوشیں کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس اچھے مقصد میں کامیاب فرمائے۔

آخر میں ایک بار پھر مَیں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے خطاب کرنے کی اجازت دی اور وہ سب کچھ سنا جو آج میں نے یہاں بیان کیا ہے۔ شکریہ‘‘

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب چالیس منٹ تک جاری رہا۔

بعد ازاں مہمان باری باری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پاس آکر حضور انور سے ملتے رہے اور سپیشل درخواست کر کے تصاویر بنواتے۔ حضور انور ازراہ شفقت ان مہمانوں سے گفتگو فرماتے۔

☆ کرسچین ڈیموکریٹک پارٹی کے ایک ممبر Ian Karan حضور انور سے ملے اور بتایا کہ مَیں عیسائی مذہب سے تعلق رکھتا ہوں۔ آج ہمارے لئے یہ بہت عزّت افزائی اور خوشی کا مقام ہے کہ آپ یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں۔

☆ ایک ترک دوست حضور انور سے ملے اور بتایا کہ وہ ’’علوی جماعت‘‘ کے چیئرمین ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دیکھ کر دریافت فرمایا کہ کیا آپ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسل سے تعلق ہے۔ اس پر موصوف نے جواب دیا کہ میرا ذاتی طور پر تو نہیں لیکن ہماری جماعت کا تعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسل سے ملتا ہے۔

☆ ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی اور بتایا کہ وہ Common Purpose سے تعلق رکھتی ہے۔ حضور انور کے دریافت فرمانے پر موصوفہ نے بتایا کہ یہ تنظیم پورے یورپ میں کام کرتی ہے اور یہ ایک چیرٹی کی تنظیم ہے جو سوسائٹی اور تمام شہریوں کی مدد کے لئے ہے۔

☆ ڈاکٹر محمد خلیفہ صاحب جن کا تعلق مصر سے ہے (اور جو ایک روز قبل حضور انور سے مل چکے تھے) حضور انور سے ملے اور ذکر کیا کہ انہوں نے جو اپنی تصویر حضور انور کے ساتھ بنوائی تھی وہ اس تصویر کو اپنے دفتر میں آویزاں کریں گے۔ نیز انہوں نے بتایا کہ کل مغرب وعشاء کی نماز مَیں نے حضور انور کی اقتداء میں پڑھی ہے۔ حضور انور کی تلاوت نے دل پر گہرا اثر کیا ہے۔ میرے لئے اس خوشی سے بڑھ کر کوئی خوشی نہیں کہ مَیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملا ہوں۔ اس کے بعد موصوف ڈاکٹر صاحب نے حضور انور کا بہت شکریہ ادا کیا۔

☆ ہر ملنے والے مہمان نے انتہائی عقیدت اور محبت کے جذبات کا اظہار کیا اور اس تقریب میں شمولیت پر حضور انور کا شکریہ ادا کیا۔

☆ اس تقریب کے دوران بھی اور بعد میں بھی میڈیا اور پریس کے نمائندے مسلسل تصاویر بناتے رہے۔

## مہدی آباد میں ورود مسعود، استقبال اور مسجد کے لئے سنگ بنیاد کی تقریب

یہاں سے سوا چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ’’مہدی آباد‘‘ کے لئے روانہ ہوئے۔ ہمبرگ سے مہدی آباد کا فاصلہ تیس کلومیٹر ہے۔ ساڑھے سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ’’مہدی آباد‘‘ تشریف آوری ہوئی جہاں مہدی آباد اور اردگرد کی جماعتوں سے آئے ہوئے احباب مرد وخواتین نے بڑی تعداد میں اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا اور نعرے بلند کرتے ہوئے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ بچوں اور بچیوں نے علیحدہ علیحدہ گروپس کی صورت میں دعائیہ نظمیں پیش کیں۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف لائے تو صدر جماعت مہدی آباد مکرم حبیب اللہ طارق صاحب، مبلغ سلسلہ ریجن ہمبرگ لئیق احمد منیر صاحب اور ریجنل امیر مکرم نورالدین صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔

مہدی آباد میں جماعت کے گزشتہ سالوں میں ہونے والے پروگراموں اور اب نئی منصوبہ بندی اور نئی تعمیرات کے منصوبوں کو تصاویر اور نقشہ کی شکل میں مختلف چارٹس پر ظاہر کیا گیا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان تصاویر اور نقشہ جات کو ملاحظہ فرمایا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مشن ہاؤس کے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

’’مہدی آباد‘‘ ہمبرگ شہر سے تیس کلومیٹر دور Nahe نامی قصبہ اور ضلع Segeberg میں واقع ہے۔ صوبہ کا نام Schleswig-Holstein ہے اور یہ صوبہ جرمنی کے شمال کی طرف ہے۔ اس صوبہ کا دارالحکومت Kiel ہے اور یہ وہی شہر ہے جس کے ایک جرمن باشندے نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپؑ کی زندگی میں پہچانا تھا اور آپ پر ایمان لایا تھا۔

یہ قطعہ زمین جس کا نام ’’مہدی آباد‘‘ ہے۔ 12؍جولائی 1989ء کو چھ لاکھ جرمن مارک میں خریدا گیا۔ مہدی آباد دو قطعات زمین پر مشتمل ہے۔ ایک قطعہ زمین کا رقبہ جس پر جماعتی سینٹر موجود ہے اور اب مسجد کی تعمیر کا پروگرام ہے، 21479 مربع میٹر یعنی پانچ ایکڑ سے زیادہ ہے۔ اور دوسرا قطعہ زمین جو اس پہلے قطعہ سے آٹھ صد میٹر دُور ہے ایک زرعی زمین پر مشتمل ہے اور اس کا رقبہ ایک لاکھ 51 ہزار مربع میٹر ہے۔ ایکڑ میں یہ رقبہ 37.26 ایکڑ ہے۔ مہدی آباد میں جو موجودہ عمارت پہلے کی بنی ہوئی ہے اس کے ایک حصہ کو رہائشی طور پر اور ایک حصہ کے دو ہالوں کو مرمّت وغیرہ کر کے نماز کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ یہاں مسجد کی تعمیر کی اجازت کے حصول کے لئے ایک لمبا وقت لگا ہے اور پورے علاقہ کا ایک Master Plan بنا کر پیش کرنا پڑا ہے اور بعض شرائط کے ساتھ مسجد کی تعمیر کی اجازت ملی ہے۔

آج یہاں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جانا تھا۔ سنگ بنیاد کے لئے تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم صدیق طاہر صاحب نے پیش کی اور بعد ازاں اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ پھر جرمن ترجمہ پیش کیا گیا۔

حضور انور ایدہ اللہ مہدی آباد کی مسجد کے سنگ بنیاد کے موقع پر خطاب فرما رہے ہیں

اس تقریب کے لئے مہدی آباد کے گردونواح میں رہنے والے جرمن احباب مرد، خواتین بھی آئے ہوئے تھے۔

مکرم امیر صاحب جرمنی نے اپنے مختصر ایڈریس میں مہدی آباد کا تعارف کروایا اور یہاں جگہ کی خرید کے بارہ میں اور آگے مزید پلاننگ کے بارہ میں رپورٹ پیش کی اور بتایا کہ شروع میں اس جگہ کے استعمال میں بہت رکاوٹ رہی۔ متعلقہ محکموں کی طرف سے اجازت نہ ملتی تھی۔ اس کے بعد یہ معاملہ عدالت میں لے جانا پڑا۔ بہت عرصہ بعد پھر ہمارے حق میں یہ فیصلہ ہوا۔

2006ء میں یہ پروگرام بنا کہ مہدی آباد میں مسجد تعمیر کی جائے۔ مسجد کی اجازت پر بھی ایک لمبا عرصہ لگا ہے اور اب بھی بعض شرائط کے ساتھ اجازت ملی ہے اور آج اس مسجد کے سنگ بنیاد کے حوالہ سے یہ تقریب منعقد کی جا رہی ہے۔

☆ امیر صاحب جرمنی کے ایڈریس کے بعد علاقہ کے میئر Orfwim Peters نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہا۔ میئر نے کہا کہ ہم جماعت احمدیہ کی دعوت کو خوشی سے قبول کرتے ہوئے یہاں آئے ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ ہم سب کا اچھا تعلق رہے اور ہم مل جل کر امن سے رہیں۔ آپ سب دیکھ بھی رہے ہیں کہ بڑی تعداد میں ہمسائے آج اس پروگرام میں موجود ہیں۔ یہ چیز بتاتی ہے کہ ہم سب کے تعلقات اچھے ہیں اور آپس میں اچھی افہام وتفہیم ہے۔ یہاں مسجد کی منظوری کے کام میں بہت وقت صرف ہوا لیکن اب ایک ایسا حل مل گیا ہے جس سے سب راضی ہیں۔ آخر پر مجھے امید ہے کہ ہم سب کا اٹھنا بیٹھنا اتفاق اور محبت کے ساتھ رہے گا۔

☆ میئر کے اس ایڈریس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کا متن پیش ہے:

## خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ برموقع سنگ بنیاد مسجد ’’مہدی آباد‘‘

’’ایک لمبے عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو یہاں اس جگہ پر مسجد کی بنیاد رکھنے کی توفیق مل رہی ہے۔ جہاں تک مجھے بتایا گیا ہے اس علاقہ میں احمدی آبادی بہت کم ہے اور اسی وجہ سے یہ اعتراض رہا کہ کیا ضرورت ہے یہاں مسجد بنانے کی۔ لیکن اب ایک پلاننگ کے تحت کچھ گھر بنانے کی اجازت ملی ہے۔ اگر احمدی آبادی یہاں آجائے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس مسجد کی اجازت مل جائے گی۔

یہ اجازت جو ملی ہے یہ بھی مشروط اجازت ہے۔ ابھی اس کی بنیاد رکھنے کی اجازت تو ملی ہے مگر ابھی مسجد کی تعمیر کرنے کی اجازت نہیں ہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ جب یہاں احمدی آبادی ہو۔ پس کوشش یہ کرنی چاہئے کہ وہ احمدی جو اس علاقہ میں آسکتے ہوں یہاں آکر رہیں تاکہ اس مسجد کی تعمیر کے اسباب بھی پیدا ہو سکیں اور اس مسجد کو آباد کرنے کے بھی اسباب پیدا ہوں۔ کیونکہ بغیر احمدی آبادی کے تو مسجد بنانے کا کوئی فائدہ نہیں۔

احمدی آبادی کے یہاں آنے سے ایک تو علاقہ کے لوگوں میں جو کچھ جماعت کے متعلق بہتر اثر رکھتے ہیں اگر اچھے احمدی یہاں آئے تو امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ مزید اچھا اثر قائم ہوگا۔ دوسرے مسجد کی وجہ سے جو لوگوں کے تحفظات ہیں وہ بھی ختم ہوں گے۔ ایک عام تأثر پایا جاتا ہے کہ اسلام شدّت پسند مذہب ہے۔ احمدیوں کو دیکھ کر، احمدی نمونہ کو دیکھ کر، مسجد کو دیکھ کر، مسجد میں آنے والے لوگوں کی عبادت کو دیکھ کر، اس پیغام کو سن کر جو مسجد بننے کی وجہ سے مزید وسعت اختیار کرے گا، امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت کا یہاں مزید تعارف بڑھے گا اور تبلیغ کے مزید میدان کھلیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی فرمایا ہے کہ جہاں اسلام کا پیغام پہنچانا ہو وہاں مسجد بنا دو۔ مسجد بننے کے ساتھ تبلیغ کے راستے مزید کھلتے چلے جائیں گے۔

پس اس سوچ کے ساتھ یہاں کے احمدیوں کو جو اس علاقہ کے اردگرد رہتے ہیں کوشش کرنی چاہئے جو یہاں آباد ہو سکتے ہیں، afford کر سکتے ہیں یہاں آئیں، اس علاقہ کو آباد کریں اور یہاں مسجد بنائیں تاکہ وہ جگہ جو آج سے تقریباً بیس سال سے زائد عرصہ سے پہلے لی گئی تھی اس کا صحیح مصرف ہو سکے۔ ورنہ جگہ لے کر زمین لینے کا تو کوئی فائدہ نہیں ہے اگر اس کا کوئی استعمال نہ ہو۔ اور یہ کہنا کہ یہ بہت دُور ہے، ہم یہاں جا کر کیا کریں گے؟ بہت سارے ایسے گھرانے ہیں جو دُور دُور کے علاقوں میں رہتے ہیں اور کچھ بھی نہیں کر رہے۔ یہاں تو آبادی ایسی ہے اور ہمبرگ بھی قریب ہے کہ یہاں رہ کر ہمبرگ میں بھی کاروبار کئے جا سکتے ہیں۔ شہر قریب ہے۔ پس اگر تو اس علاقہ میں احمدیت کا پیغام پہنچانا ہے تو قربانی کر کے چند گھروں کو، کچھ لوگوں کو یہاں آنا پڑے گا۔ اللہ کرے کہ ایسے لوگ ہمیں مل جائیں جو اس قربانی کے ساتھ یہاں آئیں، اس علاقہ کو آباد کریں اور یہاں اس چھوٹے سے علاقہ میں احمدیت کا

پیغام پھیلے۔ جس طرح یہ تعاون ہے یہاں کے میئر صاحب کا اور یہاں کی آبادی کا۔ یہ تعاون آپ کے نمونے دیکھ کے مزید بڑھے اور ان میں سے ہی سعید روحیں اسلام کے آغوش میں آنے والی بنیں۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔"

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اُس جگہ پر تشریف لے گئے جہاں سنگ بنیاد رکھے جانے کا پروگرام تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعاؤں کے ساتھ یہاں تعمیر ہونے والی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور پہلی اینٹ نصب فرمائی۔ بعد ازاں حضرت بیگم صاحبہ مدّظلّہا نے ایک اینٹ رکھی۔ اس کے بعد درج ذیل احباب کو ایک ایک اینٹ رکھنے کی سعادت حاصل ہوئی:

مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب، مکرم عبدالماجد طاہر صاحب (ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)، مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب (امیر جماعت جرمنی)، مکرم حیدر علی ظفر صاحب (مبلغ انچارج جرمنی)، مکرم منیر احمد جاوید صاحب (پرائیویٹ سیکرٹری)، مکرم مبارک احمد ظفر صاحب (ایڈیشنل وکیل المال لندن)، مکرم لئیق احمد منیر صاحب (ریجنل مبلغ ہمبرگ)، مکرم مبارک احمد شاہد صاحب (نمائندہ مجلس انصاراللہ جرمنی)، مکرم حافظ مظفر عمران صاحب (صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی)، مکرمہ امۃ الحئی احمد صاحبہ (صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی)، مکرم مرزان احمد خان صاحب (نیشنل سیکرٹری جائیداد)، مکرم حبیب اللہ طارق صاحب (صدر جماعت مہدی آباد)، مکرم سلیم طور صاحب (جنرل سیکرٹری مہدی آباد)، مکرم محمد نواز صاحب (سیکرٹری جائیداد مہدی آباد)، مکرم کولمبس خان صاحب (زعیم انصاراللہ مہدی آباد)، مکرم ادریس احمد صاحب (قائد مجلس خدام الاحمدیہ مہدی آباد)، مکرمہ شاہدہ تبسم صاحبہ (صدر لجنہ مہدی آباد)۔ آخر پر ایک واقف نو بچہ عزیزم فائز احمد اور واقفہ نو بچی عزیزہ ثمین احمد نے بھی ایک ایک اینٹ رکھی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

☆ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مہدی آباد کا دوسرا قطعہ زمین جو قریب ہی کچھ فاصلہ پر واقع ہے، دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ قطعہ زمین ایک لاکھ 51 ہزار مربع میٹر یعنی 37.26 ایکڑ رقبہ پر مشتمل ہے۔ یہ اس وقت زرعی زمین ہے۔ حضور انور کے دریافت فرمانے پر صدر صاحب مہدی آباد نے اس قطعہ کی حد بندی کے بارہ میں بتایا۔

یہ قطعہ زمین دیکھنے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس مہدی آباد کے جماعتی سینٹر میں تشریف لے آئے۔

## افراد جماعت کے ساتھ اجتماعی کھانا

جماعت مہدی آباد نے شام کے کھانے کا انتظام Bar B Que کی صورت میں کھلے اور وسیع احاطہ میں کیا تھا۔ جماعت مہدی آباد اور اردگرد کی جماعتوں سے آنے والے تمام احباب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی معیت میں کھانا کھانے کی سعادت پائی۔ کھانے کے پروگرام کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کافی دیر تک احباب میں رونق افروز رہے اور مختلف احباب سے گفتگو فرمائی۔ بچے باری باری حضور انور کے پاس آتے اور شرف مصافحہ حاصل کرتے۔ ایک بچے نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصیدہ "یا عین فیض اللہ والعرفان" کے چند اشعار سنائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں

صدر صاحب جماعت مہدی آباد نے درخواست کی کہ بعض احباب نے نظمیں کہی ہیں۔ اور وہ اجازت کے بعد یہاں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ حضور انور نے ازراہ شفقت اجازت عطا فرمائی۔ سب سے قبل مکرم طارق محمود صاحب نے حضور انور کی مہدی آباد میں مبارک آمد پر ایک استقبالیہ دعائیہ نظم پیش کی۔ جس کے بعد مکرم راجپوت صاحب نے شہدائے لاہور کے حوالہ سے نظم پڑھ کر سنائی۔ بعد ازاں مکرم جلیل عباد صاحب نے بھی شہدائے لاہور کے حوالہ سے نظم پیش کی۔

اس پروگرام کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے خواتین کے حصہ کی طرف تشریف لے گئے۔ جہاں خواتین ایک مرتبہ پھر اپنے پیارے آقا کے شرف زیارت سے فیضیاب ہوئیں۔

بعد ازاں ہمبرگ جماعت کی مجلس عاملہ کے ممبران نے حضور انور کے ساتھ اجتماعی گروپ فوٹو بنوانے کی سعادت حاصل کی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت ان خدام کے پاس بھی تشریف لے گئے جنہوں نے کھانے وغیرہ کے انتظامات کئے تھے اور ازراہ شفقت ان سب کو شرف مصافحہ سے نوازا۔ ان خدام نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف بھی پایا۔

☆ نو بج کر پچپن منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مہدی آباد میں نماز مغرب و عشاء جمع کرکے پڑھائیں اور نمازوں کی ادائیگی کے بعد سوا دس بجے مہدی آباد سے واپس بیت الرشید ہمبرگ کے لئے روانگی ہوئی۔ نصف گھنٹے کے سفر کے بعد رات پونے گیارہ بجے جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیت الرشید پہنچے تو وہاں ایک بہت بڑی تعداد میں احباب جماعت مرد وخواتین اور بچے بچیاں حضور انور کی آمد کے انتظار میں کھڑے تھے۔ یہ سبھی لوگ دس بجے نماز مغرب و عشاء پڑھنے کے بعد سے صرف اس لئے کھڑے تھے کہ کسی وقت پیارے آقا کی آمد ہوگی اور آج ہمبرگ میں حضور انور کے قیام کا آخری دن بھی ہے۔ حضور انور جب گاڑی سے اتر کر اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے جائیں گے تو وہ اپنے محبوب امام کے چہرہ مبارک کی ایک جھلک دیکھ لیں گے اور تسکین قلب اور برکتیں لئے ہوئے اپنے گھروں کو لوٹیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ جونہی گاڑی سے باہر تشریف لائے تو ہر طرف سے عقیدت و محبت سے احباب کے ہاتھ بلند ہوگئے۔ حضور انور اپنے رہائشی حصہ میں جانے کی بجائے احباب کے پاس تشریف لے آئے اور سب کے سامنے سے گزرتے ہوئے اپنا ہاتھ بلند کرکے السلام علیکم کہا۔ حضور انور خواتین کی طرف بھی تشریف لے گئے جو ایک علیحدہ حصہ میں بڑی تعداد میں جمع تھیں۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کرکے سب کو السلام علیکم کہا اور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

## میڈیا میں کوریج

☆ صوبہ ہمبرگ کی پارلیمنٹ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد اور گرین پارٹی کی میٹنگ میں شمولیت کی خبر یہاں کے NDR ٹی وی نے 14 جون کو ہی رات کو اپنی خبروں میں نشر کی۔

اس خبر میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ٹاؤن ہال میں آمد کو دکھایا گیا نیز ایک مختصر انٹرویو کی جھلکی دکھائی گئی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اُس ہال میں دکھایا گیا جہاں حضور انور نے گرین پارٹی کے ممبران سے خطاب فرمایا تھا۔

خبر میں یہ بتایا گیا کہ جماعت احمدیہ کے سربراہ ہمبرگ تشریف لائے ہیں۔ جماعت کے ممبران کچھ عرصہ سے لیفلیٹس (Flyer) تقسیم کر رہے ہیں۔ جس میں ایک امن پسند اسلام کے بارہ میں بتایا جاتا ہے۔ احمدیہ جماعت کے سربراہ آج ٹاؤن ہال میں تشریف لائے۔ ہمبرگ میں جماعت کے اڑھائی ہزار ممبران رہتے ہیں۔ یہ جماعت ایک پُرامن جماعت ہے۔ اس کے بعد حضور انور کے انٹرویو کا یہ حصہ نشر کیا: "ہمارا پیغام امن، محبت اور ہم آہنگی کا ہے اور لوگوں کو یہ جان لینا چاہئے کہ ہمارا ایک ہی خالق ہے، ایک خدا ہے"۔ خلیفہ نے اس کے بعد گرین پارٹی کی نشست میں شمولیت کی اور جرمنی کے شمال میں کئی مساجد کا افتتاح کیا۔

☆ اخبار Bild جو روزنامہ ہے اور پورے جرمنی میں شائع ہوتا ہے اور اسے ساڑھے بارہ لاکھ سے زائد افراد جرمنی میں پڑھتے ہیں۔ اس اخبار نے حضور انور کی تصویر کے ساتھ خبر شائع کی کہ حضور انور کھڑے ہیں اور حضور کے ساتھ گرین پارٹی کے پروگرام کی میزبان Christina Goetsh کھڑی ہیں۔

اس اخبار نے "خلیفہ ٹاؤن ہال کے دورے میں" کے عنوان کے ساتھ درج ذیل خبر شائع کی:

"حضرت مرزا مسرور احمد صاحب جماعت احمدیہ کے سربراہ ہیں۔ ٹاؤن ہال میں سب سے پہلے ہمبرگ کے میئر Olaf Scholz نے آپ کا استقبال کیا اور میئر سے میٹنگ ہوئی۔ اس کے بعد آپ کو گرین پارٹی کی طرف سے دعوت تھی جس میں آپ نے خطاب فرمایا۔ اس نشست میں آپ نے فرمایا: "ہر انسان کو اختیار ہے کہ وہ جو چاہے مذہب پسند کرے"۔

اخبار نے مزید لکھا کہ احمدیہ مسلم جماعت جرمنی میں 1949ء میں قائم ہوئی۔ جماعت احمدیہ کی ہمبرگ میں پہلی مسجد فضل عمر Eimsbuttel کے علاقہ میں 1951ء میں تعمیر ہوئی۔ "مسجد فضل عمر" جرمنی کی سب سے پرانی مسجد ہے جو جنگ عظیم دوم کے بعد بنائی گئی۔

حضور جرمنی میں تیس ہزار احمدیوں کے سربراہ ہیں۔ خلیفہ کو "حضور" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ خلیفہ مرزا مسرور آجکل ہمبرگ کا دورہ کر رہے ہیں۔

☆ آج صبح فیملی ملاقاتوں کے دوران ہمبرگ کے مقامی اخبار "Hamburger Abendblatt" کے نمائندہ نے دفتر آکر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے جو انٹرویو لیا تھا، یہ انٹرویو اور میئر سے ملاقات کا پروگرام اس اخبار نے 15 جون 2011ء کی اشاعت میں شائع کیا۔

شائع کی جانے والی اس خبر کا ترجمہ درج ذیل ہے:

مسلم سربراہ ٹاؤن ہال میں:

خلیفۃ المسیح نے اپنے ہمبرگ کے دورہ کے موقع پر رواداری کی تلقین کی:

"کسی مذہب کا فیصلہ جبراً نہیں ہونا چاہئے"۔

خلیفہ کا نام حضرت خلیفۃ المسیح مرزا مسرور احمد ہے اور وہ جماعت احمدیہ عالمگیر کے سربراہ ہیں۔ اس جماعت کے ممبرز 150 ملین ہیں اور یہ دنیا بھر میں تیسری بڑی مسلم جماعت ہے۔ ہمبرگ میں ہی جماعت احمدیہ کے 2500 رجسٹرڈ ممبرز ہیں اور ان کے تیرہ سینٹرز بھی ہمبرگ میں موجود ہیں۔ اس وقت خلیفۃ المسیح جماعت احمدیہ ہمبرگ کا دورہ کر رہے ہیں۔ ذاتی ملاقاتوں کے علاوہ لیوبک میں ایک مسجد کا افتتاح بھی حضور کے دورہ کی غرض ہے۔

کل 200 سے زائد ممبران حضور اقدس سے ملاقات کرنے کے لئے جماعتی سینٹر میں آئے۔ نمازوں کے دوران تو حاضری ایک ہزار سے زیادہ تھی۔

حضور انور نے فرمایا: "آج یہ دنیا ایک Global village بن گئی ہے۔ تاہم اپنی جماعت کے احباب سے تعلق رکھنا اور بین الثقافتی تعلقات قائم کرنا نہایت ضروری ہیں"۔

ایک ایسی دنیا میں جو ہر وقت متغیر ہوتی رہے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ انسانوں کو اپنے مذہب میں ثبات مہیا کیا جائے۔

سہ پہر کو ٹاؤن ہال میں خلیفۃ المسیح کی ملاقات ہمبرگ کے میئر Olaf Scholz (SPD) سے ہوئی۔ اس کے بعد بین المذاہبی فورم کے ممبران سے بات چیت ہوئی۔ حضور کے خطاب کا مرکزی خیال بین المذاہبی رواداری تھا۔ آپ نے فرمایا: "کسی مذہب کا فیصلہ ایک ذاتی فیصلہ رہنا چاہئے اور اس میں کوئی جبر نہیں ہونا چاہئے"۔

Wolfram Weisse مذاہب عالم اکیڈمی کے ممبر نے تعلیمی اداروں میں مذہبی مساوات پر تقریر کی۔ اس نے کہا: "اختلافات کو سرعام بات کرنی چاہئے اور ان کو بطور نقصان نہیں دیکھنا چاہئے بلکہ ان کو شہر میں آپس میں رہن سہن کے لئے ایک افزودگی سمجھنا چاہئے"۔

15 جون کو خلیفۃ المسیح فرینکفرٹ کی طرف روانہ ہو رہے ہیں۔

## 15 جون بروز بدھ 2011ء:

صبح تین بج کر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت الرشید میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

آج بھی ہمبرگ شہر کے تمام حلقوں سے آنے والے احباب جماعت مرد وخواتین نے ایک بڑی تعداد میں حضور انور کی اقتداء میں نماز فجر ادا کی۔

## ہمبرگ سے کاسل کے لئے روانگی

آج پروگرام کے مطابق ہمبرگ سے کاسل (Kassel) اور پھر وہاں سے آگے فرینکفرٹ کے لئے روانگی تھی۔

اپنے پیارے آقا کو الوداع کہنے کے لئے احباب جماعت کی ایک بڑی تعداد صبح سے ہی مشن ہاؤس میں جمع ہونا شروع ہوگئی تھی۔ مرد وخواتین، بچے، بوڑھے سبھی حضور انور کی آمد کے منتظر تھے۔ صبح سوا دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور اپنا ہاتھ بلند کرکے سب کو السلام علیکم کہا۔ روانگی سے قبل لوکل مجلس عاملہ ہمبرگ اور دیگر مختلف گروپس نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اجتماعی دعا کروائی اور قافلہ بیت الرشید ہمبرگ سے کاسل کے لئے روانہ ہوا۔ ہمبرگ سے کاسل کا فاصلہ 326 کلومیٹر ہے۔ تاریخی اعتبار سے کاسل شہر دنیا کا مشہور و معروف شہر ہے۔ کاسل نامی گاؤں کو 1189ء میں شہر کا درجہ دیا گیا۔ یورپ میں تعداد کے لحاظ سے سب سے زیادہ فوجی چھاؤنیاں اس شہر میں تھیں۔ فوجی قلعے اس شہر میں سب سے زیادہ تھے۔ دوسری جنگ عظیم میں یہ شہر سب سے زیادہ جنگی نشانہ بنا اور برطانیہ کے فضائی حملوں سے اس کی اسّی فیصد آبادی تباہ ہوگئی۔ اس کے بعد یہ شہر نئے سرے سے آباد ہوا۔

## کاسل میں ورود مسعود اور والہانہ استقبال

کاسل کی جماعت جرمنی کی پرانی جماعتوں میں سے ہے۔ اس جماعت کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ یہاں عرب، جرمن، افریقن، ترکی اور دوسری مختلف قومیتوں کے نو احمدی احباب موجود ہیں۔ گویا یہ جماعت مختلف قومیتوں کے احمدیوں پر مشتمل ہے۔ یہاں جماعت نے ایک بہت خوبصورت "مسجد محمود" تعمیر کی ہے۔ اس مسجد کا سنگ بنیاد

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 31 اگست 2005ء کو رکھا تھا۔ اس قطعہ زمین کا رقبہ قریباً تین ہزار مربع میٹر ہے اور 207 مربع میٹر کے رقبہ پر مسجد تعمیر ہوئی ہے۔ اس میں مجموعی طور پر 450 افراد نماز ادا کرسکتے ہیں۔ اس مسجد کا ایک بڑا گنبد اور چار چھوٹے گنبد ہیں جو سفید رنگ کے ہیں۔

4 ستمبر 2007ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دورہ جرمنی کے دوران اس مسجد کا افتتاح فرمایا تھا۔

ہمبرگ سے روانہ ہوکر قریباً تین گھنٹے کے سفر کے بعد ڈیڑھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ''مسجد محمود کاسل'' میں ورود مسعود ہوا۔ کاسل اور اس ریجن کی جماعتوں سے آنے والے احباب جماعت مرد و خواتین نے اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔ مرد احباب نے پُرجوش نعرے بلند کئے اور بچیوں نے دعائیہ نظمیں اور گیت پیش کئے۔ خواتین شرف زیارت کی سعادت پارہی تھیں۔ جونہی حضور انور گاڑی سے باہر تشریف لائے تو ریجنل امیر محمد سعید احمد صاحب اور صدر جماعت کاسل مکرم شاہنواز صاحب نے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ ہر طرف سے خوشی و مسرّت کا اظہار ہورہا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا ہاتھ بلند کرکے سب کو السلام علیکم کہا اور مشن ہاؤس کے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

دوپہر کے کھانے کا انتظام یہاں مقامی جماعت کی طرف سے کیا گیا تھا۔

دو بج کر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد محمود'' میں تشریف لاکر نماز ظہر و عصر جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت خواتین کے حصہ کی طرف تشریف لے گئے۔ بچیوں نے مختلف گروپس میں دعائیہ نظمیں پیش کیں اور خواتین شرف زیارت سے فیضیاب ہوئیں۔ حضور انور نے بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد کے بیرونی احاطہ میں روانگی سے قبل تمام مرد احباب کو شرف مصافحہ سے نوازا اور بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

اب یہاں سے روانگی کا وقت قریب آرہا تھا۔ بچیوں کا گروپ یہ دعائیہ نظم پڑھ رہا تھا:

جاتے ہو میری جان خدا حافظ و ناصر

تین بج کر پانچ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اجتماعی دعا کروائی اور قافلہ یہاں سے بیت السبوح فرینکفرٹ کے لئے روانہ ہوا۔

## بیت السبوح فرینکفرٹ میں ورود مسعود اور والہانہ استقبال

کاسل سے فرینکفرٹ کا فاصلہ 181 کلومیٹر ہے۔ ایک گھنٹہ چالیس منٹ کے سفر کے بعد پونے پانچ بجے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ''بیت السبوح'' فرینکفرٹ میں ورود مسعود ہوا۔


MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269


جونہی حضور انور کی گاڑی ''بیت السبوح'' کے بیرونی گیٹ سے داخل ہوئی۔ احباب جماعت کی ایک بہت بڑی تعداد نے بڑے والہانہ انداز میں اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔ احباب جماعت کی ایک بہت بڑی تعداد نے جن میں خواتین، مرد، بچے اور بوڑھے سبھی شامل تھے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے، فضا مسلسل دعائیہ نظموں اور خیر مقدمی کلمات سے گونج رہی تھی۔ اھلاً و سھلاً و مرحبا کی آوازیں ہر طرف سے بلند ہورہی تھیں۔ بیت الفتوح کے اس احاطہ کو بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ ایک بڑی تعداد میں بچیاں ایک ہی جیسا یونیفارم پہنے ہوئے اور اپنے ہاتھوں میں پرچم لہراتے ہوئے استقبالیہ نظمیں بلند آواز سے کورس کی شکل میں پڑھ رہی تھیں۔ اور ہر طرف سے، ہر دل سے یہی آواز بلند ہورہی تھی کہ: ''آئے وہ دن کہ ہم جن کی چاہت میں گنتے تھے دن اپنی تسکین جاں کے لئے''۔

ہر چھوٹا بڑا، مرد عورت اپنے ہاتھ ہلا ہلا کر اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہہ رہا تھا۔

فرینکفرٹ کی جماعت کے علاوہ Rodgau, Dieburg, Grossgirau, Offenbach, Friedberg, Wiesbaden, Darmstadt, Hanau,Main-Taunus,Hoch-Taunus اور Ruesselshim کی جماعتوں سے بہت بڑی تعداد میں مرد و خواتین اور بچے اپنے پیارے آقا کے استقبال کے لئے بیت السبوح پہنچے تھے۔

مکرم ادریس احمد صاحب لوکل امیر جماعت فرینکفرٹ، مکرم مبارک احمد تنویر صاحب نائب امیر جماعت جرمنی، مکرم عبدالرحمٰن مبشر صاحب افسر جلسہ سالانہ جرمنی اور مکرم عبدالسمیع صاحب انچارج بیت السبوح نے حضور انور کو خوش آمدید کہتے ہوئے شرف مصافحہ حاصل کیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا ہاتھ بلند کرتے ہوئے سب کے پاس سے گزرتے ہوئے السلام علیکم کہا اور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

## فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے 50 فیملیز کے 172 افراد نے ملاقات کی سعادت پائی۔ فرینکفرٹ اور اس کے گردونواح کی جماعتوں کے علاوہ Iserlon, Duren اور Stuttgart کی جماعتوں سے آنے والی فیملیز بھی شامل تھیں۔ اسی طرح فلسطین سے تعلق رکھنے والے ایک نومبائع نے بھی ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ موصوف اس وقت یونیورسٹی کے طالبعلم ہیں اور انہوں نے MTA پر عربی پروگرام دیکھ کر خود ہی جماعت سے رابطہ کرکے اپنی فیملی کے ساتھ بیعت کرنے کی توفیق پائی ہے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام نو بج کر 35 منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

نو بج کر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت السبوح میں تشریف لاکر نماز مغرب و عشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

## 16/جون بروز جمعرات 2011ء:

صبح چار بج کر پندرہ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت السبوح میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور ہدایات سے نوازا اور مختلف نوعیت کے دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

دو بجے دوپہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت السبوح میں تشریف لاکر نماز ظہر و عصر جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

بعد از سہ پہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور سرانجام دیئے۔

## فیملی ملاقاتیں

سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے۔ اور پروگرام کے مطابق فیملیز کی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج فرینکفرٹ کی جماعتوں کے علاوہ Freiburg, Phorzheim اور Goppening سے آنے والے احباب اور فیملیز نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت پائی۔ مجموعی طور پر 44 فیملیز کے 165 افراد نے اور اس کے علاوہ 35 سنگل افراد نے انفرادی طور پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا شرف پایا۔

آج ملاقات کرنے والوں میں پاکستان اور امریکہ سے آنے والی بعض فیملیز بھی شامل تھیں۔

ان ملاقات کرنے والی فیملیز نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اپنے مسائل اور مشکلات پیش کرکے دعا کی درخواست کی اور حضور انور سے راہنمائی حاصل کی۔ بچوں اور بچیوں نے اپنی تعلیم اور امتحانات میں کامیابی کے لئے اپنے پیارے آقا سے دعائیں لیں۔ بیماروں نے اپنی شفایابی اور کامل صحت کے لئے دعائیں لیں اور بعض دوسری تکالیف اور مسائل میں گھرے لوگوں نے اپنی ان پریشانیوں سے نجات پانے کے لئے پیارے آقا کی دعائیں حاصل کیں۔ ہر کوئی اپنے اپنے رنگ میں تسکین قلب پاکر اور کبھی نہ ختم ہونے والی دعاؤں کے خزانے لے کر یہاں سے رخصت ہوا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت دوران ملاقات تعلیم حاصل کرنے والے بڑے بچوں کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ کتنے ہی خوش نصیب یہ بچے اور بچیاں ہیں جنہوں نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ یہ چند لمحات گزارے اور پھر حضور کے دست مبارک سے یہ تحائف حاصل کئے جو اُن کے لئے ایک یادگار بن گئے۔ بعض بچیاں تو چاکلیٹ کا کاغذ سنبھال کر اپنی البم میں سجاتی ہیں کہ یہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انہیں عطا کی تھی۔ اللہ تعالیٰ یہ برکتیں اور یہ سعادتیں ان خاندانوں کے لئے مبارک کرے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام نو بج کر پچیس منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

نو بج کر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت السبوح میں تشریف لاکر نماز مغرب و عشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

## 17/جون بروز جمعۃ المبارک 2011ء:

صبح سوا چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت السبوح میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

## گروس گیراؤ میں خطبہ جمعہ

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے بیت السبوح میں جگہ کی کمی کے باعث فرینکفرٹ شہر کے علاقہ گروس گیراؤ (Gross Girau) میں ایک سکول Martin-Buber کی سپورٹس ہال میں انتظام کیا گیا تھا۔

فرینکفرٹ شہر کی تیرہ جماعتوں کے علاوہ Darmsted, Wiesbaden گروس گیراؤ ضلع کی چوبیس جماعتیں، منہائم، کوبلنز، کاسل اور Friedberg کی جماعتوں سے احباب جماعت، مرد و خواتین اور بچے بڑی کثرت سے نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے پہنچے تھے۔ کوبلنز سے آنے والے احباب 130 کلومیٹر، کاسل سے آنے والے 180 کلومیٹر اور Friedberg سے آنے والے احباب اور خاندان 280 کلومیٹر کا لمبا سفر کرکے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے پہنچے تھے۔

ایک ہال مرد حضرات کے لئے اور ایک ہال خواتین کے لئے حاصل کیا گیا تھا۔ حضور انور کی آمد سے قبل ہی ہال احباب جماعت سے بھر چکا تھا اور ایک بہت بڑی تعداد کے لئے ہال کے بیرونی حصہ میں صفیں بچھائی گئی تھیں۔ ایک محتاط اندازہ کے مطابق چار ہزار سے زائد احباب جماعت نے حضور انور کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا کرنے کی سعادت پائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ یہاں سے MTA پر Live نشر ہوا۔ ہال کے ایک حصہ میں Live جرمن ترجمہ کا انتظام کیا گیا تھا۔

سکول کی انتظامیہ نے جماعت سے بہت تعاون کیا۔ جمعہ کے دن سکول کی کھیلوں کے پروگرام تھے لیکن انہوں نے اپنی کھیلوں کے تمام پروگرام کینسل کردیئے اور ایک دن قبل ان دونوں ہالوں کی چابیاں جماعت کو دے دیں۔

ایک بج کر تیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور نماز جمعہ کے لئے روانگی ہوئی۔ دو بج کر پانچ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہاں تشریف آوری ہوئی۔

دو بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد خطبہ جمعہ میں حضور انور نے جلسہ سالانہ کے حوالہ سے مہمانوں اور میزبانوں کے لئے نہایت پُراثر نصائح فرمائیں اور پھر صحابہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض روایات بیان فرمائیں جن میں حضرت اقدس علیہ السلام کی پاکیزہ سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ (حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس خطبہ جمعہ کا مکمل متن الفضل انٹرنیشنل کے گزشتہ شمارہ (15 جون 2011ء) میں شائع ہوچکا ہے)۔

خطبہ جمعہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز جمعہ و نماز عصر جمع کرکے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد یہاں سے واپس ''بیت السبوح'' کے لئے روانگی ہوئی۔ چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بیت السبوح میں تشریف آوری ہوئی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

## لجنہ اماء اللہ کے گیسٹ ہاؤس ''سرائے نصرت جہاں'' کا افتتاح

آج مسجد نور فرینکفرٹ کے بیرونی احاطہ میں لجنہ اماء اللہ جرمنی کی طرف سے تعمیر ہونے والے گیسٹ ہاؤس ''سرائے نصرت جہاں'' کے افتتاح کا پروگرام تھا۔

ساڑھے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور ''مسجد نور'' کے لئے روانگی ہوئی۔ بیت السبوح سے مسجد نور کا فاصلہ 28 کلومیٹر ہے۔

مسجد نُور کا یہ قطعہ زمین 19؍جون 1958ء کو خریدا گیا تھا اور مکرم عبداللطیف صاحب مبلغ سلسلہ جرمنی نے 8؍مئی 1959ء کو مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ مسجد کی تکمیل پر 12؍ستمبر 1959ء کو حضرت چودھری محمد ظفراللہ خان صاحب نے اس کا افتتاح فرمایا تھا۔ آج اسی قطعہ زمین کے ایک احاطہ میں لجنہ اماء اللہ جرمنی نے ''مہمان خانہ مستورات'' ''سرائے نصرت جہاں'' کی تعمیر کی توفیق پائی ہے۔

## مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب مرحوم اور مکرمہ مسرّت احمد صاحبہ کی قبر پر دعا

''مسجد نُور'' پہنچنے سے قبل راستہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے فرینکفرٹ کے ایک مقامی قبرستان Sud Friedhof تشریف لے گئے۔ اس قبرستان کا ایک حصہ جماعت احمدیہ کے لئے مخصوص ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم ھدایت اللہ ہیوبش صاحب کی قبر پر دعا کی۔ ھدایت اللہ ہیوبش صاحب مرحوم کی وفات 4 جنوری 2011ء کو ہوئی تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مرحوم کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 7 جنوری 2011ء میں فرمایا تھا کہ:

''1969ء میں یہ بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔...... ہمیشہ یہ مترجم کے طور پر اور خلفاء کے مترجم کے طور پر خدمات سرانجام دیتے رہے۔ بڑے درویش صفت اور نیک اور مخلص انسان تھے۔ خدا پر توکل انتہا کا پہنچا ہوا تھا۔ یعنی ایسے تھے جو بعد میں آئے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ توکل اور ایمان اور یقین اور وفا اور محبت اور اخلاص میں وہ بہتوں سے آگے بڑھ گئے۔ خلافتِ احمدیہ سے ان کو عشق تھا۔ وفا کا تعلق تھا۔''

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نیشنل سیکرٹری سمعی و بصری مکرم مظفر احمد صاحب کی والدہ مرحومہ مسرّت احمد صاحبہ اہلیہ مبشر احمد صاحب کی قبر پر دعا کی۔

ان مرحومین کی قبور پر دعا کرنے کے بعد یہاں سے روانہ ہوکر سوا سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ''مسجد نور'' میں ورود مسعود ہوا جہاں حلقہ فرینکفرٹ کے صدر جماعت مکرم منصور احمد صاحب نے اپنی عاملہ کے ممبران کے ساتھ حضور انور کو خوش آمدید کہا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ''سرائے نصرت جہاں'' کی طرف تشریف لے گئے جہاں مکرمہ امۃ الحئی احمد صاحبہ نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی نے اپنی مرکزی عاملہ ممبرات کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا کو خوش آمدید کہا۔ حلقہ نور مسجد کی ناصرات الاحمدیہ نے دعائیہ نظمیں اور خیر مقدمی گیت پیش کئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گیسٹ ہاؤس میں آمد سے قبل ہی جرمنی بھر سے لجنہ کی نمائندگان پہنچ چکی تھیں اور ہر کوئی حضور انور کی آمد کا منتظر تھا۔

شام سات بج کر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گیسٹ ہاؤس کی بیرونی دیوار میں نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور اجتماعی دعا کروائی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ''سرائے نصرت جہاں'' کی نئی تعمیر ہونے والی عمارت کا معائنہ فرمایا۔

اس نئی تعمیر ہونے والی عمارت کا رقبہ 243 مربع میٹر ہے اور یہ تین منزلہ عمارت چھ گھروں پر مشتمل ہے۔ اس میں کُل 14 کمرے ہیں اور ہر گھر (اپارٹمنٹ) میں کچن اور باتھ روم کی سہولت حاصل ہے۔ تہہ خانہ میں لجنہ کے پروگراموں کے لئے ہال موجود ہے۔

معائنہ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دفاتر ایریا کے بارہ میں دریافت فرمایا کہ یہ کس کے زیر استعمال ہوگا جس پر نیشنل صدر صاحبہ نے بتایا کہ فی الحال یہ دفتر مقامی لجنہ کے زیر استعمال ہوگا۔ اب تک اس کی تعمیر پر اندازاً چار لاکھ یورو کی رقم خرچ ہوچکی ہے اور ابھی مزید کچھ کام باقی ہے۔

عمارت کے تفصیلی معائنہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اظہار خوشنودی فرمایا۔ بعد ازاں ''سرائے نصرت جہاں'' کے بیرونی احاطہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا نے دو پودے لگائے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا اِس نو تعمیر شدہ عمارت کے اُس ہال میں رونق افروز ہوئے جہاں لجنہ کی نمائندگان اور مہمان خواتین موجود تھیں۔

ساڑھے سات بجے تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرمہ ماریہ اسلم صاحبہ نے کی۔ اس کا اردو ترجمہ ناہیدہ حق صاحبہ اور جرمن ترجمہ آئین احمد صاحبہ نے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ''سرائے نصرت جہاں'' کی نئی تعمیر ہونے والی عمارت کی تختی کی نقاب کشائی فرما رہے ہیں

پیش کیا۔ بعد ازاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منظوم کلام ؎

حمد و ثنا اُسی کو جو ذات جاودانی
ہمسر نہیں ہے اُس کا کوئی ، نہ کوئی ثانی

سے چند اشعار خوش الحانی سے مکرمہ صائمہ سعید صاحبہ نے پیش کئے۔

اس کے بعد مکرمہ نیشنل صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ جرمنی نے ''سرائے نصرت جہاں'' سے متعلق ایک تعارفی رپورٹ پیش کی۔ جس میں انہوں نے بتایا کہ کس طرح اور کس پس منظر میں، اس گیسٹ ہاؤس (سرائے نصرت جہاں) کی تعمیر ہوئی۔ اور لجنہ اماء اللہ جرمنی نے اس کارِ خیر میں حصہ لیا اور دل کھول کر چندہ دیا۔

## صدر لجنہ اماء اللہ کی طرف سے حضور کی خدمت میں ایڈریس

صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں لجنہ اماء اللہ جرمنی کی طرف سے درج ذیل ایڈریس پیش کیا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہوا مَیں تیرے فضلوں کا مُنادی
فسبحان الّذی اخزی الاعادی

سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ آج لجنہ اماء اللہ جرمنی مہمان خانہ مستورات ''سرائے نصرت جہاں'' کے افتتاح کی توفیق پا رہی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان موجود ہیں۔ اس عظیم سعادت پر ہمارے دل اپنے پروردگار کے حضور تشکّر کے جذبات سے لبریز اور سجدہ ریز ہیں۔ الحمدللّٰہ۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیہِ مَنْ یَّشَاءُ۔

یہ لجنہ جرمنی کے لئے تاریخی لمحات ہیں۔ حضور انور! آپ نے اس موقع پر تشریف لاکر ہماری خوشیوں کو حقیقی معنوں میں دوبالا کردیا ہے۔ ہم آپ کی تہ دل سے ممنون ہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

خداوند کریم حضور انور کی قیادت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیاری الٰہی جماعت کو بے پناہ کامیابیاں و کامرانیاں عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین

سیدی و امامی! خاکسار اب آپ کی خدمت اقدس میں بغرض دعا ''سرائے نصرت جہاں'' لجنہ گیسٹ ہاؤس جرمنی کی تعمیر کے حوالے سے چند معلومات پیش کرتی ہے۔

اس گیسٹ ہاؤس کی تعمیر کا تاریخی پس منظر کچھ اس طرح ہے کہ 2005ء میں محترمہ زینت حمید صاحبہ سابق نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی نے مجلس شوریٰ کے ایجنڈا میں شامل یہ تجویز حضور انور کی خدمت میں پیش کی کہ خلافت جوبلی کے بابرکت سال میں لجنہ اماء اللہ جرمنی کی طرف سے ایک گیسٹ ہاؤس تعمیر کر کے جماعت کو پیش کیا جائے۔ حضور اقدس کی جانب سے منظوری موصول ہونے پر اس تجویز کو لجنہ کی مجلس شوریٰ میں زیر بحث لایا گیا۔ نمائندگان مجلس شوریٰ لجنہ اماء اللہ نے کثرت رائے سے اس تجویز کی حمایت کی۔ چنانچہ یہ تجویز بغرض منظوری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھجوائی گئی۔ حضور انور نے ازراہ شفقت اس کو منظور کرتے ہوئے گیسٹ ہاؤس کی تعمیر کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اس وقت کی نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی محترمہ سعدیہ گڈٹ صاحبہ نے ممبرات لجنہ و ناصرات کو تحریک کی کہ وہ اس مبارک سکیم میں حصہ لینے کی سعادت پائیں۔ الحمدللہ! لجنہ اماء اللہ جرمنی نے اپنی سابقہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے بھرپور طریقے سے اس کارِ خیر میں حصہ لیا اور دل کھول کر چندہ دیا۔ چھوٹی چھوٹی بچیوں نے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے جذبے اور محبت کے ساتھ اس سکیم میں حصہ لینے کی توفیق پائی۔

مکرم و محترم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے گیسٹ ہاؤس کی تعمیر کے لئے مسجد نور فرینکفرٹ کے عقبی احاطہ میں واقع زمین تحفۃً لجنہ کو فراہم کی۔ جس کا رقبہ 243 مربع میٹر ہے۔ یہ قطعہ اس لحاظ سے بھی تاریخی اہمیت کا حامل ہے کہ اس پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تین خلفاء نے اپنے بابرکت قدم رکھے ہیں۔ الحمدللہ۔

مورخہ 11 اکتوبر 2009ء بروز ہفتہ دعاؤں اور ذکر الٰہی کے روح پرور ماحول میں مکرم و محترم نیشنل امیر صاحب نے اس گیسٹ ہاؤس کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس مبارک موقع پر اپنے مختصر خطاب میں محترم امیر صاحب نے لجنہ جرمنی کی کاوشوں کو سراہتے ہوئے حوصلہ افزائی فرمائی اور بھرپور تعاون اور مدد کی یقین دہانی کروائی۔ اس موقع پر نیشنل صدر صاحبہ اور مرکزی عاملہ کے علاوہ چند چنیدہ نمائندگان کو بھی بنیاد رکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس طرح گیسٹ ہاؤس کی تعمیر کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ یہ منصوبہ دو سال کے لئے تھا اور ابتدا میں گیسٹ ہاؤس کی تعمیر کی لاگت کا تخمینہ تقریباً تین لاکھ یورو لگایا گیا۔

اسی سال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت لجنہ گیسٹ ہاؤس کا نام حضرت امّ المومنین حضرت اماں جان حرم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک نام پر ''سرائے نصرت جہاں'' تجویز فرمایا۔

الحمدللہ! ثم الحمدللہ! دو سال کا عرصہ مکمل ہونے پر آج براعظم یورپ کے اس ملک جرمنی کے شہر فرینکفرٹ میں ''سرائے نصرت جہاں'' کی نو تعمیر شدہ خوبصورت عمارت یہ درس دے رہی ہے کہ بلاشبہ احمدی مستورات دین کی سربلندی کے لئے ہر قسم کی قربانی دیتے ہوئے جس جذبہ کے ساتھ خدمت دین کے لئے کمربستہ ہوچکی ہیں ہمیں اُسی جذبہ کے ساتھ آگے ہی آگے بڑھتے رہنا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

سیدی و امامی! اس گیسٹ ہاؤس کی تعمیر کا بنیادی مقصد جلسہ سالانہ و اجتماعات اور جماعتی تقریبات کے مواقع پر جرمنی تشریف لانے والی مہمان خواتین کو ٹھہرانے کے علاوہ جرمنی میں رہائش پذیر ایسی مجبور خواتین کو وقتی طور پر رہائش کی سہولت بہم پہنچانا ہے جنہیں اس سلسلہ میں عموماً مشکلات پیش آتی ہیں۔

''سرائے نصرت جہاں'' کی تین منزلہ عمارت چھ گھر اور چودہ کمروں مع کچن و اٹیچ باتھ رومز پر مشتمل ہے۔ تہہ خانہ میں لجنہ کے پروگرامز کے لئے ہال موجود ہے جبکہ بالائی منزل دفاتر کے لئے استعمال ہوگی۔ اب تک اس کی تعمیر پر اندازاً چار لاکھ یورو کی رقم خرچ ہوچکی ہے اور ابھی کچھ مزید کام باقی ہے۔

پیارے آقا! خلافت جوبلی کی بابرکت سکیم کے تحت یہ حقیر نذرانہ لجنہ جرمنی کی طرف سے ہے۔ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور ہمیں آئندہ بھی خلافت سے وابستہ رہتے ہوئے اخلاص و وفا کے اعلیٰ نمونے رقم کرنے کی توفیق عطا فرما کر اپنے فضلوں کا وارث بناتا چلا جائے۔ اور ہم اس مہمان خانہ مستورات کی تعمیر کے مقاصد کو پورا کرنے والی ہوں۔

اس مبارک موقع پر خاکسار کی یہ خواہش تھی کہ کثیر تعداد میں مہمانوں کو مدعو کیا جائے لیکن انتظامی مجبوریوں کی بنا پر تمام بہنوں اور بچیوں کو دعوت دینا ممکن نہیں تھا۔ پھر بھی خاکسار نے بھرپور کوشش کی ہے کہ جرمنی بھر سے زیادہ سے زیادہ ممبرات کی نمائندگی ہوجائے۔

سیدی! آخر میں ایک بار پھر آپ کی خدمت اقدس میں عاجزانہ درخوست دعا ہے کہ ہم عاجز بندیاں پیارے آقا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ کامل پر عمل پیرا ہوکر آپ کے غلام صادق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی راہنمائی میں اس مقصد کو پالیں جس کی سعی و کوشش میں ربّ العزت نے ہمیں لگا دیا ہے۔ خدا کرے کہ ہم رضائے باری تعالیٰ کے حصول میں کوشاں، اعمال صالحہ بجالانے والی اور اپنی کمزوریوں کو دُور کر کے

آخرت کو سنوارنے والی ہوں۔ خدا تعالیٰ ہمیں اور ہماری نسلوں کو خلافت سے اطاعت اور سچی محبت عطا فرمائے اور ہمیشہ ہمیں احسن رنگ میں جماعت کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز اللہ تعالیٰ اس تقریب کو ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ اور اس کے نیک نتائج ظاہر کرے۔ آمین‘‘

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نیشنل صدر صاحبہ لجنہ جرمنی سے دریافت فرمایا کہ مسجد خدیجہ برلن کی تعمیر میں لجنہ جرمنی نے کتنا حصہ ڈالا تھا؟ حضور انور نے اُس وقت کی صدر لجنہ سعدیہ گُڈٹ صاحبہ سے دریافت فرمایا۔ سابقہ صدر صاحبہ نے بتایا کہ اندازاً سات لاکھ یورو تھا۔

بعد ازاں پروگرام کے مطابق بچیوں نے ’’سرائے نصرت جہاں‘‘ کے حوالہ سے لکھی گئی ایک نظم پیش کی۔

گلشن مہدی کی عندلیبو ! مبارک صد ہزار
آج پورے ہو رہے ہیں جو کئے قول و قرار
ہدیۂ تبریک ! بر موقع خلافت جوبلی
پیش خدمت حضرت اقدس بطور یادگار
مہمان خانہ حضرتِ نصرت جہاں کے نام پر
جرمنی کی سرزمیں پہ ہم کریں گی استوار
یہ خدا کے فضل ہیں اور اس کی مہربانیاں
خواہشیں پوری ہوئیں ، قربانیاں لائیں ثمار
یہ عمارت دے رہی ہے تم کو درس آگہی
کسی بھی اپنے فعل سے نہ دِیں کو کرنا داغدار
مولا کی عاشق بنو ، تقویٰ کی چادر اوڑھ لو
ہے یہی ایماں کا زیور ، ہے یہی دیں کا سنگھار

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔ حضور انور کے خطاب کا متن درج ذیل ہے:

## خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ برموقع افتتاح گیسٹ ہاؤس ’’سرائے نصرت جہاں‘‘ فرینکفرٹ

تشہد و تعوذ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

’’الحمدللہ کہ لجنہ اماء اللہ جرمنی کو آج اپنا ایک اَور وعدہ پورا کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اس ترانہ میں بچوں نے پڑھا ’ہم نے قول و قرار پورا کر دیا‘۔ یہ قول و قرار پورا کرنے کی طرف ایک قدم ہے۔ اور ہر روز جو جماعت احمدیہ پر دن چڑھتا ہے اس میں پُرعزم قومیں ایک نئے قول و اقرار کے ساتھ اپنی زندگیوں کا آغاز کرتی ہیں۔

پس ہمیشہ اس بات کو یاد رکھیں کہ جس قربانی اور جذبہ کے ساتھ لجنہ اماء اللہ جرمنی نے مسجد برلن کے لئے قربانی دی اور جماعت احمدیہ کی تاریخ میں وہ ایک تاریخ ساز موقع تھا۔ وہ تو ہمیشہ یادگار رہے گا لجنہ کے لئے کیونکہ اکثر اس میں سے قربانی لجنہ اماء اللہ جرمنی کی تھی۔

آج یہ خوبصورت عمارت جو بنائی ہے، اللہ تعالیٰ اس کو بھی ہر لحاظ سے مبارک کرے، نہ صرف فرینکفرٹ کی لجنہ اماء اللہ کے لئے، مرکزی لجنہ اماء اللہ کے لئے بلکہ پورے جرمنی کے لئے۔ ان کے اس نمونہ کو دیکھ کر دنیا میں اَور جگہ بھی لجنہ اماء اللہ اپنے کام میں تیزی پیدا کریں، اپنی قربانیوں میں تیزی پیدا کریں اور ایک نمونہ بنیں۔ قربانی کا جذبہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے لجنہ، احمدی خواتین میں ہمیشہ سے کُوٹ کُوٹ کر بھرا ہوا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ اس احمدی عورت کی قربانی کی مثال دیا کرتے تھے جو اپنی مرغی کے انڈے لے کر آئی تھی کہ یہ مجھ سے چندہ لے لیں۔ غریب خواتین نے قربانیوں کی مثالیں قائم کی تھیں۔ آپ میں سے اکثریت ایسی ہے جو اس ملک میں آ کر پہلے سے بہت اچھے حالات میں گزارہ کر رہی ہے۔

اگر انسان اپنی ذاتی خواہشات کی طرف دیکھے تو اُن کی تسکین کبھی نہیں ہو سکتی۔ خواہشات تو بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ ہمیشہ ہر کام کی تکمیل کے لئے خواہشات کی قربانی دینی ہوتی ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا جماعت احمدیہ پر بڑا فضل اور احسان ہے کہ اس کی خواتین میں یہ روح پائی جاتی ہے کہ وہ قربانی کرنے والی ہیں۔

قربانی کے لئے یہ یاد رکھیں کہ جیسا کہ مَیں نے آج ذکر کیا تھا، اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ یہ دعا مانگیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ ہمیشہ سیدھے راستے پر راہنمائی کرتا چلا جائے۔ مالی قربانی کرنا تو ایک بہت بڑا کام ہے اس مادی دنیا میں۔ لیکن ہمیں بہت سے لوگ دنیا میں نظر آتے ہیں جو مالی قربانیاں کرتے ہیں، جانی قربانیاں بھی کرتے ہیں۔ لیکن صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے قربانیاں کرنا الٰہی جماعتوں کا کام ہے۔ پس ہمیشہ یہ مدّنظر رکھیں، نوجوان بچیاں بھی، عورتیں بھی کہ ہماری زندگی کا ہر آنے والا دن ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے والا ہو۔ ہم کسی مالی قربانی پر یا معمولی عبادتوں پر خوش نہ ہو جائیں بلکہ قدم آگے بڑھانے والے ہوں۔ ہمارے قدم آگے بڑھیں گے تو وہ دن حقیقت میں ہماری ترقی کی ضمانت بن جائیں گے کیونکہ عورتیں ہی ہیں جن کی گودوں سے اگلی نسلیں پل بڑھ کر جوان ہوتی ہیں اور وہ نسلیں ہی ہیں جنہوں نے آگے جماعت کی یا قوم کی خدمت کرنی ہے، اس کا بوجھ اٹھانا ہے۔

پس عورتوں کی قربانی ایک جگہ جا کر رُک نہیں جاتی بلکہ عورت کی قربانی ایک تسلسل ہے۔ جب وہ دنیا میں آتی ہے، اُس دن سے لے کر اور جب تک وہ دنیا میں رہتی ہے اُس دن تک وہ تسلسل قائم رہنا چاہئے۔ عورت کی قربانی ہی ہے جو بچوں کی صحیح تربیت کر سکتی ہے۔ صرف مالی قربانی ہی نہیں بلکہ وقت کی قربانی بھی اور وقت کی قربانی اس طرح بھی کہ اپنے علم میں بھی اضافہ کرنا ہے۔ اپنے علم میں اضافہ کریں تا کہ بچوں کی تربیت نیک ہو سکے۔ اپنے اعمال میں وہ خوبصورتی پیدا کریں کہ آپ کے نمونے دیکھ کر آئندہ نسلیں نیکی کی طرف مائل ہوں، دین سے جڑی رہیں۔ نوجوان بچیاں ہیں، ہمیشہ یاد رکھیں کہ وہ آئندہ دین کی ذمہ داریاں سنبھالنے والی ہوں۔ تمام بوجھ ان پر پڑنے ہیں، ان کے کندھوں پر بھی اور انشاء اللہ تعالیٰ ان سے پیدا ہونے والی اگلی نسلوں کی تربیت کی وجہ سے بھی۔ تو اس ذمہ داری کو ہمیشہ یاد رکھیں اور جب تک آپ یہ یاد رکھیں گی جیسا کہ مَیں نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کے قدم آگے بڑھتے چلے جائیں گے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے لجنہ اماء اللہ کی تنظیم اس لئے قائم فرمائی تھی کہ اگر کسی وقت مَردوں کی تنظیمیں سست ہو جائیں، کام نہ کریں تو کم از کم عورتوں کی تنظیم ایسی ہو جو قدم آگے بڑھانے والی ہو۔ احمدیت کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے والی ہو۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت دنیا میں قائم کرنے والی ہو۔ پس آج آپ لوگوں کا کام ہے جو پڑھی لکھی جوان بچیاں ہیں کہ اس ذمہ داری کو بھی سنبھالیں۔ اپنے ماحول میں لڑکیوں کے کالجوں میں، سکولوں میں، یونیورسٹیوں میں احمدیت کا پیغام پھیلائیں۔ اور اسی طرح جو اسلام پر اعتراض کئے جاتے ہیں اُن کا جواب دیں۔ کہیں پردہ پر اعتراض کیا جا رہا ہے۔ کہیں عورت کی آزادی پر اعتراض کیا جا رہا ہے۔ آپ لوگ اپنے اس پاکیزہ لباس میں رہ کر لوگوں کو بتائیں کہ ہم صرف اپنے مذہبی تہواروں کے لئے یہ لباس نہیں پہنتیں، اپنے حجابوں کو قائم رکھتے ہوئے تمام دنیاوی امور سرانجام دے سکتی ہیں۔ اس سوچ کے ساتھ جو اپنے نمونے دنیا کے سامنے قائم کریں گی تو انشاء اللہ تعالیٰ ایک انقلاب پیدا کرنے والی ہوں گی۔

جرمنی خاص طور پر وہ قوم ہے جس نے انشاء اللہ تعالیٰ یورپ میں سب سے پہلے اسلام کو قبول کرنا ہے۔ اس بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی ایک خواب کی بناء پر بھی پیشگوئی کی تھی۔ باقی خلفاء نے بھی اور بزرگوں نے بھی خوابیں دیکھی ہوئی ہیں کہ جرمنی میں اسلام اور احمدیت بہت تیزی سے پھیلے گی۔ اور یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک تمام احمدی مرد، عورت، بچہ، بوڑھا اس کام میں حصہ نہیں لیتے۔ پس عورت ہونے کی حیثیت سے، لڑکی ہونے کی حیثیت سے، نوجوان ہونے کی حیثیت سے آپ لوگ اپنی ذمہ داریاں ادا کریں اور اسلام پر ہونے والے ہر اعتراض کا مدلّل اور ٹھوس جواب دیں۔ کسی قسم کے complex میں مبتلا نہ ہوں تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ پیغام جلد اس ملک میں پھیلے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو جلد آپ کو پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ ’’نصرت جہاں ہال‘‘ جو ہے حقیقت میں جہان کی نصرت کا باعث بننے والا ہو، اس کی توجہ کھینچنے والا ہو۔ یہاں آ کر اس کو استعمال کریں۔ یہاں سیمینارز بھی ہوں، تبلیغی سیمینارز بھی ہوں، تبلیغی میٹنگز بھی ہوں اور آپ میں پاک روح اور پاک تبدیلی پیدا ہو اور وہ تبدیلی پھر ماحول پر بھی اثر انداز ہو۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔ دعا کریں۔‘‘

## حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نیشنل عاملہ لجنہ اماء اللہ کی میٹنگ کی مختصر رپورٹ

اس کے بعد مسجد نور میں نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ جرمنی کی حضور انور کے ساتھ میٹنگ دعا کے ساتھ شروع ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ گزشتہ میٹنگ میں تربیت کے بارہ میں کیا ہدایات تھیں؟

اس پر سیکرٹری تربیت نے بتایا کہ حضور انور نے فرمایا تھا کہ ہر مہینے چاروں خطبات کا مرکزی طور پر خلاصہ بنا کر مجالس کو بھیجا جائے۔ الفضل میں جو خلاصہ چھپتا ہے اُس کو بھیجا جاتا ہے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اُس سے بہتر خلاصہ وکیل اعلیٰ صاحب کی طرف سے جماعتوں کو انگریزی میں تیار شدہ آتا ہے۔ تو امیر صاحب سے وہ لے لیا کریں اور اس کا ترجمہ جرمن میں کر دیا کریں۔ الفضل والا بھی لے لیا کریں، پھر مزید خود بھی بنا لیا کریں صرف خلاصوں پر نہ رہیں۔ حضور نے فرمایا کہ بعد میں یہ بھی دیکھا کریں کہ لوگ خطبہ سنتے ہیں کہ نہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ایک سروے آپ نے مجھے بھجوایا تھا اُس کے مطابق لڑکیاں خُلع زیادہ لے رہی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ لڑکیاں طلاقوں کی نسبت اتنی بے چین کیوں ہو گئی ہیں؟ کبھی جائزہ لیا ہے؟

مکرمہ صدر صاحبہ نے بتایا کہ جائزہ لیا ہے۔ پاکستان سے جو لڑکیاں آتی ہیں۔ فیملی اِدھر سے رپورٹ نہیں لیتی یا یہاں کی لڑکیاں سمجھتی ہیں کہ اگر ہم الگ بھی ہو جائیں Financially کوئی پرابلم نہیں ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا: کہ اُن کو آپ لوگ سنبھالیں۔ اُن کو سمجھائیں کہ اگر تم لوگ احمدی ہو تو کم از کم دنیاوی لالچوں کی خاطر اپنے گھروں کو برباد نہ کرو۔ حضور نے خلع کی بڑھتی ہوئی تعداد پر فکرمندی کا اظہار فرمایا اور لجنہ کی عہدیداروں کو اس طرف خصوصی توجہ کرنے کی تاکید فرمائی۔

صدر صاحبہ نے بتایا کہ پردہ کا مسئلہ بھی ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ہر وہ عورت یا لڑکی جو عام زندگی میں بازار میں پھرتی ہو، کوٹ گھٹنے تک نہیں ہے اور جس کے سر پہ اسکارف نہیں اور بال ڈھکے بھی نہیں اور کندھوں پہ اور سینے پر دوپٹہ نہیں، وہ پردہ نہیں کر رہیں اور وہ عہدیدار نہیں بن سکتیں۔

صدر صاحبہ نے کہا کہ ایک صدر بتا رہی تھیں کہ ان کے حلقہ میں پردہ کی پابندی کرنے والیوں کی پرسنٹیج بہت کم ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اگر پرسنٹیج کم ہے تو ایک صدر کو بنا دیں اور وہ سارے عہدے سنبھالے۔ جو پانچ چھ پردہ کی پابند ہیں تو انہی کو عہدیدار بنائیں۔ باقیوں کو چھوڑ دیں۔ ایک صدر ہی رہ جائے تو وہ سب کچھ ہو۔ اگر کوئی اپنے آپ کو improve کرتی ہے۔ اگر کوئی یہ عہد کرتی ہے کہ ایک مہینے کے اندر اپنے اندر ساری تبدیلیاں پیدا کریں گی، اوّل تبدیلی تو Overnight پیدا ہونی چاہئے۔ لیکن ایک مہینے میں جائزہ لیں۔ اگر کوئی تبدیلی پیدا نہیں کرتی تو اس کو عہدہ سے ہٹا دیں۔

سیکرٹری تربیت نے بتایا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مہندی کے لئے ہال سے منع فرمایا ہے۔ مزید اس بات سے بھی منع فرمایا کہ منگنی کی تقریب وغیرہ ہال میں کی جائے۔

حضور انور نے فرمایا: بات یہ ہے کہ مَیں نے جب یہ خطبہ دیا ہے تو اُس میں بڑا واضح طور پر کہا تھا کہ مہندی کی رسم جو ہے، اپنے قریبی عزیز جو ہیں، جو قریبی سہیلیاں ہیں، ہر سہیلی نہیں کہ ہر محلّہ سے اکٹھی کر لیں کہ تم بھی میری سہیلی ہو۔ جو بہت قریب کلوز سہیلی ہے اور عزیز جو ہیں وہ فیملی کی دعوت پہ آ جائیں۔ اگر کسی کے بڑے خاندان ہیں اور اگر چھوٹا ہے تو وہ چھوٹی جگہ بھی لے سکتا ہے فنکشن کرنے کے لئے۔ یہ مَیں نے خطبہ میں بھی بڑے واضح طور پر کہا تھا۔ لیکن ایک بڑا فنکشن کرنے، اس کے لئے کارڈ چھپوانے اور اس کی رسم کرنا اور مہندی کی بارات لے کر آنا، سسرال والوں کا آنا اور ایک ہنگامہ ہونا وہ منع کیا تھا مَیں نے کہ یہ رسمیں نہ ڈالیں۔ ایک چھوٹی سی دعوت، خوشی کی دعوت، شادی کی کرنی ہے، کرتے رہیں، گھر والے کر سکتے ہیں۔ اُس کے عزیز قریبی رشتہ دار کر سکتے ہیں۔ ماموں، چچا، پھوپھا، کزن وغیرہ جتنے ہیں۔ اور جہاں ایک قریبی سہیلیاں، لڑکیوں کا فنکشن ہوتا ہے اس میں یہ بھی ضروری نہیں کہ مرد بھی ضرور بلائے جائیں۔ اگر آ جائیں تو ٹھیک ہے۔ لیکن صرف قریبی عزیز، غیر مرد نہیں۔ نہ باپ کا دوست نہ کوئی اَور۔ مہندی کا تو یہاں تک ہے کہ دعوتیں نہیں کرنی۔ منگنی جو ہے، ایک منگنی میں تو کوئی برائی نہیں۔ منگنی میں انگوٹھی پہنائی جاتی ہے لیکن اس کے لئے ہال لینا اور ان پہ فنکشن کرنا اور دعوتیں کرنا اور اس کے لئے کارڈ چھپوانا اور فنکشن کرنا اور شادی جتنی رونق کر دینا، وہ ایک طوق ہے جو گلے میں ڈال رہے ہیں۔ اس چیز سے مَیں نے منع کیا تھا بلکہ جہاں تک مجھے یاد ہے مَیں نے مثال دی تھی کہ ایک رشین نے مجھے لکھا کہ آپ نے بڑا اچھا کیا، ہمارے یہاں بھی یہ رسم و رواج ہے بلکہ ہمارے ہاں تو یہ ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے جو دادا نانا ہیں، اس خوف سے کہ جب بچہ بڑا ہو گا تو یہ اُس وقت تک مر کھپ چکے ہوں گے، شادی میں شامل نہیں ہوں گے تو وہاں ایک قبیلہ میں یہ بھی رواج ہے کہ بچپن میں اس کی ایک خیالی شادی کر دی جائے اور پورے دعوت نامے ایشو ہوتے ہیں اور کھانے پکتے ہیں اور لوگ آتے ہیں اور یہ بھی رسم و رواج نے ہماری کمریں توڑ کر رکھ دی ہیں۔ آپ نے ہمیں اس سے روک دیا۔ ان لوگوں کو، رشین کو تو سمجھ آ گیا ہے۔ آپ لوگوں کو ابھی تک سمجھ نہیں آیا۔

صدر صاحبہ لجنہ نے Facebook کے حوالہ سے ذکر کیا تو حضور انور نے فرمایا کہ فیس بُک پہ تو اب جو غیر ہیں وہ بھی بولنے لگے ہیں۔ حکومتیں بھی بولنے لگی ہیں کہ یہ غلط ہے۔ جس نے ایجاد کیا ہے، اُس کا یہ تصور ہے اُس کا یہ خیال ہے اور اُس نے کہا ہے کہ میرے نزدیک ہر ایک کی جو

پرائیویٹ زندگی ہے وہ بھی پبلش (Publish) ہوجاتی چاہئے۔ حضور نے فرمایا کہ اگر اپنے بچوں کو یہ Realize کرائیں کہ اگر تم یہ چاہتی ہو کہ تم ننگی ہو کر بازار میں کھڑی ہو جاؤ تو تم ضرور فیس بک میں چلی جاؤ۔ کیونکہ اُس نے اس کی مثال دی ہے کہ میرے نزدیک اگر کوئی شخص چاہے مرد ہو یا عورت ہو، بچہ ہو اپنے آپ کو ننگا کر کے فیس بک پر لانا چاہتا ہے تو یہ اس کا Personal Matter ہے اور اسی لئے میں نے فیس بک بنائی ہے۔ تو اگر ننگا ہونا چاہتی ہو تو ہو جاؤ۔ پھر ننگا ہو کر بازار میں کھڑی ہو جاؤ اور پھر احمدیت کو چھوڑ دو۔ بس ایک ہی اس کا علاج ہے۔ اس کو خیر باد کہہ دو اور مجھے تو جس لڑکی کا پتہ لگے گا کہ فیس بک میں آئی ہیں اور بعضوں کی ایسی تصویریں آئی ہیں، اُن کو میں نے سزا دی ہے، جماعت سے اخراج کیا ہے۔

سیکرٹری تبلیغ نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا کہ تبلیغ سیمینار جو کروائے تھے۔ سوال اکٹھے کئے گئے ہیں۔ عورت کے حق پہ اکثر سوال ہیں۔ اُس پہ کام کر کے نصاب تیار کیا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ نوجوان لڑکیوں میں یہ سوال اٹھتا ہے وہ تو ٹھیک ہے۔ جس طرح لندن میں اب میں نے عورتوں کا انگلش میں پروگرام شروع کروایا ہے: Real Talk۔ آج اس کی پہلی قسط MTA پر آرہی ہے۔ تو آپ لوگ جرمن پروگرام بنائیں اور جو کیمرہ ہو وہ کلوزاپ نہ لیں، Wide angle میں پکچر لے کے بنائیں۔ اس طرح بیٹھ کے ڈسکشن کریں۔ جرمن میں وہ پروگرام بنا کے دیں تو آ جائے گا۔ اس سے جرمنوں کو جو کمپلیکس ہے وہ بھی دُور ہو جائے گا۔ یہ کمپلیکس اُس وقت ہوتا ہے جب تک آدمی کو Involve نہ کیا جائے۔ امریکہ میں یہ کمپلیکس تھا کہ ہم مسلمان ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان بتاتے ہوئے ڈرتے تھے۔ میں نے بڑا زور دیا کہ Leafletting شروع کرو۔ چند ایک نے جرأت کر کے Leafletting شروع کی۔ اس کے بعد وہاں کے پریس نے میڈیا نے اس کو بڑی اچھی response دی بلکہ بعض لوگوں نے ان کے ساتھ مل کے Leafletting شروع کردی کہ یہ تو message of peace دے رہا ہے۔ تو باقی خدام میں بھی، نوجوانوں میں بھی، لڑکیوں میں بھی، مردوں میں بھی یہ جرأت پیدا ہوئی اور وہ بھی اب تبلیغ میں آگے آئی ہیں، کمپلیکس اُن کا دُور ہو گیا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: دوسرا میرا خیال ہے کہ 2008ء میں میں نے لجنہ جرمنی اور لجنہ یوکے میں جلسہ پر عورتوں کے حقوق کے بارہ میں جو تقریریں کی تھیں۔ ان دونوں کو بھی جرمن میں ترجمہ کر کے اپنے رسالے میں شائع کریں۔ صرف حوالے نہ لیں بلکہ پوری کی پوری شائع کریں۔ شاید یوکے اجتماع 2008ء کی تقریر ہے۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بھی حوالے ہیں۔ ان حوالوں سے، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی کمنٹری سے اس کی تفصیل لے کے، وہ دیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے بعض حوالے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس کو Explain کیا ہوا ہے۔ یہ ان کو realize کروائیں کہ اس کمپلیکس میں نہ پڑو کہ پردہ کی وجہ سے تم لوگ backward کہلاتے ہو۔ حضور نے فرمایا کہ گزشتہ دنوں TV پروگرام ایک آرہا تھا BBC چینل میں یا کسی دوسرے چینل میں۔ غیر احمدیوں کا ہے وہ پروگرام۔ انہوں نے بنایا تھا۔ اس کو Transcribe کر کے عرشی ملک صاحبہ نے جو اسلام آباد سے نظمیں لکھتی ہیں، مجھے بھجوایا تھا۔ پرائیویٹ سیکرٹری سے اس کی بھی کاپی منگوالیں۔ اس میں عیسائیوں سے جو مسلمان ہوئے انہوں نے اپنے تأثرات لکھے ہیں بلکہ ایک انگلش جرنلسٹ ہے، اُس نے لکھا ہے کہ یہ پردہ جو ہے، اب مجھے صحیح realize ہوا ہے کہ یہ ہماری عورت کی عزت ہے۔ مرد اپنے آپ کو تو ننگا نہیں کرتا لیکن ہمیں اپنی ذہنی عیاشی کے لئے ننگا کرنا چاہتا ہے۔ تو یہ اس جرنلسٹ نے بھی بیان ہے کہ میں agree کرتی ہوں کہ یہ ضرور ہونا چاہئے۔

حضور نے فرمایا کہ ایم ٹی اے پر آج جو پروگرام Real Talk کا انگلش میں آرہا تھا، وہ پردہ کے اوپر ہی آرہا تھا۔ لڑکیاں بیٹھی تھیں، سوال و جواب بھی ہو رہے تھے۔ ایک انگریز عورت کو بھی Panel میں بلوایا تھا کہ تم بتاؤ کہ تم کیا کہتی ہو کہ عورتوں کے Rights کیا ہیں۔ اسی طرح اب آپ بلائیں۔ ضروری نہیں ہے کہ صرف احمدی بیٹھی ہوں۔ یہاں اپنی کسی عیسائی کو یا کسی Atheist یا کسی اور کو بلوائیں۔ دو اپنی لڑکیاں ہوں جو اپنے کسی Topic پہ بات کر رہی ہوں۔ ایک وہ جو اس Topic کا کوئی knowledge رکھتی ہو، ایکسپرٹ ہو، چاہے وہ جرمن ہو۔ چاہے rigid ہو بے شک۔ اگر وہ rigid ہے تو جو audience ہے اس میں سے سوال کریں اور اس کا منہ بند کروائیں اس کا۔ یا جو دوسری پینل میں ایک دو آپ کی اپنی knowledgeable لڑکیاں یا عورتیں بیٹھی ہوں گی، وہ اس کو جواب دے دیں گی۔

حضور نے فرمایا کہ اوّل تو میرا خیال ہے وہ اتنی disrespectful نہیں ہوتیں کہ وہ honour نہ دیں۔ کئی شرفاء عورتیں ایسی ہیں ان جرمنوں میں سے جن کو آپ بات کروا سکتی ہیں بلکہ ان کے آنے سے یہ ہوگا کہ جو پینل میں دو احمدی عورتیں ہوں گی اور اس کے علاوہ ایک جرمن ہوگی جو عیسائی ہے یا Jew ہے یا Autheist ہے یا کوئی بھی ہو، وہ جب ایک عورت کی عزت کے حوالے سے بات کرے گی تو اس سے آپ کی لڑکیوں کے کمپلیکس بھی دُور ہو جائیں گے۔ میں نے اسی لئے وہاں MTA کے پروگرام میں ایک انگریز بٹھائی ہے۔ آج ابھی پہلی قسط آئی ہے۔ دو احمدی لڑکیاں ہیں۔ ایک ہماری Lawyer ہیں احمدی لڑکی۔ ایک ماہاڈابوس ہیں جو عرب ہیں۔ وہ بھی پڑھی لکھی ہیں، قرآن کا علم رکھنے والی، ویسے پروفیشن کے لحاظ سے وہ انجینئر بھی ہیں۔ اور ایک وہی انگریز اُن میں سے تھی، وہ میرا خیال ہے کہ Atheist تھی۔ لیکن ساروں نے اس بات پہ جو ماحول بنایا وہ یہی تھا کہ عورت کی عزت کے قائم کرنے کے لئے، اس کا لباس اچھی چیز ہے۔ اگر دوبارہ وہ قسط آئی تو وہ دیکھ لیں، ریکارڈ کر لیں۔

سیکرٹری تبلیغ نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ جرمنی میں اس طرح تبلیغی نشستیں لگائی تھیں۔

حضور انور نے فرمایا: آپ ایک دفعہ اس طرح بنائیں گی تو اس میں منتخب لجنہ کی جو پڑھی لکھی لڑکیاں ہیں ان کو بلائیں۔ تو ٹی وی پر جب آرہا ہوگا تو اس سے ایک اور attraction پیدا ہوگی اور مزید confidence پیدا ہوگا۔

سیکرٹری تبلیغ نے بتایا کہ یونیورسٹی میں لیکچر دیئے گئے۔ بہت اچھا Response تھا۔ غیر احمدی ہمارے خلاف پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ یہی تو چیلنج ہے جو ہم نے Face کرنا ہے۔ ہم نے غیر احمدی مسلمانوں سے بھی لڑنا ہے، عیسائیوں سے بھی لڑنا ہے، یہودیوں سے بھی لڑنا ہے۔ اسی لئے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے ہیں۔

سیکرٹری تبلیغ نے بتایا کہ Islam Critic فنکشن میں جا کے لجنہ اعتراضات کے جواب دیتی ہے۔ میڈیا ساری توجہ اور کوریج لجنہ پہ دیتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: ایک اَور لڑکی یہاں کی ہے۔ اُس کا بھائی جامعہ یوکے میں پڑھتا ہے۔ اس کا بھی مجھے خط آیا تھا کہ وہ اسی طرح ایک فنکشن میں گئی تھی۔ تو وہاں اس نے سوال جواب کئے تو سارا پریس اس کی طرف آ گیا۔ چٹھہ صاحب ہیں کوئی، اُن کی بیٹی ہیں۔ بھائی اس کا یوکے جامعہ میں پڑھتا ہے۔ میں نے کہا تھا کہ انگلش میں پروگرام بناؤ۔ کہتی ہے مجھے انگلش نہیں آتی، میں صرف جرمن بول سکتی ہوں۔ تو دیکھیں، explore کریں کئی نئی لڑکیاں۔ ضروری نہیں ہے کہ آپ نے جو صرف ایک ٹیم بنائی ہوئی ہے۔ اس کو دیکھنا ہے۔ اپنے اس گروپ کو زیادہ وسیع کریں تا کہ ان میں بھی confidence پیدا ہو۔ ہر شہر میں آٹھ دس بیس ایسی پیدا کر دیں تو باقی ٹھیک ہو جائیں گی۔

سیکرٹری تبلیغ نے بتایا کہ جب پمفلٹ دینے جاتے ہیں تو اس میں ہماری عورتیں نہیں ہوتیں، لوگ پھر اعتراض کرتے ہیں کہ صرف مرد کیوں دے رہے ہیں۔ تو کیا ناصرات دے سکتی ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ یوکے میں مثلاً اس طرح تقسیم کیا ہوا ہے کہ باہر جا کے مارکیٹوں میں چونکہ بعض دفعہ مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، تو وہاں مرد دیں۔ وہاں عورتیں نہ جائیں۔ لیکن جو Door to Door Leafletting ہے، وہاں عورتیں جاتی ہیں، دیتی ہیں۔ اپنے ہمسایوں کو دیتی ہیں۔ Door to Door جا رہی ہیں، دے رہی ہیں۔ وہاں تو سارے involve ہیں۔ لجنہ بھی involve ہے۔ یونیورسٹی میں آپ کی سٹوڈنٹ ہیں ان کو دے سکتی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ کیا کسی نے منع کیا ہے؟ میں نے تو نہیں منع کیا۔ پمفلٹ دینے میں تو کسی نے منع نہیں کیا۔ ٹیمیں بنائیں۔ مردوں نے اپنی ٹیمیں بنائی ہیں، لجنہ بھی اپنی ٹیمیں بنائے یا اس طرح کی کہ مردوں کے ساتھ co-ordination کریں۔ ایک وقت میں جائیں اگر جانا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: Leaflets کی تقسیم کا اچھا Response ہو رہا ہے امریکہ میں، یوکے میں، سویڈن میں۔

شعبہ سمعی و بصری کے حوالے سے بتایا گیا کہ پروگرام MTA میں لجنہ کے ساتھ جو بنتے ہیں اس میں نام نہیں بولے جاتے یا اسکرین پر لکھے نہیں جاتے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ربوہ سے جو پروگرام بن کے آتا ہے اس میں وہ نام نہیں لیتے؟ یہ جو میں Real Talk کی بات کر رہا ہوں آج یوکے سے پروگرام آیا ہے اس میں ہر ایک کا نام لیا جا رہا ہے وہاں۔ بلکہ جو audience میں لڑکیاں بیٹھی ہیں، ان سے بھی وہ نام پوچھ رہی تھیں۔ جرمنی میں اجازت نہیں ہے تو آپ اپنی MTA جرمنی کے ذریعہ سے درخواست لکھ کے بھجوائیں۔ یہ تو صدر صاحب کا کام ہے۔ یہ لکھ کے دیں کہ اس طرح ہمیں مشکل ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اب میں نے کہا ہے ناکہ Real Talk پروگرام دیکھ لیں۔ اس کو ریکارڈ کریں۔ اس کو دیکھ لیں۔ اس کو سنائیں۔ پھر امیر صاحب کو دکھائیں۔ اپنی MTA کی ٹیم کو دکھائیں۔ وہ پروگرام میری نگرانی میں بنا ہے۔ اس پروگرام میں جس طرز کا پردہ ہے اُس پہ جو میں نے اعتراض کرنا تھا وہ میں کر چکا ہوں۔ اس میں یہ ہے کہ جو پریزینٹر ہے اس کو تھوڑا بعض جگہوں پر زیادہ کلوزاپ لیا ہے لیکن میں نے کہا تھا کہ یہ پروگرام دکھا دو۔ آٹھ بج کر پچپن منٹ پر یہ میٹنگ اپنے اختتام کو پہنچی۔

اس پروگرام کے بعد ’’مسجد نُور‘‘ سے ’’بیت السبوح‘‘ کے لئے روانگی ہوئی۔ نو بج کر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بیت السبوح تشریف آوری ہوئی۔ نو بج کر 50 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت السبوح تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

فرینکفرٹ کے اخبار "Frankfurt Neue Presse" کا نمائندہ گیسٹ ہاؤس کے افتتاح کی تقریب میں پہنچا تھا۔ اس نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تصویر کے ساتھ گیسٹ ہاؤس کی افتتاحی تقریب کی خبر 18/جون 2011ء کے شمارہ میں شائع کی۔ خبر کا ترجمہ درج ذیل ہے:

**خلیفہ نے عورتوں کی رہائشگاہ کا افتتاح فرمایا**
**احمدیہ مسلم جماعت نامناسب رویہ کا شکار عورتوں کا خیال رکھتی ہے۔**
**مسلمان عورتوں کے لئے جرمنی میں پہلی رہائشگاہ کا کل افتتاح کیا گیا**
**احمدیہ جماعت کے روحانی پیشوا اس موقع کو برکت دینے کے لئے تشریف لائے۔**

اخبار نے لکھا:

**جرمن کی اوّلین پیشکش**

خاص طور پر مصیبت زدہ عورتوں کے لئے جب وہ اپنے پیارے گھروں کو چھوڑ چکی ہوتی ہیں، ضروری ہے کہ محفوظ ماحول مہیا کیا جائے۔ زاکسن ہاؤسن (Sachsenhausen) میں عورتوں کی رہائشگاہ میں چھ اپارٹمنٹ اور گراؤنڈ فلور پر ایک بڑا رہنے کا کمرہ اسلامی ماحول کے مطابق تعمیر کیا گیا ہے۔ عورتوں کی تنظیم ’’لجنہ اماء اللہ‘‘ کی ممبر ہمیشہ یہاں پر اپنی ہم مذہب بہنوں کی مدد کے لئے موجود رہیں گی۔ چھ لاکھ یورو کی لاگت سے تعمیر ہونے والی اس عمارت کا خرچ احمدیہ مسلم جماعت کی عورتوں نے برداشت کیا ہے جو کہ جرمنی میں سب سے پہلی عوامی پیشکش ہے۔ عورتوں کی ایک ایسی رہائشگاہ جو خاص طور پر مسلمان عورتوں کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے بنائی گئی ہے، کہیں اور نظر نہیں آتی۔ گزشتہ روز افتتاحی تقریب کے لئے جماعت کے مذہبی رہنما حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خاص طور پر یوکے سے زاکسن ہاؤسن تشریف لائے۔

اخبار نے مزید لکھا:

احمدیہ مسلم جماعت، اسلام میں ایک اصلاح پسند (Reform) جماعت ہے جس کی بنیاد حضرت مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے انڈیا میں 1889ء میں رکھی۔ جماعت کے مطابق اس کے ممبر لاکھوں میں ہیں۔ جرمن جماعت کے ممبرز کی تعداد اس وقت 30 ہزار ہے۔ یہاں جماعت 1946ء میں قائم ہوئی اور پہلی مسجد ہمبرگ میں 1957ء میں کھولی گئی اور اس کے دو سال بعد زاکسن ہاؤسن میں مسجد نُور کا افتتاح ہوا۔ اس وقت جماعت کی 30 مساجد اور 70 نماز سینٹرز ہیں۔ اس کے ممبرز کی زیادہ تعداد، تقریباً آدھی تعداد، Rhine-Main ایریا میں رہتی ہے۔ اس جماعت کا نصب العین (ماٹو) ہے: ’’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘‘۔ تب بھی احمدیہ جماعت دنیا کی مسلمان جماعتوں میں سب سے زیادہ ظلم و تعدّی کا شکار ہوتی ہے۔ پاکستان حکومت نے اسے 1974ء میں مذہبی اختلاف کی بنیاد پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ مزید معلومات www.ahmadiyya.de پر موجود ہیں۔

**(باقی آئندہ)**

بقیہ: خطاب حضور انور ایدہ اللہ
از صفحہ نمبر 36

جب بھی دشمن کو موقع ملتا رہا دشمن مسلمانوں کے خلاف جنگ کے شعلے بھڑکاتا رہا۔ مسلمان باوجود تعداد میں کم اور معمولی ہتھیاروں کے دشمن کا مقابلہ کرتے رہے اور اِن جنگوں میں بھی جو خالصتاً مردوں کا کام ہے مسلمان عورتوں نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ اُن بہادر عورتوں نے اپنے فرض کو نبھایا اور خوب نبھایا۔ جو فرائض عمومی طور پر انجام دیئے اُن میں فوجیوں کو، جو زخمی فوجی تھے، لڑنے والے جو مسلمان تھے اُن کو پانی پلانا، زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا، شہیدوں اور زخمیوں کو میدانِ جنگ سے اُٹھا کر لانا، تیر اُٹھا کر مردوں کو دینا تا کہ وہ چلائیں۔ اَب ایک عورت جو بظاہر کمزور سمجھی جاتی ہے، ہوش و حواس قائم رکھتے ہوئے اور اپنی کمزوریوں پر قابو پاتے ہوئے، یہ کام انجام دے سکتی ہے، اُس کے بغیر تو ناممکن ہے کہ یہ کام سرانجام دے سکے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ بعض واقعات میں بیان کروں گا بلکہ ایک واقعہ زیادہ اہمیت کا حامل ہے جو مَیں نے اِس وقت چُنا ہے جس میں دکھلایا گیا ہے کہ مردوں کی طرح تلوار بھی عورتوں نے چلائی۔ پھر فوجیوں کے لئے کھانے کا انتظام کرنا یہ بھی عورتوں کا کام تھا، شہیدوں کے لئے قبریں کھودنے میں مردوں کا ہاتھ بٹانا یہ بھی عورتوں کا کام تھا۔ پھر فوج کو ہمت دلانے کے لئے اپنا کردار ادا کرنا۔ اِس میں بھی عورتوں نے خوب کردار ادا کیا لیکن کافر عورتوں کی طرح گانے گا کر اور غلط طریقے سے اُن کے جذبات اُبھار کر نہیں بلکہ اُن کو دینی غیرت دلا کر، خود مرنے کے لئے آگے قدم بڑھا کر۔

پس اِسلام کی تاریخ میں عورتوں کا ایک مقام ہے ۔ جنگ ٹھونسی گئی تو جنگی حالات میں مسلمان عورتوں نے اپنا پورا کردار ادا کیا ورنہ یہ اُن کی زندگی کا مقصد نہیں تھا ۔ وہ صحابیات ایسی تھیں جنہوں نے اُس وقت کے ماحول کے مطابق جو نظامِ جماعت تھا اُس کو بہترین مشورے بھی دیئے، اُن صحابیات نے علمی کارنامے بھی انجام دیئے۔ عبادتوں کے معیار بھی قائم کئے۔ اپنے بچوں کی ایسی تربیت بھی کی جس سے اُن میں احساس پیدا ہوا کہ ہم نے مذہب اور قوم کے لئے جان، مال اور وقت اور عزت کو قربان کرنا ہے۔ اور اِس کی قربانی دینی ہے اور اِس کے لئے ہر وقت تیار رہنا ہے۔ پس صرف جنگی اور جاہلانہ مزاج ہونے کی وجہ سے وہ نڈر اور بہادر نہیں تھیں بلکہ ایک مقصد کے حصول کے لئے اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے اُنہوں نے یہ قدم اُٹھایا۔ اُن کو یہ احساس تھا کہ اپنی ذمہ داری ادا کرنی ہے۔

آج اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد سے تلوار کا جہاد بند ہے تو قلم کے جہاد کا آپؑ نے اعلان فرمایا۔ پھر اِس کے ساتھ قلم کے جہاد کے ساتھ ساتھ آجکل الیکٹرونک میڈیا ہے۔ مختلف ذرائع ہیں جن کے ذریعہ اِسلام پر حملے کئے جاتے ہیں۔ احمدیت پر حملے کئے جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملے کئے جاتے ہیں۔ قرآن کریم پر حملے کئے جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ذات پر حملے کئے جاتے ہیں۔ آج اِن حملوں کی تعداد پہلے سے بہت بڑھ گئی ہے۔ تو اِن حملوں کو پسپا کرنے کے لئے جہاں مردوں کو اپنی طاقتیں صرف کرنے کی ضرورت ہے وہاں عورتوں کو بھی اپنی تمام تر طاقتوں اور صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی ضرورت ہے۔ اِنٹرنیٹ اور فیس بک (Face Book) اور مختلف ویب سائٹس میں داخل ہونا اپنے مزے اور وقت گزاری اور فن کے لئے نہ ہو بلکہ ایک درد کے ساتھ جس طرح قرونِ اُولیٰ کی مسلمان عورتوں نے اپنی ذمہ داری کو سمجھتے ہوئے اپنے فرائض ادا کرنے کی کوشش کی اور اپنی جان تک اُس مقصد کے حصول کے لئے لڑا دی۔ آج وہ جان لڑانے کا وقت ہے۔ اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ دشمن کے ہر حملے کو پاش پاش کرنے کا وقت ہے۔ لڑکیاں اور پڑھی لکھی عورتیں اِس کام کے لئے جماعتی نظام کو اپنے آپ کو پیش کریں۔

جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ بعض مثالیں اِن جہاد کرنے والی عورتوں کی پیش کروں گا۔ ایک مثال جو عام ہے وہ میں نے لی ہے وہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں تا کہ پتہ لگے کہ کس طرح مستقل طور پر اِسلام کے دفاع کے لئے وہ عورتیں کھڑی ہوتی تھیں۔ توحید کے قیام کے لئے جان کی قربانیاں پیش کرنے کی مثالیں تو آپ نے سن لیں لیکن ایسی مثالیں بھی ہیں جن میں اِسلام کے دفاع اور اُس دین کے دفاع جس نے توحید کا قیام کرنا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے اپنی جان لڑائی ہے، اُن کا کیا کام ہے اور کس طرح اُن عورتوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے اپنی جان لڑائی اور کس طرح وہ مضبوط چٹان بن کر کھڑی ہوئیں۔

سب سے پہلے مَیں حضرت اُمّ عمارہ کی مثال لیتا ہوں ۔ حضرت اُمّ عمارہ مدینہ کی اُن ابتدائی خوش نصیب عورتوں میں سے تھیں، جنہوں نے مکہّ جا کر بیعتِ عقبہ ثانیہ میں حصہّ لیا تھا۔ اِس خوش نصیب قافلے میں بہتّر مرد اور دو عورتیں تھیں اور اُن میں سے ایک اُمّ عمارہ نصیبہ بنت کعب اور دوسری اُمّ بنی اَسماء بنت عمرو بن عدی تھیں۔ حضرت اُمّ عمارہؓ اپنی بیعت کا واقعہ بیان کرتی ہیں کہ جب مردوں سے بیعت لے لی گئی تو میرے خاوند نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ دو خواتین بھی بیعت کے لئے حاضر ہیں۔ آپؐ نے اِرشاد فرمایا کہ ٹھیک ہے، اِن کی بیعت بھی اُنہی شرائط پر قبول ہے جو ابھی میں نے مردوں سے لی ہیں۔ عورتوں کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر تو بیعت نہیں ہوتی۔ اِن کی بیعت ہوگئی۔

(الاصابة فی تمییز الصحابة جلد 8 صفحه 442ام عمارة مطبوعة دارالکتب بیروت 2005ء)

پھر آپؓ کے کارناموں میں ہم دیکھتے ہیں کہ غزوۂ اُحد میں زخمیوں کو پانی پلانے اور مرہم پٹی کرنے کے علاوہ تلوار کے بھی آپؓ نے وہ جوہر دکھلائے کہ دنیا دنگ رہ گئی۔ رسولِ اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ اُس وقت جس طرف بھی میری نظر اُٹھتی تھی مَیں اپنے دائیں بائیں دیکھتا تھا تو اُمّ عمارہ کو اپنا دفاع کرتے ہوئے مسلسل لڑتا ہوا پاتا تھا۔ (الاصابة فی تمییز الصحابة جلد 8 صفحه 442ام عمارة مطبوعة دار الکتب بیروت 2005ء)

حضرت اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ غزوۂ اُحد میں ایک ایسا نازک ترین وقت بھی آیا کہ جب مسلمانوں کی ایک جلد بازی کی وجہ سے جنگ کا پانسہ پلٹ گیا اور مسلمانوں کو پسپا ہونا پڑا۔ کہتی ہیں کہ میں اپنے خاوند اور دونوں بیٹوں عبداللہ اور حبیب کے ہمراہ رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کے لئے آپؐ کے پاس آ کھڑی ہوئی۔ اور کہتی ہیں کہ ہم ہر طرف سے اِن حملوں کا جواب دینے لگے جو اُس نازک صورتِ حال میں ہو رہے تھے۔ خاص طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو نشانہ بنایا جا رہا تھا۔ کہتی ہیں میرے ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے ہاتھ میں ڈھال تھی۔ اگر دشمن گھوڑوں پر سوار نہ ہوتے تو ہم اِن میں سے کسی ایک کو بھی زندہ بچ کر نہ جانے دیتے۔ کہتی ہیں کہ گھوڑے پر سوار دشمن نے مُجھ پر تلوار کا وار کیا لیکن مَیں نے اپنی ڈھال پر اُس وار کو روک لیا اور وہ دشمن کچھ نہ کر سکا۔ اور جب وہ پیچھے مڑا تو مَیں نے موقع غنیمت جانتے ہوئے یک دم اُس کے گھوڑے کی پیٹھ پر تلوار ماری اور اِس زوردار وار کی وجہ سے گھوڑے کی پیٹھ کٹ گئی اور اپنے سوار سمیت وہ نیچے گر گیا۔ یہ منظر دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی بلند آواز سے اِن کے بیٹے کو آواز دے کر فرمایا کہ عبداللہ بن اُمّ عمارہ اپنی والدہ کا ہاتھ بٹاؤ۔ وہ میرے پاس آیا اور پھر ہم نے اُس دشمن کا کام تمام کیا۔

(کتاب المغازی للواقدی جلد 1 صفحه 236 غزوة احد۔ مطبوعة دارالکتب العلمیة بیروت 2004ء)

اِسی طرح غزوۂ اُحد کا ایک واقعہ اِن کے بیٹے بیان کرتے ہیں کہ جب دشمن کی طرف سے زوردار حملہ ہوا، مجاہدین بکھر گئے۔ مَیں اپنی والدہ کے ہمراہ رسولِ اقدسؐ کے قریب ہوا اور آپؐ پر جس طرف سے بھی کوئی وار ہوتا ہم اُسے روکتے۔ اور اِس جنگ میں حضرت اُمّ عمارہ کے کندھے پر سخت تلوار کا زخم آیا جس میں سے خون بہہ رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن کے بیٹے کو ارشاد فرمایا کہ اپنی والدہ کے کندھے پر مرہم پٹی کرو اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ تمہارا پورا خاندان بڑا عظیم ہے، اللہ تم پر اپنی رحمت کی بارش برسائے۔ اور ساتھ ہی یہ دُعا بھی دی کہ الٰہی اِس خاندان کو جنت میں میرا رفیق بنا دینا۔ یہ دُعا سن کر اِس خاندان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اور وہ پہلے سے زیادہ جوش اور جذبے کے ساتھ جنگ میں مصروف ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں مصروف ہو گئے۔

(کتاب المغازی للواقدی جلد 1 صفحه 238 غزوة احد۔ مطبوعة دارالکتب العلمیة بیروت 2004ء)

حضرت اُمّ عمارہ نے اِس جنگ میں یہ دیکھا کہ بیٹے کا ہاتھ بُری طرح زخمی ہے تو اُس کی پٹی کی اور اُس کے بعد کہا کہ بیٹا جاؤ، ہمّت کرو اور دوبارہ دشمن پر حملہ کرو۔ اِن زخموں کی وجہ سے بیٹھ نہیں جانا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اِن کی جرأت کی بڑی تعریف فرمائی۔

(کتاب المغازی للواقدی جلد 1 صفحه 237 غزوة احد۔ مطبوعة دارالکتب العلمیة بیروت 2004ء)

حضرت اُمّ عمارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑی تھیں، تلوار ہاتھ میں تھی تو وہ مشرک دوبارہ سامنے آیا جس نے اِن کے بیٹے کو زخمی کیا تھا تو رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے بیٹے کو زخمی کرنے والا پھر سامنے آ گیا ہے۔ حضرت اُمّ عمارہ نے اُس کو دیکھتے ہی ایک وار کیا۔ اُس کی ٹانگ کٹ گئی او رجب زمین پر گرا تو باقی مجاہدین نے پھر اُس کو پکڑ لیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس موقع پر اِن کی بڑی تعریف فرمائی۔

(کتاب المغازی للواقدی جلد 1 صفحه 237 غزوة احد۔ مطبوعة دارالکتب العلمیة بیروت 2004ء)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خود یہ سنا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ مَیں نے غزوۂ اُحد کے دن جب اپنے دائیں بائیں دیکھا تو حضرت اُمّ عمارہ کو اپنے دفاع میں لڑتے ہوئے پایا۔

(الاصابة فی تمییز الصحابة جلد 8 صفحه 442 ام عمارة۔ مطبوعة دارالکتب العلمیة بیروت 2005ء)

حضرت اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا کے جسم پر تقریباً بارہ زخم لگے جن میں کندھے کا زخم بہت گہرا تھا جس کا علاج تقریباً ایک سال تک ہوتا رہا۔ حضرت اُمّ عمارہ کے کندھے پر کسی شخص نے تلوار کا جو وار کیا تھا وہ بڑا خطرناک وار تھا۔ اُس سے آپ بے ہوش بھی ہو گئی تھیں۔ لیکن جب ہوش آیا تو پہلا سوال جو آپ نے پوچھا وہ یہی تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ نہ اپنے بیٹوں کا پوچھا، نہ اپنے خاوند کا پوچھا۔ جب بتایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر طرح سے محفوظ ہیں تو بے ساختہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ (ماخوذ از کتاب المغازی للواقدی جلد 1 صفحه 236 غزوة احد۔ مطبوعة دارالکتب العلمیة بیروت 2004ء)

حضرت اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا غزوۂ حنین اور فتح مکہّ کے علاوہ مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ میں بھی شامل تھیں اور جنگِ یمامہ میں بھی شریک ہوئیں۔ اِس جنگ میں لڑائی کے دوران اِن کا ایک ہاتھ کٹ گیا۔ اِس کے علاوہ بھی جسم پر گیارہ زخم آئے اور اِن کا بیٹا اِس میں شہید ہوا۔

(الاصابة فی تمییز الصحابة جلد 8 صفحه 441 ام عمارة۔ مطبوعة دارالکتب العلمیة بیروت 2005ء)

اُمّ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے صلح حدیبیہ میں شرکت کی سعادت بھی حاصل کی اور اس سے پہلے جو بیعتِ رضوان لی گئی تھی اُس میں بھی شامل تھیں۔ اور اِس بیعت کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اِس میں شامل سب لوگوں کو جنتی قرار دیا ہے۔

فرماتی ہیں کہ ہم عمرہ ادا کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ مکہّ معظّمہ کے قریب حدیبیہ مقام پر ہمیں روک لیا گیا۔ قریش نہیں چاہتے تھے کہ مسلمان مکہّ معظّمہ میں داخل ہوں۔ حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سفیر بنا کر مکہ معظّمہ بھیجا گیا۔ اُن کی واپسی میں تاخیر ہوگئی اور یہ خبر مشہور ہوگئی کہ اُنہیں شہید کر دیا گیا ہے۔ رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک

درخت کے سائے میں بیٹھ کر بیعت لینا شروع کر دی اور آپؐ نے یہ بھی اِرشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیعت لینے کا حکم دیا ہے۔ کہتی ہیں کہ جس کے پاس کوئی ہتھیار تھا اُس نے وہ تھام لیا۔ چونکہ یہ سفر عمرہ ادا کرنے کی نیّت سے اختیار کیا گیا تھا اس لئے بیشتر افراد کے پاس کوئی ہتھیار نہ تھا۔ فرماتی ہیں کہ مَیں نے ایک لاٹھی پکڑ لی اور میرے پاس ایک چھری تھی وہ لے لی اور اپنی کمر کے ساتھ اڑس لی تا کہ اگر کوئی دشمن حملہ کرے تو مَیں اُن سے لڑسکوں۔

(کتاب المغازی للواقدی جلد 2 صفحہ 91 غزوہ الحدیبیۃ مطبوعۃ دارالکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

حضرت اُمِّ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غزوہ حنین میں بھی جرأت اور شجاعت کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ فرماتی ہیں کہ بنو ہوازن کا ایک شخص اونٹ پر سوار میدان میں جھنڈا لہراتا ہوا داخل ہوا۔ میں نے موقع پاتے ہی اونٹ کے پچھلی جانب زور دار وار کیا جس سے اونٹ لڑکھڑاتا ہوا اپنے سوار سمیت گر پڑا۔ اور اس کے گرتے ہوئے سوار پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ وہ اُٹھ نہ سکا۔

(کتاب المغازی للواقدی جلد 2 صفحہ315 غزوۃ حنین مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

اِن کے بیٹے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نمائندہ بنا کر مسیلمہ کذاب کے پاس بھیجا لیکن اُس نے سفارتی آداب کو پامال کرتے ہوئے ایک ستون سے باندھ دیا اور بے ہودہ سوال کرنے کے بعد اُن کا ایک ایک عضو کاٹ کر شہید کر دیا۔

(اسد الغابۃ جلد اول صفحہ 504 حبیب بن زید بن عاصم۔ دارالفکر بیروت 2003ء)

جب اُمّ عمارہؓ کو اپنے بیٹے کی شہادت کی خبر ملی تو کمال صبر اور تحمل سے اِس صدمے کو برداشت کیا۔ اِس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بہت دعائیں دیں۔ جب مسیلمہ کذاب کو قتل کیا گیا تو اُس میں آپؓ کا اپنا بازو بھی کٹ گیا تھا لیکن اپنا بازو کٹنے کا آپؓ کو اتنا غم نہیں تھا جتنا مسیلمہ کذاب کے واصلِ جہنم ہونے کی خوشی تھی۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک روز بہت عمدہ چادریں اُن کے پاس لائی گئیں۔ ایک چادر بہت ہی اچھی قسم کی تھی اور بڑے سائز کی تھی۔ حضرت عمرؓ کو مشورہ دیا گیا کہ یہ چادر عبداللہ بن عمر کی بیوی صفیہ بنت ابی عبید کو دیدی جائے جو آپ کی بہو تھیں۔ آپؓ نے ارشاد فرمایا یہ چادر اُس خاتون کو دی جائے گی جو صفیہ سے کہیں بہتر ہے میں نے اُس خاتون کی تعریف رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے سنی ہے۔ اِس کے بعد یہ چادر اُمّ عمارہ کو عطا کی گئی۔ (سبل الہدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 202 غزوۃ احد، ذکر تعظیم اجر رسول اللہ ﷺ بما فعل ...... معہ المشرکون۔ مطبوعۃ دارالکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

آپؓ نے بیعت کے بعد صرف جنگیں ہی نہیں کیں بلکہ فوری طور پر مدینہ میں آکر تبلیغ اور تربیت کا بھی بہت کام کیا اور اِس میں بھی بھرپور کردار ادا کیا۔ پس اُمّ عمارہ وہ ہیں جنہوں نے جرأت و بہادری کے عجیب نمونے دکھائے ہیں۔ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے جنگ کی انتہائی خطرناک صورت میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد چند مسلمان رہ گئے تھے اپنے خاوند اور بیٹوں کے ساتھ مل کر بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ اگر مردوں میں حضرت طلحہؓ کی مثال دی جاتی ہے کہ انہوں نے کہا کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آنے والا ہر تیر اُحد کے دن اپنے ہاتھ پر روکا تھا اور اُف بھی نہیں کرتا تھا اِس لئے کہ کہیں اُف کرنے سے میرا ہاتھ ہل نہ جائے اور تیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ لگ جائے۔ تو حضرت اُمِّ عمارہؓ نے عورتوں کی نمائندگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا بھی حق ادا کر دیا۔ یہ سوچ لیا کہ آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت ہی میرا سب سے بڑا مقصد ہے۔ میرے بیٹے شہید ہوں۔ میرا خاوند شہید ہو۔ مجھے اپنی جان قربان کرنی پڑے تو میں قربان ہوجاؤں لیکن میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہرحال حفاظت کرنی ہے۔

آج اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسمانی وجود ہمارے سامنے نہیں ہے تو آپؐ کی ذات اور اِسلام کی تعلیم آج بھی زندہ ہے۔ پس آج ہر عورت کا کام ہے کہ اُمّ عمارہ بن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور اِسلام پر لگائے گئے ہر الزام کا جواب دے کر آپؐ کی ذات اور اِسلام کی حفاظت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرے۔ میں نے ایک امّ عمارہؓ کی مثال دی ہے۔ اِسلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی اور بعد میں بھی ایسی خواتین پیدا ہوتی رہی ہیں جنہوں نے دین کی خاطر ہر قربانی کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ جنگ قادسیہ میں بھی مختلف موقعوں پر عورتوں نے بھرپور کردار ادا کیا ہے۔

پس آج جبکہ اِسلام پر دنیا کے ہر کونے سے حملہ ہو رہا ہے اور بدقسمتی سے مسلمان کہلانے والے خود بھی زمانے کے امام کی دشمنی کر کے اِن حملوں کو ہوا دے رہے ہیں۔ ہمیں ایک اُمِّ عمارہ نہیں بلکہ ہزاروں اُمِّ عمارہ کی ضرورت ہے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور اِسلام کی حفاظت کرنی ہے۔

نئے ذرائع ابلاغ الیکٹرانک ذرائع کو استعمال کرنا آج کل کی نوجوان نسل کو زیادہ آتا ہے۔ پس نوجوان نسل سے بھی میں کہتا ہوں کہ آگے آئیں اور اِس جہاد میں اُتر جائیں۔ ذاتی خواہشات کو پسِ پشت ڈال دیں۔ جو واقفاتِ نَو ہیں اپنے وقفِ نَو کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ جو واقفات نو نہیں ہیں وہ ایک احمدی اور سچا مسلمان ہونے کا حق ادا کریں۔ دین سیکھیں اور دین کو پھیلائیں۔ اپنی ذاتی خواہشات کو بالکل پس پشت کر دیں۔ آج بھی مخالفین کے اعتراض کوئی نئے نہیں ہیں۔ وہی پرانے اعتراض ہیں جو ہمیشہ سے ہوتے چلے آئے ہیں۔ الفاظ کی ردّو بدل کے ساتھ یہ پیش کر دیتے ہیں اور اِن سب کے جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دے دیئے ہوئے ہیں۔ پس ہماری عورتوں اور لڑکیوں کو چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ لصلوٰ ۃ والسلام کی کتب یا اقتباسات جن کا انگلش میں ترجمہ میسر ہے جن کو اُردو پڑھنی نہیں آتی وہ انگلش میں پڑھیں اور کوشش کریں کہ اِس کے علاوہ بھی علم حاصل کریں اور اُن اعتراضات کے جوابات دیں جو آج اِسلام پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ہو رہے ہیں اور دشمن کے خلاف ایک ننگی تلوار بن کر کھڑی ہو جائیں۔

پھر مَیں ایک مثال حضرت اُمِّ سلمہ کی جن کا اصلی نام اسماءؓ ہے پیش کرتا ہوں یہ بیعت رضوان میں شامل تھیں۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا یہ بیعت تھی جو حضرت عثمانؓ کے شہید ہونے کی افواہ پر صلح حدیبیہ سے پہلے ہوئی۔ اور یہ وہ بیعت تھی جو جس کا مطلب ہے کہ جس میں شامل لوگوں سے خدا تعالیٰ بھی راضی ہوا کیونکہ آج انہوں نے خدا تعالیٰ کی خاطر ایک نیا عہد کیا تھا۔

حضرت اُمِّ سلمہ کی خصوصیات یہ تھیں۔ اُن میں بڑا صبر تھا۔ بڑا تحمل تھا، ایمان اور توّکل اعلیٰ درجے کا تھا، تقویٰ اور خشیّتِ الٰہی میں ترقی کرنے والی خاتون تھیں۔ عقل و دانش کی پیکر تھیں۔ ہمت بھی اُن میں بڑی تھی۔ بہادر بھی بہت تھیں۔ فصاحت اور بلاغت میں ممتاز مقام اُن کا تھا اور عورتوں میں خطیبۃ النساء کے نام سے معروف تھیں کہ عورتوں کی بہترین مقررہ۔ انہوں نے جنگ میں بھی حصہ لیا۔ جنگِ یرموک میں لاٹھی سے ہی ڈنڈے سے ہی نو رومیوں کو قتل کر دیا۔ گفتگو اِن کی بڑی جچی تلی ہوتی تھی۔ جو بھی اِن کی گفتگو سنتا متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ اِن کی گفتگو میں بڑی مٹھاس تھی۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد 8 صفحہ 22-21 اسماء بنت یزید۔مطبوعۃ دارالکتب بیروت 2005ء)

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حدیث میں مشہور واقعہ ہم سنتے ہیں جس میں اِنہوں نے عورتوں کے بارے میں سوال کیا تھا کہ اُن کا کیا مقام ہے؟۔ اِنہوں نے جب حاضر ہو کر کہا کہ آج مَیں عورتوں کی نمائندہ بن کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عورتوں اور مردوں دونوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا ہے۔ ہم عورتوں کو بھی آپؐ پر ایمان لانے اور آپؐ کی پیروی اختیار کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ ہم اپنے گھروں میں پابند ہیں۔ اپنے خاوندوں کی خدمت گزاری میں محو رہتی ہیں۔ اَولاد کی پرورش کرنا اور گھر کی دیکھ بھال کرنا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ مرد حضرات جمعہ اور باجماعت نمازیں وغیرہ اور جنازے اور جہاد ہر جگہ شریک ہوتے ہیں اور نیکیوں کی وجہ سے ہم سے زیادہ فضائل حاصل کر لیتے ہیں۔ جب وہ جہاد کے لئے روانہ ہوتے ہیں تو ہم اُن کے مال کی حفاظت کرتی ہیں۔ یا رسول اللہ! کیا اجر وثواب میں ہم بھی اُن کی برابر کی شریک ہیں؟

یہ اندازِ گفتگو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند آیا اور آپؐ نے صحابہ سے کہا: کیا کوئی اِس سے بہتر رنگ میں عورتوں کی نمائندگی کرسکتا ہے؟ صحابہؓ نے کہا کہ ایسا فصیح بیان تو ہم نے آج تک نہیں سنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اِن خواتین کو جا کر میرا پیغام سنا دو جن کی نمائندہ بن کر تم یہاں آئی ہو۔ تمہارا اپنے خاوندوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنا، اُن کی خوشی کو پیشِ نظر رکھنا اور اُن کے نقشِ قدم پر چلنا، اللہ تعالیٰ کو اِس قدر پسند ہے کہ وہ ایسی بلند مرتبہ عورت کو وہی اجر وثواب دیتا ہے جس کا ذکر اِس نے مردوں کے لئے کیا ہے۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد 4 صفحہ 350 اسماء بنت یزید الانصاریۃ۔ مطبوعۃ دارالکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

پس یہ مرد بھی وہ خوش نصیب مرد تھے جو تقویٰ پر چلنے والے تھے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھنے والے تھے جو اپنی بیویوں اور بچوں کے حقوق ادا کرنے والے تھے۔ حضرت اسماء یہ پیغام سن کر خوشی سے واپس آئیں اور عورتوں کو جواب دیا۔ پس یہ تقویٰ پر چلنے والی بیویوں کا بھی رویہ ہے کہ اُن کے سپرد جو کام ہیں، اُن کو وفا سے ادا کرنا۔ اپنے فرائض کو وفا کے ساتھ ادا کرنا۔ اپنے بچوں کی تربیت کی طرف بہترین رنگ میں توجہ دینا۔ لڑکیوں کا کام ہے کہ دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنی دینی تعلیم کی طرف بھی توجہ دینا۔ صرف فیشن ہی پیشِ نظر نہ رہیں۔ ایسی عورتیں ہیں ایسی لڑکیاں ہیں جن کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ کس طرح خدا تعالیٰ کو راضی کریں۔ کس طرح اُن عورتوں میں شامل ہوں جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ مقام عطا فرمایا ہے جس سے اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہو گیا۔

پھر ایک واقعہ حضرت اُمِّ ورقہؓ بنت عبداللہ کا ملتا ہے۔ یہ بھی انصاری خواتین میں تھیں۔ قرآن کریم کی حافظ تھیں۔ عالمہ تھیں۔ بڑی مدبرہ تھیں۔ علم وحکمت میں ترقی کرنے والی تھیں۔ عبادت گزار تھیں۔ زہد وتقویٰ میں بڑی ترقی کرنے والی تھیں اور عبادت میں تو اتنی مشہور تھیں کہ رات کا اکثر حصہ عبادت میں گزارا کرتی تھیں۔ قرآن کریم کی تلاوت نہایت عمدہ لہجے میں کیا کرتی تھیں۔ قرآن کریم کی آیات پر غور اور تدبر اور سوچ اور فکر ان کی بہت گہری تھی۔

حضرت اُمّ ورقہ انصاریہ کے بارے میں لکھا ہے کہ غزوۂ بدر کے لئے روانگی کا جب اعلان ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت اُمّ ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے بھی جنگ میں شرکت کرنے کی اجازت عطا فرمائیں۔ مَیں زخمیوں کی مرہم پٹی، پیاسوں کو پانی پلانے کی خدمات سرانجام دوں گی۔ میری دلی تمنّا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت کی موت عطا کرے۔

یہ جذبہ اور شوق اور ولولہ دیکھ کر رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے گھر میں رہو اللہ تعالیٰ وہیں شہادت کا مرتبہ عطا کر دے گا۔ یہ پیغام سن کر حضرت اُمّ ورقہؓ خوشی خوشی اپنے گھر آئیں۔ اور بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا تھا کہ آنحضرتؐ اپنے صحابہ کے ساتھ


الفضل انٹرنیشنل میں

اشتہار دے کر

اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

(مینیجر)

آپ کے گھر جاتے تھے تو کہتے تھے آؤ آج زندہ شہید کے گھر چلیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات اِس طرح بھی پوری ہوئی کہ اِن کے دو غلام تھے۔ ایک غلام اور ایک لونڈی تھی۔ اُن کو آپؓ نے کہا تھا کہ جب مَیں وفات پا جاؤں گی تو مَیں تم لوگوں کو آزاد کر دوں گی۔ اُن دونوں نے مل کے یہ سوچا کہ اِن کی عمر تو پتہ نہیں کتنی ہے! کب تک یہ زندہ رہیں گی اور کب ہمیں آزادی ملے گی!!۔ اُنہوں نے ایک دن موقعہ پا کر رات کو اُن کو شہید کر دیا۔ اِس طرح اپنے گھر میں شہید ہونے کا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تھا وہ بھی پورا ہو گیا۔ بہر حال وہ (دونوں غلام) بعد میں پکڑے گئے۔ (الاستیعاب فی معرفة الاصحاب جلد 4 صفحہ 519 ام ورقہ بنت عبد اللہ۔ مطبوعة دارالکتب العلمیة بیروت 2005ء)

پھر حضرت فاطمہؓ بنت خطاب ہیں جو اپنے بھائی کی رہنمائی اور ہدایت کا باعث بنیں۔ اُن کے اِسلام لانے کا باعث بنیں۔ بھائی کی سختیوں کے باوجود، بھائی کے ہاتھوں لہولہان ہونے کے باوجود اِسلام کی خوب صورت تعلیم سے ایک انچ بھی ہٹنا گوارا نہیں کیا۔ آخر بھائی کو ہی ہتھیار ڈالنے پڑے اور قرآن کریم کی خوبصورت تعلیم کو سن کر خود بھی اِسلام کی آغوش میں آ گئے۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن تھیں۔ (ماخوذ از الاصابة فی تمییز الصحابة جلد 8 صفحہ 271 فاطمہ بنت خطاب۔ مطبوعة دارالکتب بیروت 2005ء)

غرض کہ اِن صحابیات کے بے شمار واقعات ہیں جنہوں نے دین سے محبت، خدا سے محبت، اللہ تعالیٰ کے رسول سے محبت اور عشق کی داستانیں رقم کی ہیں۔ عبادتوں میں بھی ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کی ہے اور جسمانی جہاد میں بھی بھرپور حصہ لیا ہے۔ مالی قربانیوں میں بھی بھرپور حصہ لیا ہے۔ اپنے بچوں اور خاوندوں کو قربان کروا کر صبر اور حوصلے کے اعلیٰ معیار بھی قائم کئے ہیں۔ تبلیغِ دین میں بھی بھرپور حصہ لیا ہے اور مسائل سیکھنے اور سکھانے میں بھی بھرپور کردار ادا کیا ہے۔

حضرت عائشہؓ ہی تھیں جنہوں نے وہ مقام حاصل کیا کہ نصف دین سکھانے والی بن گئیں۔ غرض ہر میدان میں مسلمان عورت کا ایک کردار ہے۔ اور ان عورتوں نے اپنے بچوں کے دلوں میں دین کی محبت اِس طرح کوٹ کوٹ کر بھر دی کہ وہ ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہو گئے۔

پس آج آخرین میں شامل ہونے والی عورتوں نے بھی یہی مثالیں قائم کرنی ہیں۔ تبھی وہ اپنا عہد پورا کرنے والی کہلا سکتی ہیں۔ تبھی وہ اپنے عہد کا حق ادا کرنے والی کہلا سکتی ہیں۔ وہ عورتیں جنہوں نے براہ راست حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تربیت پائی اُنہوں نے بھی اپنی قربانیوں اور عبادتوں کے معیار حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اُن کی بھی بہت ساری مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔

پس ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہم نے اِن مثالوں کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے لئے ایک رہنما اور ٹارگٹ مقرر کرنے ہیں۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اِس زمانے میں پہلے سے بڑھ کر ہمیں اِس بارے میں کوشش کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج بھی یہ رُوح تو قائم ہے لیکن اِن پر توجہ کے لئے اِس ذکر کی ضرورت رہتی ہے تاکہ ہم میں سے اکثریت یہ قربانیاں کرنے والی اور عبادتیں کرنے والی اور اپنے تقویٰ کے معیار بلند کرنے والی بن جائے۔ کہیں زمانے کے بہاؤ میں بہہ کر، زمانے کی لغویات میں بہہ کر ہماری نسلیں اِس رُوح کو بھول نہ جائیں۔ اِس لئے لجنہ اماء اللہ کی تنظیم قائم کی گئی تھی تاکہ اس تنظیم کے تحت عورتیں اپنی روحانی تربیت کا بھی سامان کرتی رہیں اور اپنی اَخلاقی تربیت کا بھی سامان کرتی رہیں اور خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق پیدا کرنے کے لئے بھی کوششیں کرتی رہیں اور توحید کے قیام کے لئے ہر قربانی دینے کے لئے نہ صرف یہ کہ تیار رہیں بلکہ قربانیاں دیتی چلی جائیں اور اگلی نسلوں میں بھی یہ رُوح پھونکتی چلی جائیں۔

یہ جوش اور جذبہ پاکستان میں آج کل سخت حالات کی وجہ سے اُبھرا تو ہے لیکن یہ باہر کے ملکوں کے لئے عارضی نہیں ہونا چاہئے۔ نہ صرف پاکستانی احمدیوں پر سخت حالات ہیں بلکہ اور بھی بہت سارے ممالک ہیں۔ انڈونیشیا ہے، بنگلہ دیش ہے، بعض عرب کے ممالک ہیں جہاں سخت حالات ہیں۔ وہ تو اِن حالات کی وجہ سے اپنے ایمانوں میں مضبوط ہوتے چلے جا رہے ہیں اور پہلے سے زیادہ بڑھ کر اپنے اخلاص و وفا کے نمونے دکھانے کی کوشش کرتے چلے جا رہے ہیں۔ اِن لوگوں میں دین میں مضبوطی پیدا ہوئی ہے، دین سے ایک خاص تعلق پیدا ہوا ہے۔ لیکن جو باہر کی رہنے والی ہیں اُن کو بھی اپنی بھرپور کوشش کرنی چاہئے کہ اِس اپنے اخلاص و وفا کے تعلق میں بڑھتی چلی جائیں۔

میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں اور اِس مضمون کے خط مجھے مسلسل آ رہے ہیں کہ پاکستان میں حالات کی خرابی کی وجہ سے عورتوں کو مساجد میں آنا آج کل روکا ہوا ہے۔ اور لجنہ کی تنظیم کی جو acitivities ہیں اُن کو بڑا low profile میں رکھا گیا ہے، بہت محدود کر دیا گیا ہے۔ وہ کہتی ہیں کیا عورت کی جان مرد سے زیادہ قیمتی ہے؟ کیا عورت کو شہید ہونے کا حق نہیں ہے؟ ہمیں اپنی activities کرنے کی، آزادانہ طور پہ activities کرنے کی آزادی اور اجازت دی جائے اور اِس کے لئے ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہے۔ ہماری جان بھی جاتی ہے تو چلی جائے۔ بلکہ یہ لکھتی ہیں کہ مرد تو شاید ہمارے سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں کہ وہ گھر کے کمانے والے ہیں۔ لیکن بہر حال عورت کی بھی بڑی اہمیت ہے۔ اگلی نسلوں کی تربیت گاہ عورت ہی ہے۔

ہمیں یاد رکھنا چاہئے اور مَیں اُن عورتوں کو بھی پیغام دیتا ہوں کہ عقل سے چلنا بھی بہت ضروری ہے۔ عورت کی عزت، عصمت اور تقدّس انتہائی ضروری چیز ہے اور مردوں کا کام ہے کہ اُس کی حفاظت کریں۔ اِس لئے ہم یہ احتیاطیں کر رہے ہیں۔ لیکن جب ضرورت پڑے تو پھر عورت کو بھی خوفزدہ نہیں ہونا چاہئے۔ پھر وہی نمونے دکھانے چاہئیں جو نمونے ہمیں قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے دکھائے تھے، اُن صحابیات نے دکھائے تھے یا اِس زمانے میں بھی ہمیں اس کی بعض مثالیں ملتی ہیں۔ مجھے خط آتے ہیں کہ ہم بھی خولہ بن کر دکھائیں گی۔ مجھے خط آتے ہیں کہ ہم بھی اُمّ عمارہ بن کر دکھائیں گی۔ اللہ کرے کہ یہ جذبے ہمیشہ زندہ رہیں لیکن جو احتیاطیں کی جا رہی ہیں اُن کی پابندی بہر حال کرنی ضروری ہے۔

آپ لوگ جو یہاں آزاد رہ رہے ہیں۔ اپنی اِس آزادی کو بھی اِس طریق پر استعمال کریں کہ ہر عورت اور ہر لڑکی یہ سمجھے کہ آج اِسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی ذمہ داری صرف اور صرف میری ہے۔ اور میں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں اور استعدادوں کے ساتھ اِس حفاظت کا حق ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرنی ہے۔ اپنے علم اور روحانیت میں اضافہ کرنا ہے اور اُس وقت تک چین سے نہیں بیٹھنا جب تک اِسلام کا جھنڈا تمام دنیا پر نہ گاڑ لوں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِس کی توفیق عطا فرمائے۔ دُعا کر لیں۔

❁❁❁❁❁❁❁

---

بقیہ: حضرت خلیفة المسیح الاولؓ کی اتباع سنت از صفحہ نمبر 13

"مَیں تم سے کسی لفظ کے معنی پوچھتا ہوں تو یہ مت سمجھو ہماری ہتک ہوتی ہے۔ یہ نبی کریم صلعم کی بھی عادت تھی، صحابہ کرام سے کبھی خوب سمجھانے کے لیے کچھ پوچھا کرتے۔" (بدر 15 اگست 1912ء صفحہ 3 کالم 3)

یہ ایک جھلک تھی کہ حضرت خلیفة المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی اتباع سنت نبویؐ کی جس کا نمونہ ہمیں آپ کی سیرت وشمائل پر دستیاب کتب سے حاصل ہوا ہے ورنہ اتباع کا یہ رنگ دن رات، صبح وشام آپ کی زندگی میں عیاں تھا۔ حضرت استانی سکینة النساء بیگم صاحبہ زوجہ حضرت قاضی ظہور الدین اکمل صاحب رضی اللہ عنہ اپنے ایک مضمون میں حضرت خلیفة المسیح الاولؓ کے متعلق اپنے مشاہدہ لکھتی ہیں:

"....غرض کہ مختصر بات یہ کہ ان کے قول فعل، اُٹھنے بیٹھنے، سونے، کھانے پینے سے شان رسولؐ یاد آتی ہے۔ عادات حضور کی صحابہ کرام سے ملتی ہیں۔ اگر واقف حدیث انسان حضور کی طرز زندگی دیکھے تو عجیب لطف وسرور سے بھرپور ہو جاوے۔"

(بدر 23 نومبر 1911ء صفحہ 10 کالم 1)

دراصل آپ کی فطرت میں یہ بات داخل تھی کہ جو آپ کے بتائے ہوئے کاموں کی ادائیگی کرتا طبعًا آپ اس کے لیے اپنے دل میں محبت اور میلان کی کیفیت پاتے، چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"محبت کا اصول یہ ہے کہ جُبِلَتِ الْقُلُوْبُ عَلٰی حُبِّ مَنْ اَحْسَنَ اِلَیْھَا۔ میری فطرت میں یہ بات ہے کہ جو کام کسی کو بتاؤں اور وہ نہ کرے تو میری اس کے ساتھ محبت نہیں رہ سکتی۔ خدا کی محبت کا بھی یہی حال ہے وہ اپنی فرمانبرداری کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔"

(حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ 417)

دوسروں سے محبت کرنے کا معیار آپ کے دل میں یہ ہو کہ اگر وہ آپ کا بتایا ہوا کام نہ کریں تو آپ کی ان کے ساتھ محبت نہ رہے تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جس ذات بابرکت کی محبت کے آپ خواہاں ہو بلکہ جس کی محبت ہی آپ کی زندگی کا مطمح نظر ہو، اُس کی بتائی ہوئی راہوں پر آپ عمل پیرا نہ ہوں۔ پس یہ ناممکن تھا اور آپ نے اپنے عمل سے ساری زندگی اس کا ثبوت دیا اور جو عہد آپ نے باندھا اُسے پورا کر دکھایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلافت کی قمیص پہنائی تو اب آپ بھی اپنی جماعت میں اطاعت وفرمانبرداری کا وہی معیار دیکھنا چاہتے تھے، آپ فرماتے ہیں:

"ہمارے ساتھ بھی بعض لوگوں نے عقد باندھا ہے کہ جو بھلی بات کہو گے، مان لیں گے (خلیفۂ وقت جو بھی معروف فیصلہ فرمائیں گے اس کی پابندی کرنی ضروری سمجھوں گا۔ ناقل) ہم نے تمھیں کئی بھلی باتیں بتائیں، ان پر عمل چاہیے۔" (حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ 73)

حضرت خلیفة المسیح الاول رضی اللہ عنہ اُمّت مسلمہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"کسی قوم کے لیڈر نے اپنی اُمت کے واسطے ایسی نیکیوں کا سامان نہیں کیا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔ میرے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا بڑا بڑا جوش آتا ہے کہ آپ کے ہم پر کس قدر احسانات ہیں۔ ہر کام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو استخارہ کرنا سکھایا ہے، یہ کتنا بڑا اکرم اور غریب نوازی ہے۔ مصیبت کے وقت اِنّا لِلّٰہ سکھلایا ہے جس سے تمام مصیبتوں کے پہاڑ اُڑ جاتے ہیں۔ ہر نصیحت کے وقت شکر کرنا سکھلایا ہے۔ کتاب وہ دی ہے کہ کسی کی طاقت نہیں کہ ایسی کتاب پیش کر سکے۔ کتنے بڑے احسان ہیں، مسلمانوں کو چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا کریں:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِکْ وَ سَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ"

(بدر 30 نومبر 1911ء صفحہ 4 کالم 2,3)

❁❁❁❁❁❁❁

## خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کر لیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنے AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ

(مینجر)

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ
ریلوے روڈ 6214750 6214760
اقصیٰ روڈ 6212515 6215455
پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

# الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

## میں اپنا خون معاف کرتا ہوں

پندرہ روزہ ''المصلح'' کراچی یکم جون 2009ء میں نامور ادیب جناب مرزا فرحت اللہ بیگ کے اُس مضمون کا ایک حصہ مکرر شامل اشاعت کیا گیا ہے جو ''عالمی ڈائجسٹ'' کراچی کے شمارہ اکتوبر 1968ء کے صفحات 71 تا 76 میں ''میں اپنا خون معاف کرتا ہوں'' کے عنوان کے تحت شائع ہو چکا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ:

''اب ایک ایسے شخص سے میرے ملنے کا حال سنئے جو اپنے فرقے میں نبی سمجھا جاتا ہے اور دوسرے فرقے والے خدا جانے اس کو کیا کچھ نہیں کہتے۔ یہ کون ہے؟ جناب مرزا غلام احمد قادیانی بانی فرقہ احمدیہ۔ ان سے میرا رشتہ یہ ہے کہ میری خالہ زاد بہن ان سے منسوب تھیں۔ اس لئے یہ کبھی دلّی آتے تو مجھے ضرور بلا بھیجتے اور پانچ روپے دیتے۔ چنانچہ دو تین دفعہ اُن سے میرا ملنا ہوا مگر میں یقین دلاتا ہوں کہ انہوں نے کبھی مجھ سے ایسی گفتگو نہیں کی جس کو تبلیغ کہا جا سکے۔ اس زمانہ میں مَیں ایف اے میں پڑھتا تھا۔ زیادہ تر مسلمانوں کی تعلیم کا ذکر ہوتا تھا اور اس پر وہ افسوس ظاہر کیا کرتے تھے کہ مسلمان اپنی مذہبی تعلیم سے بالکل بے خبر ہیں اور جب تک مذہبی تعلیم عام نہ ہوگی اُس وقت تک مسلمان ترقی کی راہ سے ہٹے رہیں گے۔

میرے ایک چچا تھے جن کا نام مرزا عنایت اللہ بیگ تھا۔ یہ بڑے فقیر دوست تھے، تمام ہندوستان کا سفر فقیروں سے ملنے کیلئے کیا، بڑی بڑی سخت ریاضتیں کیں۔ چنانچہ اس سے ان کی محنت کا اندازہ کر لیجئے کہ تقریباً چالیس سال تک یہ رات کو نہیں سوئے۔ صبح کی نماز پڑھ کر دو ڈھائی گھنٹے کے لئے سو جاتے ورنہ سارا وقت یادِ الٰہی میں گزارتے۔ ایک دن میں جو مرزا غلام احمد صاحب کے یہاں جانے لگا تو چچا صاحب قبلہ نے مجھ سے کہا: ''بیٹا میرا ایک کام ہے وہ کردو اور وہ کام یہ ہے کہ جن صاحب سے تم ملنے جا رہے ہو اُن کی آنکھوں کو دیکھو کہ کس رنگ کی ہیں۔'' میں سمجھا نہیں اس سے ان کا کیا مطلب ہے۔ مگر جب مرزا صاحب کے پاس گیا تو بڑے غور سے ان کی آنکھوں کو دیکھتا رہا۔ میں نے دیکھا کہ ان کی آنکھوں میں سبز رنگ کا پانی گردش کرتا معلوم ہوتا ہے۔ اسی سلسلے میں مَیں نے خود بھی ان کو غور سے دیکھا۔ کیونکہ اس سے پہلے جو میں اُن کے پاس جاتا تھا تو ہمیشہ نیچی آنکھیں کر کے بیٹھتا تھا۔ اس دفعہ میں نے دیکھا اُن کا چہرہ بارونق تھا۔ سر پر کوئی دو انگل کے بال ہیں، داڑھی خاصی نیچی ہے۔ آنکھیں جھکی جھکی ہیں۔ بات کرتے ہیں تو بہت متانت سے کرتے ہیں مگر بعض وقت جھلا بھی جاتے ہیں۔ بہرحال وہاں سے واپس آنے کے بعد میں نے چچا صاحب قبلہ سے تمام واقعات بیان کئے۔ ''فرحت! دیکھو اس شخص کو برا کبھی نہ کہنا فقیر ہے اور یہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق ہیں''۔ مَیں نے کہا یہ آپ نے کیوں کر جانا۔ فرمایا کہ ''جو آنحضرت ﷺ کے خیال میں ہر وقت رہتا ہے اس کی آنکھوں میں سبزی آجاتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ سبز رنگ کے پانی کی ایک لہر اُن میں دوڑ رہی ہے''۔ میں نے اس وقت تو ان سے اس کی وجہ نہیں پوچھی مگر بعد میں معلوم ہوا کہ سب فقراء اور اہل طریقت اس پر متفق ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کا رنگ سبز ہے۔ اسی کا عکس آپ کے زیادہ خیال کرنے سے آنکھوں میں جم جاتا ہے۔ بہرحال یہ ایک فقیر دوست کی رائے تھی جو میں نے عرض کر دی۔ اس کے صحیح ہونے یا نہ ہونے کا میں ذمہ دار نہیں ہوں''۔

## امّ المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 11 فروری 2009ء میں مکرمہ ص۔ احمد صاحبہ کے قلم سے امّ المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی مقدس سیرت پر ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدینہ کے یہودی قبیلہ بنونضیر کے سردار حیی بن اخطب کی بیٹی تھیں جس کا شجرۂ نسب حضرت ہارون علیہ السلام تک جاتا تھا اور پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جا ملتا تھا۔ حضرت صفیہؓ کی پہلی شادی غالباً چودہ سال کی عمر میں خیبر کے ایک یہودی سردار سلام بن مشکم سے ہوئی۔ جو دونوں کے باہمی تضاد اور طبائع کے اختلاف کی وجہ سے کامیاب نہ ہوئی اور اُس نے آپؓ کو طلاق دے دی۔ پھر آپؓ کی دوسری شادی مدینہ کے دوسرے یہودی قبیلے بنوقریظہ کے ایک سردار کنانہ سے ہوئی جو مدینہ سے جلاوطنی کے بعد خیبر میں آباد تھا۔ 7ہجری میں غزوۂ خیبر کے موقع پر قلعہ قموص کی فتح پر جو عورتیں قید ہوئیں ان میں حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں۔ روایات میں آتا ہے کہ ان کا اصل نام زینب تھا۔ آپؓ اپنے قبیلہ کے ساتھ مدینہ سے جلاوطن ہونے کے بعد خیبر میں آباد ہوئی تھیں۔ فتح خیبر کے وقت آپ کی عمر سترہ برس تھی۔

کنانہ ایک سنگدل انسان تھا۔ اس کے مقابل پر صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بلند شخصیت اور اخلاق عالیہ کی مالک تھیں۔ ایک رات آپؓ نے خواب میں دیکھا کہ چاند آپ کی گود میں آگرا ہے۔ یہ خواب آپؓ نے اپنے شوہر کو بتائی تو وہ آگ بگولا ہو گیا اور آپؓ کے منہ پر زور سے تھپڑ مارا اور کہنے لگا کہ کیا تو حجاز کے بادشاہ محمد (ﷺ) سے شادی کی خواہش رکھتی ہے!۔ اس تھپڑ کا نشان آپ کے چہرہ مبارک اور آنکھ پر قائم رہا۔ کنانہ کا یہ ردّعمل ثابت کرتا ہے کہ وہ حقیقۃً آنحضرت ﷺ ہی کو عرب کا بادشاہ تسلیم کرتا تھا کو حسد، بغض اور عناد کی وجہ سے آپ کی عداوت میں سرگرم عمل تھا۔ اس مبشر خواب اور کنانہ کے ردّعمل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صفیہؓ کے دل میں آنحضرت ﷺ کا مقام و مرتبہ بھی واضح فرما دیا اور آپؓ کے لئے رغبت بھی پیدا کر دی۔ بعد میں خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت نے بھی آپؓ کے خواب کی یہی تعبیر ظاہر فرمائی کہ بالآخر آپؓ غیر معمولی حالات میں آنحضرت ﷺ کے عقد میں آئیں۔

اس واقعہ کی تفصیل یوں ہے کہ جنگ خیبر کے دوران کچھ لوگ قید ہوئے جن میں ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! صفیہؓ بنوقریظہ اور بنونظیر کی شہزادی ہیں، وہ آپؐ کے علاوہ کسی اور کے لئے مناسب نہیں ہیں۔ جب آنحضرت ﷺ کے سامنے حضرت صفیہؓ پیش ہوئیں تو آپؐ نے ان کی تکریم کی اور فرمایا کہ تم اپنے دین پر رہنا چاہو تو تمہیں اس کا پورا اختیار ہے، تم پر کسی قسم کا کوئی دباؤ نہیں۔ ہاں! اگر اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کرو تو اس میں بہرحال تمہاری بھلائی ہے۔ صفیہؓ نے کہا میں آپؐ کو سچا سمجھتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا میں سچا ہوں مگر میں نے بتایا ہے اس کے پیش نظر فیصلہ تمہارے اختیار میں ہے۔ چنانچہ صفیہؓ نے اللہ، اس کے رسول اور اسلام کو اختیار کر لیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف انہیں آزاد کر دیا بلکہ انہیں یہ بھی اختیار دیا کہ اگر وہ چاہیں تو آپؐ کے عقد میں آسکتی ہیں اور اگر چاہتی ہیں تو اپنے خاندان والوں کے پاس بھی جا سکتی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے حرم میں آنے کو ترجیح دی۔ آپؐ نے ان کو اپنی زوجیت میں لے لیا۔ بار بار اور مسلسل ایسے حالات پیدا ہوتے رہے کہ کوئی نہ کوئی دوسری راہ حضرت صفیہؓ کے سامنے آتی رہی جس کی وجہ سے آپ کا رخ آنحضرت ﷺ سے دوسری طرف بھی مڑ سکتا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ نے آپؓ کی سمت وہی معین کئے رکھی جو اُس کی تقدیر کے تحت آپؓ کو خواب میں بتائی گئی تھی۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب اپنے اقرباء اور اپنی آزادی پر اللہ اور اس کے رسولؐ کو ترجیح دی اور آنحضرت ﷺ کے حرم میں آنا پسند فرمایا تو صحابہؓ اس انتظار میں تھے کہ اگر آپؐ حضرت صفیہؓ کو پردہ میں لے آئے تو پھر وہ امہات المومنین میں سے ہوں گی اور اگر پردہ نہ کرایا تو پھر کنیز کے طور پر ہوں گی۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت صفیہؓ کو پردہ اوڑھا دیا اور خیبر سے واپسی پر تیسرے دن جب صہباء کے مقام پر پہنچے تو باقاعدہ رخصتانہ کے لئے تیاری کی گئی۔ حضرت انس بن مالکؓ کی والدہ حضرت ام سلیمؓ نے حضرت صفیہؓ کو دلہن بنایا اور رخصتانہ عمل میں آیا۔ رات آنحضرت ﷺ نے آپؓ کے چہرہ پر ضرب کا نشان دیکھا جس کا اثر آنکھ پر بھی تھا تو اس کے متعلق آپؓ سے دریافت فرمایا۔ آپؓ نے اپنی رؤیا اور اس پر کنانہ کے غصہ و غضب اور طیش والا واقعہ سنایا۔

حضرت صفیہؓ کا بیان ہے چونکہ جنگ خیبر میں میرے باپ اور شوہر مارے گئے تھے اس لئے میرے دل میں آپؐ کے لئے انتہائی نفرت تھی مگر آپؐ نے میرے ساتھ ایسا حسن سلوک فرمایا کہ میرے دل کی سب کدورتیں جاتی رہیں۔

آپؓ بیان فرماتی ہیں کہ خیبر سے ہم رات کے وقت چلے تو آپؐ نے مجھے اپنی سواری کے پیچھے بٹھا لیا۔ مجھے اونگھ آگئی اور سر پالان کی لکڑی سے جا ٹکرایا۔ حضورؐ نے بڑے پیار سے اپنا دست شفقت میرے سر پر رکھ دیا اور فرمانے لگے: اے لڑکی! اے حیی کی بیٹی! ذرا احتیاط کرو اور ذرا اپنا خیال رکھو۔ پھر رات کو جب ایک جگہ پڑاؤ کیا تو وہاں میرے ساتھ بہت محبت بھری باتیں کیں۔ فرمانے لگے دیکھو تمہارا باپ میرے خلاف تمام عرب کو کھینچ لایا تھا اور ہم پر حملہ کرنے میں پہل اُس نے کی تھی اور یہ یہ سلوک ہم سے روا رکھا تھا جس کی بنا پر مجبوراً تیری قوم کے ساتھ ہمیں یہ سب کچھ کرنا پڑا جس پر میں تم سے معذرت خواہ ہوں۔ مگر تم خود جانتی ہو کہ یہ سب کچھ ہمیں مجبوراً کرنا پڑا ہے۔

حضرت صفیہؓ فرماتی ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب میں رسول کریم ﷺ کے پاس سے اٹھی تو آپؐ کی محبت میرے دل میں ایسی رچ بس چکی تھی کہ دنیا میں آپؐ سے بڑھ کر مجھے کوئی پیارا نہ تھا۔

حضرت صفیہؓ کو آپؐ سے ایسی محبت تھی کہ اپنی جان تک آپؐ پر نچھاور کرتی تھیں۔ چنانچہ جب آپؐ کی طبیعت ناساز ہوئی تو حضرت صفیہؓ نے نہایت حسرت سے کہا کہ کاش آپؐ کی بیماری مجھے لگ جاتی۔ اس پر بعض ازواج مطہراتؓ نے حضرت صفیہؓ کی طرف دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خدا تعالیٰ کی قسم! صفیہ سچ کہہ رہی ہے۔

آنحضرت ﷺ حضرت صفیہؓ کی بے حد دلداری اور تکریم فرماتے تھے۔ صہباء میں شادی کے بعد جب مدینہ کو روانگی کا وقت آیا تو آنحضرت ﷺ نے اونٹ پر حضرت صفیہؓ کے لئے اپنے پیچھے چادر بچھا دی اور خود اونٹ کے قریب بیٹھ گئے اور انہیں سوار کرنے کے لئے اپنا زانوئے مبارک اونٹ کے ساتھ لگا دیا اور حضرت صفیہؓ آپؐ کے زانوئے مبارک پر قدم رکھ کر اونٹ پر سوار ہوئیں۔

اس دلداری اور تکریم کا ایک نمونہ یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ آنحضور ﷺ حضرت صفیہؓ کے پاس تشریف لے گئے تو دیکھا کہ وہ رو رہی ہیں۔ فرمایا: صفیہ! کیوں روتی ہو؟ کہا عائشہؓ اور حفصہؓ مجھ کو چھیڑتی ہیں اور کہتی ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کی نظر میں زیادہ محترم ہیں اور ہم آپ کی زوجہ ہونے کے ساتھ آپؐ کے چچا کی بیٹیاں ہیں۔ آپؐ نے فرمایا! تم نے یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ تم کیسے مجھ سے بہتر ہو سکتی ہو جبکہ ہارونؑ میرے باپ اور موسیٰؑ میرے چچا ہیں اور محمد ﷺ میرے شوہر ہیں۔

حضرت صفیہؓ سردار کی بیٹی تھیں اور ناز و نعم والے ماحول کی عادی تھیں۔ اس کے برعکس آنحضرت ﷺ کا رہن سہن انتہائی سادہ تھا۔ لیکن یہ آپؓ کی طبیعت کا حسن تھا کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ ایسی ہی طرز زندگی اپنائی جو قرآن کریم کے احکام اور آنحضرت ﷺ کی توقعات کے عین مطابق تھی۔ ایک وقت کا ذکر کرتے

---

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 17 اکتوبر 2008ء میں مکرم ڈاکٹر فضل الرحمٰن بشیر صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

لکھے تھے جو حروفِ عشق باریاب ہو گئے
مری وفا ، مرا قلم ، مری کتاب ہو گئے
مرے عدو نے سو برس ملامتوں میں کھو دیئے
جو بے نشان ، بے اثر تھے ، بے حساب ہو گئے
جنہیں غرورِ علم و آگہی تھا ، راہ بھٹک گئے
انہی کو منزلیں ملیں جو ہمرکاب ہوگئے
جو بدگماں تھے جل بجھے ہیں حسرتوں کی راکھ میں
جو خواہشیں تھیں، ولولے تھے، سب حُباب ہوگئے
ہوائے دہر بھی چراغ عشق نہ بجھا سکی
سرفراز طورِ غم وہ آفتاب ہوگئے

ذکر کرتے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ہم میں سے ہر ایک (زوجہ مطہرہ) کے پاس صرف ایک (جوڑا) کپڑے کے علاوہ اور کپڑا نہیں ہوتا تھا۔ ازواج مطہراتؓ دنیوی زخارف اور نعماء کی طرف توجہ نہیں دیتی تھیں۔ ان کو ہر بات میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی مدنظر ہوتی تھی۔

حضرت صفیہؓ چونکہ سردار کی بیٹی تھیں اس لئے طبیعت میں فیاضی تھی۔ امّ المؤمنین بن کر مدینہ تشریف لائیں تو آپؓ کے کانوں میں سونے کے کچھ زیورات تھے۔ آپؓ نے اس میں سے کچھ حضرت فاطمہؓ کو دیدیئے اور کچھ دوسری عورتوں میں تقسیم کردیئے۔ آپؓ علمی خصوصیات کا بھی مخزن تھیں۔ لوگ آپؓ سے مسائل پوچھتے تھے۔ آپؓ کے بارہ میں لکھا ہے کہ عاقلہ، فاضلہ اور حلیم تھیں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی سختی سے پابندی کرتیں۔ نہایت قانع، فیاض اور عبادت گزار تھیں۔ یتامیٰ کی کفالت کرتی تھیں۔ زہد وتقویٰ کے ساتھ زندگی بسر کی۔

حضرت صفیہؓ کی وفات 50 ہجری میں ساٹھ سال کی عمر میں ہوئی۔

## حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ

ماہنامہ ''انصاراللہ'' ربوہ اکتوبر 2009ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحبؒ کا حضرت اماں جان سیدہ نصرت جہاں بیگمؓ کے بارہ میں ایک نامکمل مضمون شامل اشاعت ہے۔

سچائی اور شفقت۔ بلاشبہ میرے نزدیک ان دو لفظوں میں آپؓ کی شخصیت سمٹتی ہوئی اور پھر نور کی کرنوں کی طرح سارے روحانی وجود پر پھیلتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ یہ دو صفات آپ کی ہر دوسری صفت پر حاوی تھیں۔ پاکیزہ مزاج۔ رطب و یابس سے مبرا ایسا صاف کلام جس میں کبھی لغو کا کوئی پہلو سنائی نہ دیتا تھا اور جو لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْھَا لَغْوًا وَلَا کِذّٰبًا کا منظر پیش کرتا تھا۔ دوسروں کو تحمل سے سننا اور بڑے سکون اور وقار سے اس کا جواب دینا۔ تکلف سے پاک کلام۔ آپؓ کی باتوں میں مبالغہ نام کو بھی نہ تھا اور مداہنت سے آپ کی گفتگو کلیتہً نا آشنا تھی لیکن تعجب اس میں نہیں تعجب اس میں ہے کہ اس کے باوجود آپ کی صاف گوئی میں تلخی کا شائبہ تک نہ پایا جاتا تھا۔ بڑے بڑے صاف گو میں نے دیکھے ہیں لیکن کبھی ایسا نہیں دیکھا جس کی صف گوئی بارہا تلخی اور دلشکنی کی حدوں میں داخل نہ ہوجاتی ہو۔ بلکہ اکثر صاف گو تو اپنی سچائی کی جولانیاں دلآزادی کی سرزمین پر ہی دکھاتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ ان کی سچائی کا قدم لاتعداد دُکھے ہوئے دلوں کو مسلتا ہوا آگے بڑھتا ہے۔

یہ ضروری نہیں کہ کوئی غصیلا اور خشمگین ہی ہو تو اس کا لوگوں پر رعب پڑے بلکہ برعکس قصہ ہے۔ سچا رعب تو کسی شخصیت کو عظمتِ کردار کے ذریعہ عطا ہوتا ہے حضرت اماں جان کو اس رعب سے وافر حصہ ملا تھا۔ اور بچے آپ کے سامنے جاکر اپنی سب شوخیاں بھول جاتے تھے اور سراپا ادب ہوجاتے تھے۔ ایک دفعہ اپنے دو بھائیوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے میں آگے آگے بھاگ رہا تھا اور وہ میرے پیچھے پیچھے مجھے پکڑنے کے لئے دوڑے چلے آرہے تھے۔ راستے میں حضرت اماں جانؓ کا صحن پڑتا تھا۔ دوڑتے ہوئے جب ہم صحن میں داخل ہوئے تو حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا برآمدے میں تشریف فرما تھیں۔ یہ سمجھ کر کہ وہ دونوں مجھے مارنے کے لئے پیچھا کررہے ہیں، بلند آواز سے فرمایا خبردار! جو تم نے اس کو کچھ کہا۔ یہ آواز سنتے ہی وہ دونوں تو ہنستے ہوئے اُلٹے پاؤں لَوٹ گئے اور میں نے اپنے قدم روک لئے۔ جس پیار اور احترام کے رُعب کا میں ذکر کررہا ہوں یہ اس کی ایک چھوٹی سی مثال ہے۔ نہ اُن دونوں نے کچھ کہنے کی جرأت کی نہ میں نے ایک لفظ آگے سے کہا۔ خاموشی اور ادب کے ساتھ از خود وہی کچھ کیا جو اماں جان چاہتی تھیں۔ پھر میں حضرت اماں جانؓ کے بلانے پر آہستہ آہستہ آپ کے قریب پہنچا۔ آپؓ نے بڑے پیار سے فرمایا یہ لو چونی اور جاکر کچھ کھالو۔ اور یہ کہتے ہوئے ایک چاندی کی چمکتی ہوئی چونی میرے ہاتھ پر رکھ دی۔ دوسرے دونوں بھائی بھی ساتھ کے گھر سے یعنی حضرت امی جانؓ (حضرت اُم ناصر) کے گھر سے سلاخوں میں سے جھانک رہے تھے کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ میں اپنی طرف سے خوش خوش سیڑھیاں اتر کر بازار کی طرف بھاگنے لگا تو آگے وہ دونوں اس تبرک میں اپنا حصہ بٹانے کے لئے موجود۔ یہ چوّنی جس کی میں بات کررہا ہوں اپنی قدر ومنزلت کے لحاظ سے تو جو تھی وہ تھی ہی، اپنی ظاہری قیمت میں بھی وہ چوّنی نہ تھی جیسے ہم آج کی زبان میں چونی کہتے ہیں۔ اُن دنوں قادیان میں مزدور چھ آٹھ آنے روزانہ پر کام کرتا تھا۔ لیکن یہ تو ایک ضمنی بات ہے۔ اگر وہ چونی ایک دھیلے کے برابر بھی نہ ہوتی تب بھی پیار اور محبت اور شفقت کا وہ نشان میری یادوں کے ان لمحات کو ہمیشہ روشن اور درخشندہ رکھے گا۔

چونی کے ذکر میں ایک اور چونی کی بات یاد آگئی جس نے ایک اور دل میں اسی قسم کی ہل چل مچا رکھی ہے۔ میری ہمشیرہ امتہ الباسط کے بچپن کے زمانہ کی ایک سکول کی ساتھی صفیہ بیگم سانگھڑ میں مقیم ہیں جہاں سالہا سال سے اُن کے میاں مکرم ڈاکٹر پیر فضل الرحمٰن صاحب پریکٹس کررہے ہیں۔ اُن کے والد حضرت حافظ غلام رسولؓ وزیر آبادی جماعت کی ایک معروف شخصیت ہیں۔ آپؓ وزیر آباد کے ایک کٹر اہل حدیث خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور احمدیت سے قبل علاقہ کے ایک مشہور اہلحدیث عالم تھے۔ احمدیت میں چونکہ مختلف فرقوں سے آکر سعید روحیں اکھٹی ہوتی ہیں اس لئے باوجود اس کے کہ وحدت کی ایک ہی لڑی میں پروئی جاتی ہیں لیکن ہر ایک اپنے پرانے فرقہ کی رنگ و بُو کی کچھ نہ کچھ چھاپ ضرور رکھتا ہے جو بسا اوقات رفتہ رفتہ احمدیت کے رنگ و بو میں سراپا ڈوب کر اپنا نشان کھو دیتی ہے۔ صفیہ بیگم نے اپنے ابا جان کے متعلق یہ بیان کیا کہ ان پر بہت لمبے عرصہ تک اپنے سابقہ فرقے کے اثرات قائم رہے لہٰذا فقہی امور میں سخت متشدّد اور سخت رُو تھے یہاں تک کہ اپنے گھر میں بہو بیٹیوں کو چوڑیاں تک نہیں پہننے دیتے تھے۔ کہتی ہیں میں بہت چھوٹی تھی کہ میری ماں مجھے لے کر حضرت اماں جانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حضرت اماں جانؓ نے پوچھا یہ تمہارے ساتھ بیٹی ہے کہ بیٹا؟ میری اُمی نے عرض کیا کہ بیٹی ہے۔ حضرت اماں جانؓ نے فرمایا کہ نہ چوڑیاں نہ کوئی اَور زینت، بیٹیوں والی کوئی علامت تو پہناؤ۔ اُمی نے عرض کیا کہ میرے میاں چونکہ اہل حدیث میں سے آئے ہیں اس لئے سخت متشدّد ہیں اور گھر میں کسی کو بھی چوڑیاں پہننے کی اجازت نہیں۔ اس پر حضرت اماں جانؓ نے ایک چاندی کی چونی میری اماں کے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا: جانے سے پہلے بازار سے گزرتے ہوئے بیٹی کو چوڑیاں پہنا دینا اور میاں پوچھیں تو کہنا کہ اماں جانؓ نے پہنائی ہیں۔ صفیہ بیگم بیان کرتی ہیں کہ اُن دنوں چار آنے کی چوڑیوں سے کہنیوں تک دونوں ہاتھ بھر جاتے تھے۔ ہم جو اِس حال میں گھر لوٹے تو حضرت حافظ صاحبؓ نے کڑک کر پوچھا کہ یہ کیا ہے تو امی نے وہی کہا جو فرمایا گیا تھا۔ یہ سنتے ہی حافظ صاحبؓ کا غصہ رفو چکر ہوگیا اور سر اَدب سے جھک گیا اور پھر ساری زندگی کسی کو چوڑیاں پہننے سے نہ روکا۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ کی ایک اشاعت میں شائع ہونے والے مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کے کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔

جو دل تھے بیابان سو سال پہلے
ہوئے وہ گلستان سو سال پہلے
ہوئی اذن ربی سے قائم خلافت
خدا کا تھا فرمان سو سال پہلے
یہ حیراں پریشاں سے دُشمن ہمارے
یونہی تھے پریشان سو سال پہلے
ہماری طرح ہی تھے آباء ہمارے
خلافت پہ قربان سو سال پہلے
خلافت جماعت ، جماعت خلافت
یونہی تھے یہ یکجان سو سال پہلے
خدا ہے نگہباں جماعت کا عرشیؔ
خدا تھا نگہبان سو سال پہلے

## حضرت مصلح موعودؓ سے متعلق چند یادیں

مکرم مولانا چودھری رشیدالدین صاحب کی سیدنا حضرت مصلح موعودؓ سے متعلق چند یادیں ماہنامہ ''احمدیہ گزٹ'' کینیڈا فروری 2009ء میں شامل اشاعت ہیں۔

آپ بیان کرتے ہیں بچپن میں حضرت مصلح موعودؓ سے اجتماعی ملاقات اور مصافحہ کی سعادت اُس وقت ملتی جب ہم جلسہ سالانہ پر اپنے گاؤں نزد سرگودھا سے قادیان جایا کرتے۔ 1949ء میں ربوہ میں پہلی ملاقات کا شرف مجھے اتفاقاً حاصل ہوگیا۔ حضورؓ اپنے کچے مکان میں مقیم تھے جو یادگار چوک کے ساتھ تھا۔ اس میں ایک چوبارہ بنا ہوا تھا۔ اس سے ملحق دفتر پرائیویٹ سیکرٹری تھا۔ میں نویں جماعت کا طالب علم تھا۔ ایک روز ربوہ آیا اور حضورؓ کی اقتداء میں نمازیں ادا کیں۔ رات دارالضیافت میں گزاری۔ ارادہ تھا کہ صبح جلد حضور سے ملاقات کرکے واپس گاؤں چلا جاؤں گا۔ صبح دفتر پہنچا تو ابھی کوئی کارکن نہیں آیا تھا۔ میں صحن میں کھڑا سوچ رہا تھا کہ واپس چلا جاؤں یا یہیں انتظار کروں۔ اتنے میں حضورؓ چوبارہ سے سیڑھیاں اتر کر دفتر میں تشریف لے آئے۔ حضورؓ صرف شلوار قمیض پہنے ہوئے تھے اور ہاتھ میں کچھ کاغذات تھے۔ میں نے السلام علیکم کہا اور دعا کے لئے عرض کی۔ حضورؓ نے دریافت فرمایا کہ دفتر میں کوئی کارکن موجود ہے یا نہیں۔ میں نے عرض کی کہ ابھی تک کوئی نہیں آیا۔ حضور نے فرمایا ''اچھا'' اور واپس تشریف لے گئے۔ اس ملاقات پر مَیں نے شکر ادا کیا اور گاؤں روانہ ہوگیا۔

جامعہ میں داخلہ کے بعد خاکسار کو پہلی بار انفرادی ملاقات کا موقعہ ملا۔ حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضورؓ نے فرمایا کہ لسٹ میں صرف رشیدالدین ولد جلال الدین لکھا ہے، مقام درج نہیں ہے۔ یہ کونسے جلال دین ہیں...... پھر حضورؓ نے دس بارہ جلال دین اور اُن کے مقام گِنوا دیئے اور فرمایا کہ ان میں سے آپ کے والد کونسے ہیں؟۔ میں نے عرض کی کہ سرگودھا والے چوہدری جلال الدین میرے والد ہیں۔ افراد جماعت کے بارہ میں حضور کے وسیع علم اور واقفیت دیکھ کر میں حیران رہ گیا۔

اُن دنوں جامعہ کا آخری امتحان (مولوی فاضل) پنجاب یونیورسٹی لاہور میں دینے کے بعد واقفین زندگی تین سال تک جامعۃ المبشرین میں تعلیم حاصل کرتے تھے۔ خاکسار کو خیال ہوا کہ عربی اور دینی تعلیم تو میں نے کسی حد تک حاصل کرلی ہے، اب قانون کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ایل ایل بی کرلیا جائے۔ اس غرض کے لئے میں نے اپنے خیال میں ایک مدلّل اور مؤثر درخواست تیار کی اور محترم والد صاحب کو ساتھ لے کر حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ آپؓ نے درخواست پڑھی تو سخت ناراض ہوئے اور بلند آواز میں مجھے سرزنش فرمانے لگے۔ حضورؓ کی آواز اتنی بلند اور رعب دار تھی کہ دفتر کے کارکن کمرہ سے باہر آگئے لیکن اتنی دیر میں وہ ''صاحب شکوہ و عظمت''، ''دل کا حلیم'' ہو چکا تھا۔ کیونکہ حضورؓ کی ناراضگی دیکھ کر میں نے عرض کیا کہ حضور! میں وقف سے بھاگ تو نہیں گیا، صرف اجازت طلب کی ہے، اگر حضور کو یہ ناپسند ہے تو میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا۔ یہ سنتے ہی حضور نرمی اور شفقت سے مجھے نصیحت فرمانے لگے اور ارشاد فرمایا کہ واقف زندگی ہونے کی وجہ سے اب تمہارا یہ اختیار نہیں کہ آئندہ تعلیم کے لئے تم خود کوئی لائن انتخاب کرو۔ اب یہ اختیار سلسلہ کو ہے وہ اپنی مرضی کے مطابق تمہیں تعلیم دلائے گا۔ فی الحال ہمیں قانون پڑھانے کی ضرورت نہیں لیکن آئندہ اگر کبھی ضرورت ہوئی تو اپنی مرضی کے خلاف بھی آپ کو قانون پڑھنا پڑے گا۔

پھر مَیں حسب ارشاد جامعۃ المبشرین میں داخل ہوگیا تاہم اس ڈانٹ کے بعد پیہم حضورؓ کے احسانات اور شفقت کا مورد رہا۔ چند ماہ بعد ایک دن حضور جامعۃ المبشرین میں تشریف لائے۔ سب طلبہ ایک کمرہ میں حضورؓ کے ساتھ بیٹھ گئے۔ تعلیمی جائزہ لینے اور کچھ نصائح فرمانے کے بعد آپؓ نے فرمایا کہ ہر طالب علم کو کوئی نہ کوئی کام بطور ہابی اختیار کرنا چاہیے اس سے

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 11 دسمبر 2008ء میں مکرم عبدالصمد قریشی صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اِس کلام میں سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

اپنے کردار میں اک کوہِ گراں ہوتے ہیں
ہر زمانے میں وہ عظمت کا نشاں ہوتے ہیں
وہ جو کٹ جاتے ہیں پیمانِ وفا کی خاطر
ایسے انسان ہی توقیرِ جہاں ہوتے ہیں
ان کے اخلاص سے ہر دور مہک اٹھتا ہے
وہ تو ہر رُت میں بہاروں کا سماں ہوتے ہیں
اپنا خوں دے کے جلاتے ہیں وفاؤں کے چراغ
ہاں یہی لوگ اُجالوں کا جہاں ہوتے ہیں
وہ کہ ہر آن چمکتے ہیں ستاروں کی طرح
اُن کے اوصاف ہزاروں میں بیاں ہوتے ہیں

آئندہ زندگی میں اسے بہت فائدہ ہوسکتا ہے۔ پھر ہر ایک سے اُس کا مشغلہ پوچھا تو میں نے عرض کیا کہ مجھے زراعت سے دلچسپی ہے۔ حضورؓ نے فرمایا کہ کل سے آپ عصر کی نماز کے بعد ہمارے ساتھ احمد نگر میں میرے فارم پر جایا کریں۔ وہاں زراعت کا کام سیکھیں اور اس سلسلہ میں علم حاصل کریں۔ حضرت سید عبد الرزاق شاہ صاحب مرحوم ہمارے استاد مقرر ہوئے۔ حضورؓ کے ارشاد کے مطابق یہاں کھاد اور فصلوں کے سلسلہ میں کئی تجربات کئے گئے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے بیل اور دیگر مویشی بھی پال رکھے تھے۔ سبزیاں بھی کاشت کرواتے۔ ریڈش مولی بہت پسند تھی۔ کبھی ساتھ آنے والے دوست بھی ریڈش مولی اور گنّے سے جی بہلاتے۔ حضور عصر کے بعد تشریف لاتے اور مغرب کے قریب واپس تشریف لے جاتے۔

ایک دفعہ حضورؓ نے فرمایا کہ کپاس اس علاقہ میں کم کاشت کی جاتی ہے اس بارہ میں تجربہ کرنا چاہیے کہ پہلے برسیم بطور کھاد کاشت کرو۔ جب بڑا ہو جائے تو ہل چلا کر اسے زمین میں دبا دیا جائے۔ پھر اچھی طرح کھیت تیار کر کے موسم آنے پر کپاس بوئی جائے۔ چنانچہ نصف ایکڑ میں برسیم بو دیا گیا۔ جب یہ تیار ہو گیا اور ہل چلانے کا وقت آیا تو اتفاقاً ہل چلانے والا کوئی نہ تھا۔ ایک دن حضور نے تشویش کا اظہار فرمایا کہ یہ کام تو اب ہو جانا چاہیے تھا۔ جب اگلی صبح میں فارم پر گیا۔ بیل وہاں موجود تھے۔ میں نے ہل جوتا اور کھیت میں چلا دیا۔ اپنی پوری کوشش کی کہ برسیم پوری طرح مٹی کے نیچے دب جائے۔ عصر کے بعد حضورؓ فارم پر تشریف لائے تو خوش ہوئے اور حیران بھی۔ پھر آپؓ نے ایک تنکا ہاتھ میں لیا اور کھیت کے درمیان سیاڑ کی گہرائی ناپی۔ پھر کونے پر آ کر گہرائی کا مقابلہ کیا۔ اور فرمایا کہ کونے پر جب بیل مڑتے ہیں تو ہل اوپر آ جاتا ہے اور اناڑی آدمی سیاڑ کی گہرائی قائم نہیں رکھ سکتا۔ حضورؓ نے جب دیکھا کہ دونوں جگہ سیاڑ کی گہرائی برابر ہے تو بہت خوش ہوئے اور مجھے فرمایا کہ تم نے تو ماہر آدمی کی طرح ہل چلایا ہے۔ پھر چند دن بعد مجلس مشاورت میں بھی اس کا ذکر کر کے تعریف فرمائی۔ اس ہابی کی وجہ سے قریباً دو سال تک حضور کا قرب مجھے حاصل رہا۔

حضرت مصلح موعودؓ کو احمدی زمینداروں کی ترقی کی بہت فکر تھی۔ تقاریر میں وقتاً فوقتاً ہدایات بھی جاری فرماتے۔ دوسرے علوم کی طرح زراعت کے بارہ میں بھی حضورؓ کا علم بہت گہرا اور وسیع تھا۔ لائل پور کا زرعی کالج ہندوستان کا ایک منفرد ادارہ تھا۔ غالباً 1945ء میں وہاں ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ملک بھر کے زرعی ماہرین نے مقالے پیش کئے۔ اس میں حضورؓ کا مضمون بھی پڑھا گیا جو بہت پسند کیا گیا اور مندوبین نے اسے بڑی اہمیت دی۔ علم کے ساتھ عملاً بھی حضور نے کامیاب زراعت کر کے دکھلا دی۔ سندھ میں اپنے وسیع رقبہ کے علاوہ صدر انجمن اور تحریک جدید کی ہزاروں ایکڑ زمین اپنی نگرانی اور ذاتی کوشش سے آباد کروا دی اور اس وقت جبکہ ٹریکٹر وغیرہ نام کی کوئی چیز وہاں نہ تھی سارا کام بیلوں کے ذریعہ کروایا گیا اور بڑے مشکل حالات میں۔ پھر اسی زمین میں سینکڑوں ایکڑ پر مشتمل باغات بھی تیار ہو گئے جن کے بیسیوں قسم کے عمدہ آم سندھ بھر میں مشہور ہیں۔ حضور کے علم اور تجربہ کا اندازہ اس واقعہ سے کیا جا سکتا ہے کہ ملتان کے ایک بڑے زمیندار کے پاس آموں کی ایک نایاب قسم تھی۔ وہ اس کا پودا/قلم کسی کو نہیں دیتا تھا۔ کئی لوگوں نے اس سے آم لے کر گٹھلیاں بوئیں لیکن ان پودوں کے آم اصل کے مقابلہ میں بہت ناقص تھے۔ کیونکہ قلم یا پیوند سے تیار کردہ پودا ہی اصل کے مطابق پھل دیتا ہے جبکہ گٹھلی سے تیار ہونے والے پودے کا پھل اصل آم کی پوری خوبیاں نہیں رکھتا۔ حضورؓ نے اُس زمیندار سے نایاب قسم کے آم منگوائے اور اُن کی گٹھلیاں اپنے سندھ کے فارم میں بوئیں۔ پھر ان پودوں کو چند ماہ بعد دوسری جگہ منتقل کرا دیا۔ اس طرح چھ سات دفعہ ان کی جگہ تبدیل کی گئی۔ ان پودوں کو جب پھل لگا تو وہ صفات کے لحاظ سے اصل آموں جیسا تھا۔ وہ زمیندار اور دوسرے لوگ حضورؓ کے علم اور کامیاب تجربہ پر حیران رہ گئے۔

اُنہی دنوں سندھ کی زمینوں کے لئے آپ نے کچھ ٹریکٹر خریدنے کا ارادہ فرمایا۔ اس وقت مشینی کاشت کا رواج بہت کم تھا۔ ٹریکٹر فروخت کرنے والی کمپنیاں بھی چند ایک ہی تھیں۔ انہیں دعوت دی گئی کہ وہ اپنے ٹریکٹروں کی کارکردگی کا مظاہرہ کرنے کے لئے ربوہ آئیں۔ تین کمپنیاں اپنے ٹریکٹر لے کر آئیں۔ کارکردگی کا جائزہ لینے کے لئے حضورؓ نے لائل پور زرعی کالج کے پروفیسر چوہدری کرم رسول صاحب کو بلایا تھا۔ یہ احمدی تو نہیں تھے تاہم حضورؓ کا بہت احترام کرتے تھے۔ حضورؓ گیارہ بجے کے قریب تشریف لائے۔ تین ٹریکٹر والوں کو الگ الگ کھیت ہل چلانے کے لئے دیئے گئے تھے۔ تینوں نے ایک ہی وقت کام شروع کیا اور مقررہ وقت پر بند کر دیا۔ پھر حضور نے ماہرین کے ساتھ کھیتوں میں جا کر جائزہ لیا۔ اختتام پر چوہدری صاحب نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ لائل پور واپس جانے سے قبل اپنے گاؤں جانا چاہتے ہیں۔ حضورؓ نے فرمایا: میری موٹر پر چلے جائیں۔ اس وقت ربوہ میں صرف ایک ہی موٹر ہوتی تھی۔ چوہدری صاحب موصوف نے بخوشی حضورؓ کی اس نوازش سے فائدہ اٹھایا۔

احمد نگر فارم پر جانے کے لئے ایک روز ہم قصر خلافت کے باہر حضورؓ کے منتظر تھے۔ اُس دن مکرم شیخ عبدالخالق صاحب پروفیسر جامعہ بھی ساتھ آ کر کھڑے ہو گئے۔ یہ نومسلم تھے اور کسی زمانہ میں عیسائیوں کے بڑے پادری تھے۔ تقسیم ملک سے قبل قادیان گئے اور کئی روز تک حضور سے گفتگو اور بحث کر کے، پوری تسلی ہونے پر آخر احمدی ہو گئے۔ بائبل انہیں ازبر تھی۔ عیسائیت کے زمانہ میں انہوں نے بڑی فراخی کے دن دیکھے تھے اور احمدی ہونے پر وہ درویشانہ زندگی گزارنے لگے لیکن کشائش کے دَور میں لمبا عرصہ زندگی گزارنے کے باعث بعض اوقات ہاتھ تنگ ہو جاتا تھا۔ حضورؓ باہر تشریف لائے تو انہوں نے السلام علیکم کہا۔ حضور نے سلام کا جواب دیا اور اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور کوئی بات کہے بغیر ایک گراں قدر رقم انہیں عطا کر دی جو اُن کی مہینہ بھر کی ضرورت کے لئے کافی تھی۔

ایک دفعہ لائلپور سے ایک مولوی صاحب اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ حضورؓ سے ملنے آئے۔ گفتگو کے دوران انہوں نے کہا کہ ہم تو سمجھتے ہیں کہ مالی منفعت اور دنیاوی اثر و رسوخ حاصل کرنے کے لئے آپ لوگوں نے یہ سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ حضورؓ نے فرمایا کہ محض خیال کر لینا تو کوئی بات نہیں، حالات دیکھ کر اور پورا غور کر کے کوئی نتیجہ اخذ کرنا چاہیے۔ ہماری جماعت کے مالی امور کلّی طور پر صدر انجمن کے ہاتھ میں ہیں۔ آمد و خرچ کا پورا ریکارڈ رکھا جاتا ہے جسے گورنمنٹ کے لوگ بھی چیک کرتے ہیں۔ بجٹ تیار ہوتا ہے اور طبع ہوتا ہے۔ اس کے مطابق ہی اخراجات ہوتے ہیں۔ ہمارے خاندان کو اس سے کچھ نہیں ملتا بلکہ ہم لوگ بھی دوسرے احمدیوں کی طرح چندے ادا کرتے ہیں۔ میں سارا وقت جماعت کا کام کرتا ہوں لیکن صدر انجمن سے تنخواہ وغیرہ کچھ نہیں لیتا بلکہ اپنی جیب سے اسے دیتا ہوں اور اب بھی جبکہ جماعت میں اچھے کھاتے پیتے لوگ شامل ہیں سب سے زیادہ چندہ میرا ہی ہوتا ہے۔ آپ غور کریں میں بفضل خدا صاحب جائیداد ہوں اور اثر و رسوخ رکھتا ہوں۔ اگر دنیوی فوائد حاصل کرنا میری غرض ہوتی تو میں اپنے بچوں کو اعلیٰ دنیوی تعلیم دلا کر انہیں اچھے عہدوں پر فائز کروا سکتا تھا لیکن میں نے اپنے تیرہ کے تیرہ لڑکوں کو دین کی خدمت کے لئے وقف کر دیا اور انہیں دینی تعلیم دلوائی ہے۔ ان میں سے جن کو دنیوی تعلیم اپنے خرچ پر دلائی وہ بھی جماعتی خدمت پر مقرر ہیں۔ کوئی بھی دنیا نہیں کما رہا۔ حضور کی اس گفتگو کا مولوی صاحب پر گہرا اثر ہوا۔

جامعہ میں طالب علمی کے دوران ایک دفعہ میری ڈیوٹی مجلس مشاورت میں رائے شماری پر لگی۔ ایک سینئر طالب علم بھی گنتی کر رہے تھے۔ پہلی رائے شماری کے وقت ہی جب ہم دونوں اپنی اپنی پرچیاں لے کر حضورؓ کی خدمت میں سٹیج پر حاضر ہوئے تو حضورؓ نے میرے سینئر پر نظر ڈالی اور مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہارے پاس پرائیویٹ سیکرٹری کا جاری کردہ ٹکٹ ہے؟ میں نے ٹکٹ پیش کیا۔ اِس پر دوسرے صاحب کو فرمایا کہ آپ کو کس نے یہاں مقرر کیا ہے، آپ ہال سے نکل جائیں۔

اس واقعہ کے کچھ سال بعد ہم دونوں افریقہ کے ایک ملک میں بطور مبلغ اکٹھے ہو گئے۔ وہاں ایک بڑی مسلمان تنظیم تھی جن کے دو سو سے زائد سکول تھے۔ اُنہیں اپنے ایک ادارہ کے لئے ایسے شخص کی ضرورت تھی جو عربی اور انگریزی دونوں میں گریجویٹ ہو۔ انہوں نے مجھ سے رابطہ قائم کیا اور اچھے مشاہرہ اور دیگر مراعات کی پیش کش کی۔ خاکسار نے کہا کہ میں واقف زندگی ہوں اور جماعت کے حکم کے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتا۔ پھر انہوں نے اُن صاحب کو دعوت دی تو وہ اس گرانقدر پیش کش کو ردّ نہ کر سکے اور سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر چلے گئے اور وقف زندگی کا عہد پورا نہ کر سکے۔ اس واقعہ کے یاد آنے پر خاکسار کی توجہ اس حدیث کی طرف جاتی ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ اس حوالہ سے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ بہت سے آدمی جب میرے سامنے آتے ہیں تو ان کے اندر سے مجھے ایسی شعائیں نکلتی معلوم دیتی ہیں جن سے مجھے پتہ لگ جاتا ہے کہ ان کے اندر یہ یہ عیب ہے یا یہ یہ خوبی ہے مگر یہ اجازت نہیں ہوتی کہ انہیں اس عیب سے مطلع کیا جائے۔ میں نے اپنے طور پر بھی دیکھا ہے کہ بعض دفعہ کوئی شخص مجھ سے ملتا ہے تو اس شخص کے قلب میں سے ایسی شعائیں نکلتی دکھائی دیتی ہیں جن سے صاف طور پر اس کا اندرونہ کھل جاتا ہے اور معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کے اندر کوئی کپٹ ہے یا غصہ ہے یا محبت ہے۔ ایک دفعہ ایک دوست مجھ سے ملنے آئے۔ وہ نہایت ہی مخلص تھے مگر مجھ پر اس وقت ایسا اثر پڑا جس سے میں نے محسوس کیا کہ ان کے دل میں کوئی خرابی پیدا ہو چکی ہے۔ میں نے بعض دوستوں سے اس کا ذکر کیا کہ مجھے ایسا نظارہ نظر آیا ہے مگر انہوں نے اس دوست کی بڑی تعریف کی۔ حالانکہ میرے ساتھ ایسا کئی دفعہ ہوا ہے کہ ایک شخص مجھ سے ملنے آیا اور وہ حقیقت میں مخلص ہے تو میں نے محسوس کیا کہ میری روح میں سے کوئی چیز نکل رہی ہے اور اس کی روح میں سے بھی کوئی چیز نکل رہی ہے اور وہ آپس میں مل گئی ہیں مگر جب دوسرا شخص مخلص نہ ہو تو معلوم ہوتا ہے کہ میری روح اس کی روح کو دھکا دے رہی ہے۔ اس طرح معلوم ہو جاتا ہے کہ اس شخص کے دل میں جذبات تنافر پائے جاتے ہیں مگر جب ارواح کا اتصال ہو جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں جذبات محبت پائے جاتے ہیں۔ پس جب وہ دوست بھی مجھ سے ملنے آئے تو میری فطرت نے محسوس کیا کہ ان کے اندر خرابی پیدا ہو چکی ہے حالانکہ وہ اس وقت بہت مخلص تھے۔ آخر سالہا سال کے بعد اس دوست کو ٹھوکر لگی اور پھر ان کے خیالات میں بھی کئی تبدیلیاں پیدا ہو گئیں۔ گو یہ بات ابتلاء تک ہی رہی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں گمراہ ہونے سے بچا لیا مگر بہرحال بات ظاہر ہو گئی اور ان کے اندر جو تنافر اور سلسلہ کے کاموں سے بے رغبتی کا جذبہ کام کر رہا تھا وہ ظاہر ہو گیا۔ پس ایسا معاملہ میرے ساتھ کئی دفعہ ہوا ہے۔ گو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اکثر ایسا ہوتا تھا اور میرے ساتھ بھی کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کی یہی سنت ہے کہ جب تک انسان اپنی فطرت کو آپ ظاہر نہیں کر دیتا وہ اسے مجرم قرار نہیں دیتا۔ اس لئے اس سنت کے ماتحت انبیاء اور ان کے اظلال کا بھی یہی طریق ہے کہ وہ اس وقت تک کسی شخص کے اندرونی عیب کا کسی سے ذکر نہیں کرتے جب تک وہ اپنے عیب کو آپ پر ظاہر نہ کر دے۔“

(روزنامہ الفضل قادیان۔ 9مارچ 1938ء، صفحہ 3)

حضرت مصلح موعودؓ جامعہ کے طلباء کی دلجوئی کے لئے بعض اوقات ان کے تفریحی پروگراموں میں بھی رونق افروز ہوتے تھے۔ ایک دفعہ ہماری درخواست پر دریائے چناب پر پکنک میں شمولیت کے لئے تشریف لائے۔ چائے کے وقت آپؓ طلباء کے ساتھ دری پر بیٹھ گئے۔ چائے نوشی کے ساتھ ساتھ حضور نے حاضرین سے گفتگو بھی جاری رکھی۔ اس وقت غیر ملکی طلباء اچھی خاصی تعداد میں تھے۔ ان میں سے بعض نے اپنے ملکی لطائف سنائے اور حضور بہت محظوظ ہوئے۔

اُن دنوں خدام الاحمدیہ کو کسی بیرونی ملک سے موٹر سے چلنے والی کشتی ملی تھی اور ربوہ میں ایک نئی چیز تھی۔ حضرت مرزا منصور احمد صاحب یہ کشتی لے کر دریا پر موجود تھے۔ حضورؓ اس میں بیٹھ کر ان کے ساتھ کچھ دُور تک گئے۔

---

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ 25/اکتوبر 2008ء میں مکرم عبدالکریم قدسی صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

خلافت سے محبت کی ملیں برکات پشتوں تک
اسی لطف و کرم کی ہو سدا برسات پشتوں تک
خلافت سے وفاداری بشرطِ استواری ہو
یہی ہو حاصل ایماں بہر اوقات پشتوں تک
سدا نورِ خلافت سے منور ہوں میری نسلیں
کسی لمحے جہالت کی نہ آئے رات پشتوں تک
خیالوں میں، گھروں میں رزق اور الفاظ اُتریں گے
اگر ہم چومتے جائیں گے ان کے ہاتھ پشتوں تک

# Muslim Television Ahmadiyya
# Weekly Programme Guide

**5th August 2011 – 11th August 2011**

*Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.*
*For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530*

## Friday 5th August 2011

| | |
|---|---|
| 00:00 | Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq. |
| 00:15 | MTA World News |
| 00:30 | Shamail-e-Nabwi |
| 01:10 | Darsul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 21st March 1992. |
| 03:20 | Tilawat: by Hani Tahir. |
| 04:45 | Jalsa Salana Burkina Faso: concluding address delivered by Huzoor, on 27th March 2004. |
| 06:05 | Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq. |
| 06:50 | Historic Facts |
| 07:35 | Seerat-un-Nabi: a programme on the life and character of the Holy prophet Muhammad (saw). |
| 08:05 | Rah-e-Huda: an interactive talk show answering questions about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community. |
| 09:20 | Indonesian Service |
| 10:20 | Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). |
| 12:00 | Live Friday sermon |
| 13:15 | Tilawat & Dars-e-Hadith |
| 13:40 | Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat. |
| 14:10 | Bengali Service |
| 15:20 | Ramadhan programme |
| 16:15 | Friday Sermon [R] |
| 17:30 | MTA World News |
| 18:00 | MTA Variety |
| 18:50 | Tilawat: by Hani Tahir. |
| 19:50 | Seerat-un-Nabi |
| 20:35 | Friday Sermon [R] |
| 22:00 | Insight |
| 22:20 | Rah-e-Huda [R] |

## Saturday 6th August 2011

| | |
|---|---|
| 00:00 | Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq. |
| 00:50 | MTA World News |
| 01:10 | Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). |
| 02:50 | Tilawat: by Hani Tahir. |
| 03:40 | Friday Sermon: rec. on 5th August 2011. |
| 04:45 | Dars-e-Hadith: selected saying of the Holy Prophet Muhammad (saw). |
| 04:45 | Rah-e-Huda: an interactive talk show answering questions about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community. |
| 06:00 | Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq. |
| 06:50 | Dars-e-Malfoozat: selected saying of the Promised Messiah, Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad (as). |
| 07:15 | International Jama'at News |
| 07:50 | Seerat-un-Nabi: a programme on the life and character of the Holy prophet Muhammad (saw). |
| 08:35 | Friday Sermon [R] |
| 09:50 | Indonesian Service |
| 11:00 | Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). |
| 13:00 | Tilawat & Dars-e-Malfoozat |
| 13:30 | Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat. |
| 14:10 | Bengali Service |
| 15:15 | Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. |
| 16:20 | Live Rah-e-Huda: an interactive talk show answering questions about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community. |
| 18:00 | MTA World News |
| 18:20 | Dars-e-Malfoozat: selected saying of the Promised Messiah, Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad (as). |
| 18:50 | Tilawat: by Hani Tahir. |
| 19:50 | Faith Matters: an English question and answer programme. |
| 20:50 | International Jama'at News |
| 21:25 | [illegible] |
| 22:55 | Friday Sermon [R] |

## Sunday 7th August 2011

| | |
|---|---|
| 00:00 | Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq. |
| 00:50 | MTA World News |
| 01:10 | Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). |
| 02:50 | Tilawat: by Hani Tahir. |
| 03:55 | Friday Sermon: rec. on 5th August 2011. |
| 04:55 | Faith Matters: an English question and answer programme. |
| 06:00 | Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq. |
| 06:50 | Dars-e-Hadith: selected saying of the Holy Prophet Muhammad (saw). |
| 07:05 | MTA International Jama'at News |
| 07:40 | Seerat-un-Nabi |
| 08:50 | Faith Matters |
| 09:55 | Indonesian Service |
| 11:00 | Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). |
| 13:15 | Tilawat |
| 13:30 | Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat. |
| 13:50 | Bengali Service |
| 14:55 | Friday Sermon [R] |
| 15:05 | Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. |
| 16:00 | Khabarnama: daily news in Urdu. |
| 16:20 | Faith Matters |
| 17:25 | Seerat-un-Nabi: a programme on the life and character of the Holy prophet Muhammad (saw). |
| 18:10 | MTA World News |
| 18:50 | Tilawat: by Hani Tahir. |
| 19:45 | Arabic Service |
| 21:50 | Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). [R] |

## Monday 8th August 2011

| | |
|---|---|
| 00:05 | Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq. |
| 01:00 | Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). |
| 02:50 | Tilawat: by Hani Tahir. |
| 03:40 | Friday Sermon: rec. on 5th August 2011. |
| 04:55 | Faith Matters |
| 06:00 | Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq. |
| 06:50 | Dars-e-Hadith: selected saying of the Holy Prophet Muhammad (saw). |
| 07:20 | Ramadhan programme |
| 08:35 | International Jama'at News |
| 09:10 | MTA Variety |
| 09:45 | Indonesian Service |
| 11:05 | Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). |
| 12:35 | Tilawat |
| 13:00 | Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat. |
| 13:35 | Bangla Shomprochar |
| 14:40 | Friday Sermon |
| 15:40 | Khabarnama: daily news in Urdu. |
| 16:00 | Rah-e-Huda: an interactive talk show answering questions about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community. |
| 17:35 | Seerat-un-Nabi |
| 18:00 | MTA World News |
| 18:20 | Dars-e-Malfoozat: selected saying of the Promised Messiah, Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad (as). |
| 18:50 | Tilawat: by Hani Tahir. |
| 19:50 | Arabic Service |
| 20:55 | International Jama'at News |
| 21:40 | Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). [R] |

## Tuesday 9th August 2011

| | |
|---|---|
| 00:00 | Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq. |
| 01:00 | Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). |
| 02:50 | Tilawat: by Hani Tahir. |
| 03:45 | Dars-e-Hadith: selected saying of the Holy Prophet Muhammad (saw). |
| 04:00 | Seerat-un-Nabi: a programme on the life and character of the Holy prophet Muhammad (saw). |
| 04:45 | Friday Sermon |
| 06:00 | Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq. |
| 06:55 | Dars-e-Malfoozat: selected saying of the Promised Messiah, Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad (as). |
| 07:15 | Insight |
| 07:45 | Ramadhan programme |
| 08:25 | Yassarnal Qur'an |
| 08:40 | Children's class with Huzoor. |
| 09:45 | Indonesian Service |
| 11:00 | Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). |
| 13:00 | Tilawat |
| 13:10 | Dars-e-Malfoozat |
| 13:30 | Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat. |
| 14:00 | Bangla Shomprochar |
| 15:00 | Huzoor's Ijtema Address |
| 15:50 | Rah-e-Huda: an interactive talk show answering questions about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community. |
| 17:25 | Shamail-e-Nabwi |
| 18:00 | MTA World News |
| 18:15 | Ramadhan programme [R] |
| 18:50 | Tilawat: by Hani Tahir. |
| 19:35 | Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 5th August 2011. |
| 20:35 | Insight |
| 21:00 | Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). |
| 22:30 | [illegible] |
| 23:20 | Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq. |

## Wednesday 10th August 2011

| | |
|---|---|
| 00:10 | MTA World News |
| 00:30 | Shamail-e-Nabwi |
| 01:00 | Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). |
| 02:25 | Dars-e-Malfoozat: selected saying of the Promised Messiah, Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad (as). |
| 02:50 | Tilawat: by Hani Tahir. |
| 04:20 | Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). [R] |
| 06:00 | Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq. |
| 06:55 | Dars-e-Malfoozat: selected saying of the Promised Messiah, Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad (as). |
| 07:20 | Seerat-un-Nabi: a programme on the life and character of the Holy prophet Muhammad (saw). |
| 08:30 | Swahili Service |
| 09:40 | Indonesian Service |
| 11:00 | Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). |
| 12:40 | Tilawat |
| 12:55 | Calling All Cooks |
| 13:20 | Bangla Shomprochar |
| 14:30 | Friday Sermon |
| 15:40 | Yassarnal Qur'an |
| 15:55 | Rah-e-Huda: an interactive talk show answering questions about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community. |
| 17:20 | Seerat-un-Nabi |
| 18:20 | MTA World News |
| 18:40 | Tilawat: by Hani Tahir. |
| 19:35 | Dars-e-Malfoozat: selected saying of the Promised Messiah, Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad (as). |
| 19:50 | Ramadhan programme |
| 22:00 | Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). [R] |
| 23:40 | Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq. |

## Thursday 11th August 2011

| | |
|---|---|
| 00:10 | MTA World News |
| 00:25 | Seerat-un-Nabi: a programme on the life and character of the Holy prophet Muhammad (saw). |
| 01:00 | Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). |
| 02:50 | Tilawat: by Hani Tahir. |
| 03:45 | Dars-e-Malfoozat: selected saying of the Promised Messiah, Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad (as). |
| 04:10 | Friday Sermon |
| 05:05 | Huzoor's Jalsa Salana Address |
| 06:00 | Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq. |
| 07:00 | Beacon of Truth: an English programme exploring various matters relating to Islam. |
| 08:05 | Yassarnal Qur'an |
| 08:40 | Faith Matters |
| 09:45 | Indonesian Service |
| 11:00 | Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). |
| 12:50 | Tilawat |
| 13:00 | Qur'anic Archaeology |
| 13:30 | Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat. |
| 14:10 | Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon delivered on 5th August 2011. |
| 15:10 | Faith Matters |
| 16:35 | Khilafat-e-Ahmadiyya |
| 17:15 | Shamail-e-Nabwi |
| 18:00 | MTA World News |
| 18:20 | Qur'anic Archaeology [R] |
| 18:55 | Tilawat: by Hani Tahir. |
| 19:55 | Faith Matters [R] |
| 21:00 | Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). [R] |
| 23:00 | Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq. |

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).***

# Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 18 | Friday 22 & 29 July , 2011 | Issue No. 29-30


## اسلام نے وہ عورتیں پیدا کی ہیں جو مردوں کے شانہ بشانہ قربانیاں دیتی چلی گئیں۔توحید کے قیام واستحکام کے لئے اپنے پیچھے وہ نمونے چھوڑ گئیں جو ہمارے ایمانوں میں مضبوطی پیدا کرنے کا ہمیشہ باعث بنتے چلے جائیں گے۔

جنگ ٹھونسی گئی تو جنگی حالات میں عورتوں نے اپنا کردار ادا کیا۔نظام جماعت کو بہترین مشورے بھی دیئے۔صحابیات نے علمی کارنامے بھی انجام دیئے۔عبادتوں کے معیار قائم کئے۔بچوں کی بہترین تربیت کی۔حضرت اُمّ عمّارہ رضی اللہ عنہا کی بے نظیر قربانیوں اور خدمات کا تفصیلی تذکرہ۔

### آج ہر عورت کا کام ہے کہ اُمّ عمّارہ بن کر آنحضرت ﷺ کی ذات اور اسلام پر لگائے گئے ہر الزام کا جواب دے کر آپ ﷺ کی ذات اور اسلام کی حفاظت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرے۔

آج کل الیکٹرونک میڈیا کے ذریعہ اسلام پر، احمدیت پر حملے کئے جاتے ہیں۔آنحضرت ﷺ کی ذات پر، قرآن کریم پر حملے کئے جاتے ہیں ۔ان حملوں کو پسپا کرنے کے لئے جہاں مَردوں کو اپنی طاقتیں صرف کرنے کی ضرورت ہے وہاں عورتوں کو بھی اپنی تمام تر طاقتوں اور صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی ضرورت ہے۔لڑکیاں اور پڑھی لکھی عورتیں اپنے آپ کو اس کام کے لئے پیش کریں۔

### ہمیں ایک اُمّ عمّارہ نہیں بلکہ ہزاروں اُمّ عمّارہ کی ضرورت ہے۔

صحابیات رسول حضرت اُمّ سلمہؓ، حضرت اُمّ ورقہؓ بنت عبداللہ، حضرت فاطمہؓ بنت خطاب کی خدا اور رسول سے محبت، اخلاص و وفا اور قربانیوں کا ایمان افروز تذکرہ۔

### آج آخرین میں شامل ہونے والی عورتوں نے بھی یہی مثالیں قائم کرنی ہیں۔ہر عورت اور ہر لڑکی یہ سمجھے کہ آج اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی ذمہ داری صرف اور صرف میری ہے۔

(لجنہ اماء اللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع بتاریخ 3/اکتوبر 2010ء بروز اتوار بمقام اسلام آباد (یوکے) کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ولولہ انگیز خطاب)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ أَمَّا بَعْدُ
فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ
رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ
يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ
عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت کے ساتھ ہی پہلے آپ کا استہزاء اور ہنسی ٹھٹھا شروع ہوا اور پھر جب کفار نے دیکھا کہ یہ تو ایک ایک کر کے ہم میں سے لوگوں کو اپنے اندر سمیٹتے چلے جا رہے ہیں، ہمارے کمزور اور ہمارے غلام اِس شخص کی بیعت میں آ کر ہمارے بتوں کی پوجا کرنے کی بجائے خدائے واحد کی عبادت کرنے والے بنتے چلے جا رہے ہیں تو پھر کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہر منصوبہ بندی کی کہ کس طرح آپ ﷺ کے پیغام کو اور آپ ﷺ کے کام کو روکا جا سکتا ہے۔آپ کے ماننے والوں پر ظلم وتعدی کی انتہاء کر دی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں میں نہ کوئی مرد ظالم کفار کے ہاتھوں محفوظ رہا اور نہ کوئی عورت۔اسلام کی تاریخ میں دو اونٹوں سے ایک شخص کی ٹانگیں باندھ کر اُن کو مخالف سمت دوڑا کر جسم کو چیرنے کا واقعہ ملتا ہے، وہ بھی ایک عورت تھی، باوجود اپنے بھیانک انجام کے سامنے دیکھنے کے اُس پر عزم عورت نے، توحید پر ہمیشہ قائم رہنے کا عہد کرنے والی عورت نے، اپنے عہد کو پورا کرنے کے لئے اپنے جسم کو ظالمانہ طور پر چیرا جانا برداشت کر لیا لیکن اپنے خدا سے بے وفائی نہیں کی۔

پھر مکہ میں ہی ظلم کی داستان کا ایک واقعہ ہمیں ملتا ہے جب حضرت یاسرؓ کے پورے خاندان کو ظلم کا نشانہ بنایا گیا۔ایک دن ایسے ہی ظلم کا نشانہ بنتے ہوئے یہ خاندان جب اُس میں سے گزر رہا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہاں سے گزر ہوا۔آپ ﷺ نے دیکھا کہ یہ لوگ رسیوں سے جکڑے ہوئے ہیں اور ظالمانہ طریقے سے اِن کو مارا جا رہا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے آلِ یاسر! صبر کرو۔اللہ تعالیٰ نے جنت میں تمہارے لئے مکان تعمیر کیا ہے۔تمہارا ایک مکان بن رہا ہے جنت میں۔اِس ظلم کے دوران ہی حضرت یاسرؓ تو شہید ہو گئے اور حضرت سمیہؓ جو آپ کی بیوی تھیں اُن کا بھی بُرا حال تھا، ظلم اور تشدد کی وجہ سے نیم بے ہوشی کی حالت تھی۔اُس حالت میں بھی ابوجہل نے اُن پہ ظالمانہ طور پر ایک نیزہ مار کے اُن کو شہید کر دیا۔

(ماخوذ از اسد الغابة جلد 6صفحہ 155-156 سمية ام عمارة۔ دارالفکر بیروت 2003ء)

یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی رضا کا پروانہ لے کر، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے آپ کو دیا تھا، اِس دنیا کو چھوڑ کر ہمیشہ کی زندگی پا گئے۔ آج چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی اِن کی یہ قربانی تاریخ اسلام میں نہایت آب و تاب سے چمک رہی ہے اور ہر جگہ اِن کی قربانی کا ذکر ہوتا ہے جب بھی آپ تاریخ اسلام اُٹھائیں گے۔

عورت فطرتاً کمزور ہوتی ہے لیکن اِسلام نے وہ عورتیں پیدا کی ہیں جو مردوں کے شانہ بشانہ قربانیاں دیتی چلی گئیں۔توحید کے قیام واستحکام کے لئے اپنے پیچھے وہ نمونے چھوڑ گئیں جو ہمارے ایمانوں میں مضبوطی پیدا کرنے کا ہمیشہ باعث بنتے چلے جائیں گے۔

پھر دیکھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی کے دوران ہی شعبِ ابی طالب کا واقعہ پیش آیا جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہؓ اور آپ ﷺ کے خاندان اور آپ ﷺ کے ماننے والے اڑھائی سال تک وہ قربانیاں دیتے رہے جس میں مسلسل بھوک اور پیاس بھی برداشت کرنی پڑی۔ بچے بھوک سے بلکتے رہے۔ مائیں بچوں کی حالت کو دیکھ کر بے چین اور پریشان تو ضرور تھیں۔اپنے بچوں کو بھوک کو حالت میں دیکھ کر اور اس بھوک کی حالت کی وجہ سے قریب المرگ دیکھ کر غمزدہ تو ضرور تھیں لیکن جس توحید کی دولت اور جس زندہ خدا کو وہ پا چکی تھیں اُس سے بے وفائی اور مُنہ موڑنے کا وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھیں۔ثباتِ قدم اور استقامت کے پیکر اگر مرد تھے تو عورتیں بھی اُس سے کم نہیں تھیں۔

پس قربانی اور ایمان میں مضبوطی کی ایک رُوح تھی جو اِسلام نے مردوں اور عورتوں میں یکساں پیدا کر دی۔اور پھر جب اللہ تعالیٰ کے اِذن سے مدینہ میں ہجرت ہوئی، اور اِسلام کے پھیلنے کا ایک نیا دور شروع ہوا تو وہاں بھی دشمنانِ اسلام نے مسلمانوں کا پیچھا کیا اور ایک فوج کے ساتھ مدینہ پر لشکر کشی کی تب خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت عطا فرمائی کہ دشمنوں کے اِن ظلموں کو روکنے کے لئے آپ ﷺ کو اپنا دفاع کرنے کی اجازت ہے اور اب اِن کا جواب سختی سے دینے کی ضرورت ہے کیونکہ اب اِن ظلموں کو نہ روکا گیا تو یہ ظلم بڑھتے بڑھتے ہر مذہب کے خلاف آگیں بھڑکائیں گے اور اُس تعلیم کے خلاف جو خدائے واحد کی عبادت پر زور دیتی ہے یہ ظلم کرنے والے ہمیشہ تلوار اُٹھاتے چلے جائیں گے۔پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی اجازت سے مدینہ پر حملہ کرنے والوں کے خلاف صف آرائی کی، اُن کے سامنے کھڑے ہوئے۔

پہلی جنگ بدر کے میدان میں لڑی گئی اور پھر

باقی صفحہ نمبر 29پر ملاحظہ فرمائیں

## حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ جرمنی 2011ء کی چند تصویری جھلکیاں

افتتاح مسرور ایم ٹی اے سٹوڈیو (کولون)

افتتاح مسجد بیت النصر (کولون)

افتتاح سرائے نصرت جہاں (فرینکفرٹ)

افتتاح مسجد بیت العافیت (لیوبک)

افتتاح مسجد بیت الہادی (Selingenstadt)

افتتاح مسجد بیت الغفور (گنز ہائم)

افتتاح مسجد بیت الباقی (ڈیٹزن باخ)

افتتاح مسجد بیت الامن (نیڈا)

لارڈ میئر و وزیر اعلیٰ برلن محترم Klaus Wowereit حضور انور کے ساتھ

ہمبرگ کے میئر اور وزیر اعلیٰ صوبہ ہمبرگ محترم Olaf Schloz حضور انور کے ہمراہ

جرمن حکومت کے کمشنر برائے انسانی حقوق محترم Markus Lonning حضور انور کے ہمراہ

ممبر یورپین پارلیمنٹ MR. Michel Gahler اور پروٹسٹنٹ چرچ کے نمائندہ برائے اسلام Dr. Martin Affolderbach حضور انور کی معیت میں

صوبہ برلن کے وزیر داخلہ محترم Ehrhart Korting حضور انور کے ہمراہ

جرمنی میں انسانی حقوق کی کمیٹی کے صدر محترم Tom Koenigs حضور انور کے ساتھ

جرمنی میں کینیڈا کے سفیر محترم Peter M Boehm حضور انور کے ہمراہ

جرمنی کی قومی اسمبلی کے ممبر Christoph Strasser حضور انور کی معیت میں

حضور انور ایدہ اللہ مسجد مہدی آباد کے سنگ بنیاد کے موقع پر خطاب فرما رہے ہیں

اقوام متحدہ کے خصوصی نمائندہ برائے مذہبی آزادی پروفیسر Heiner Bielefeldt حضور ایدہ اللہ کی معیت میں

ہمبرگ میں گرین پارٹی کی طرف سے منعقدہ تقریب میں خطاب

جرمنی کی مختلف یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم احمدی طلباء کے ساتھ نشست

برلن کے پارلیمنٹ ہاؤس کا وزٹ

حضور انور ایم ٹی اے کے موبائل کنٹرول روم کا معائنہ فرماتے ہوئے

بیعت نومبائعین بر موقع جلسہ جرمنی

نومبائعین کے ساتھ میٹنگ

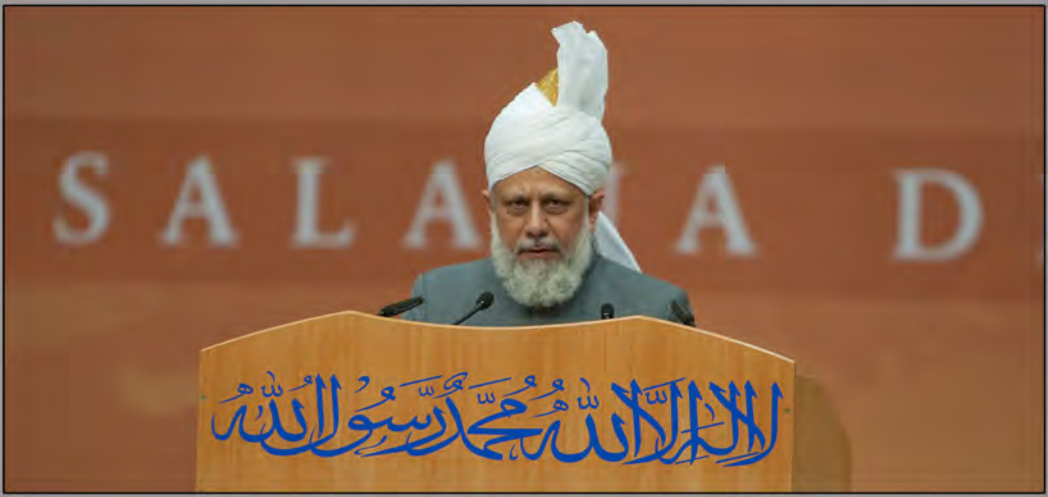


جلسہ سالانہ جرمنی 2011ء کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ حاضرین سے خطاب فرماتے ہوئے

جلسہ گاہ کا ایک منظر

جرمن اور مختلف قومیتوں کے افراد کے ساتھ نشست میں خطاب

جلسہ سالانہ جرمنی کے اختتام پر الوداع کا ایک منظر